مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۱۱۰_۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنی

DVD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس

رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

بسم الله الرحمن الرحیم

(جلد دهم)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ وتحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	دہم
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	محمد حسین انیس ، (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:0333-5169622)
پرنٹنگ	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ۔ مئی ۲۰۰۷ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	Rs250-00

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر
مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12،
سیکٹر G-6/2، اسلام آباد
فون نمبر:051-2870105

معصوم پبلیکیشنز بلتستان
منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو بلتستان
موبائل:0333-5169622
ای میل:maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین
سیٹلائٹ ٹاؤن، ۲۹۶/۹، بی بلاک، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد دہم)

احرام حج اور وقوف عرفات کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ستائیس (۲۷) باب ہیں)

باب ۱
احرام حج کے واجب ہونے اور اس کی کیفیت اور اس کے چند احکام کا بیان

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: (جب آٹھویں ذی الحجہ) کا دن ہو۔ انشاء اللہ تو غسل (احرام) کرو اور پھر احرام کے دو کپڑے زیب تن کرو اور پاؤں ننگے وقار وسکینہ کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہو اور مقام ابراہیمؑ یا حجر کے پاس دو رکعت نماز پڑھ اور پھر زوال آفتاب تک وہیں بیٹھ۔ بعد از آں نماز ظہر پڑھ اور اس کے بعد وہی کلمات کہو جو مسجد شجرہ سے احرام باندھتے وقت کہے تھے اور سکینہ ووقار کے ساتھ احرام حج باندھو اور جب مقام روم کے اس رفضاء (رقطاء) کے مقام پر پہنچو تو تلبیہ کہو اور اگر تلبیہ کہے بغیر مقام روم تک پہنچ جاؤ اور نشیبی جگہ پر جھانکنے[۱] لگے تو بلند آواز کے ساتھ تلبیہ کہتا جا یہاں تک کہ منیٰ پہنچ جاؤ۔ (الفروع التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے احرام کے ابواب (۲ از اقسام حج، اور باب ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲
اگر ممکن ہو تو ترویہ کے دن زوال آفتاب کے وقت منیٰ کی طرف جانا اور وہاں پہنچ کر نماز ظہر پڑھنا مستحب ہے۔ اگر کوئی عذر ہو تو اس قدر تاخیر بھی جائز ہے کہ صبح وہاں جا کر کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص (احرام حج باندھ کر) منیٰ جانا چاہے۔ اس کا وہ وقت کون سا ہے جس

---

[۱] موجودہ دور میں ان مقامات کا کوئی نام ونشان تک موجود نہیں ہے لہذا مسجد الحرام سے ہی احرام باندھ کر تلبیہ کہنا چاہیے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سے پہلے کوئی وقت نہیں ہے اور اس کا آخری وقت کونسا ہے؟ فرمایا: پہلا وقت تو (ترویہ کے دن) زوال آفتاب ہے۔ اور آخری وقت یہ ہے کہ وہ (نویں کے دن) صبح منیٰ میں کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پھر (ترویہ کے دن) مسجد الحرام سے (احرام باندھ کر) اس طرح تلبیہ کہہ جس طرح احرام (عمرہ) باندھتے وقت کہا تھا کہ: ﴿لبیك بحجة تمامها و بلاغها علیك﴾ اور اگر ہو سکے تو کوشش کر کہ منیٰ کی طرف تمھاری روانگی زوال کے وقت ہو ورنہ ترویہ کے دن جس وقت روانہ ہو سکو ہو۔ (التہذیبین والفروع)

۳۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ترویہ کا دن ہو تو صبح کا احرام باندھ اور اگر ہو سکے تو اس دن نماز ظہر منیٰ میں پڑھ۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ از وجوب حج و باب ۲ از اقسام حج وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ اور باب ۲ از ذبح میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳

کسی عذر کی وجہ سے ترویہ کے دن زوال سے پہلے بھی منیٰ کی طرف جانا جائز ہے۔ بلکہ ترویہ سے تین دن پہلے بھی جائز ہے ہاں اس سے زیادہ تقدیم جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں۔ جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص بہت بوڑھا ہے یا بیمار ہے اور (ترویہ کے دن) لوگوں کے اژدھام سے ڈرتا ہے۔ تو آیا وہ ترویہ سے پہلے احرام حج باندھ کر منیٰ جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا۔ ایک تندرست و توانا آدمی صرف جگہ کی تلاش اور اس میں آرام کی خاطر پہلے جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا آیا وہ معذور ترویہ سے ایک دن پہلے جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں عرض کیا دو دن پہلے؟ فرمایا: ہاں عرض کیا تین دن؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا اس سے زیادہ دن پہلے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا لوگ (ترویہ کے دن) صبح سویرے (احرام حج باندھ کر) منیٰ کی طرف جا سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں غروب آفتاب تک جا سکتے ہیں۔ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے اسے معذور آدمی پر حمل کیا ہے جیسے کہ گزر گیا ہے۔

باب ۴

ترویہ کے دن امام کے لئے قدرے پہلے جانا مستحب ہے تا کہ وہ نماز ظہر پڑھا سکے۔ اور پھر عرفہ کے دن طلوع آفتاب تک وہیں مقیم رہے۔

(اس میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا ترویہ کے دن امام کو منیٰ کے سواء ظہر کی نماز کسی اور جگہ نہیں پڑھنا چاہئے اور پھر طلوع آفتاب تک وہیں شب باشی کرے (اور طلوع آفتاب کے بعد عرفات کی طرف جائے)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہؒ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا امامؑ کو چاہئے کہ وہ ترویہ کے دن نماز ظہر خیف میں (بمقام منیٰ) پڑھے اور واپسی (۱۲ ذالحجہ) کو یہ نماز مسجد الحرام میں پڑھے۔

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ وآلہ وسلم نے ترویہ کے دن نماز ظہر منیٰ میں پڑھی تھی؟ فرمایا ہاں اور عرفہ کے دن نماز صبح بھی وہیں پڑھی تھی۔

(التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب منیٰ پہنچو تو یہ دعا پڑھو (یہاں ایک دعا ذکر کی گئی ہے) اور فرمایا: پھر وہاں پہنچ کر نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح پڑھو۔ اور امام نماز ظہر وہیں پڑھو اس کے لئے (کسی اور جگہ پڑھنے کی) کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں البتہ تم وہاں نہ پڑھ سکو تو کسی اور جگہ بھی پڑھ سکتے ہو پھر بمقام عرفات لوگوں کے پاس پہنچ جاؤ۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کے بعد (باب ۷ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵

امام کے لئے اثناء راہ میں ٹھہرنا اور اس کا مکی ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص مؤذن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک سو چالیس ہجری میں اسماعیل بن علی (حاکم) نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اثناء راہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خچر سے گر پڑے تو

اسماعیل وہاں ٹھہر گیا امام نے اس سے فرمایا: آپ چلیں کیونکہ امام (امیر الحاج) نہیں ٹھہرتا۔ (الفروع)

۲۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا موسم حج کا متولی کوئی مکی نہ ہو (ایضا)

مؤلف علام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے آداب سفر (باب ۲۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

منیٰ کی طرف جاتے وقت اور وہاں اترتے وقت منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے اور منیٰ کے حدود کا بیان

(اس میں کل تین حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جب منیٰ کی طرف جانے لگو تو یہ دعا پڑھو ﴿اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ اَرجُو وَاِيَّاكَ اَدعُو فَبَلِّغنِی اَمَلِی وَاَصلِح لِی عَمَلِی﴾ (الفروع، التہذیب)

۱۔ نیز معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب منیٰ پہنچ جاؤ تو یہ دعا پڑھو ﴿اَللّٰهُمَّ هذه مِنی وهذه مما مننت به علینا من المناسك فاسئا لك ان تمن علی بما مننت به علی انبیاء ك فانما انا عبدك و فی قبضتك﴾ اور منیٰ کی حد عقبہ سے لیکر وادی محسر تک ہے۔

(ایضاً کذا فی الفقیہ)

باب ۷

طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ سے نکلنا جائز ہے ہاں البتہ طلوع آفتاب سے پہلے وادی محسر کو عبور نہ کرے ہاں طلوع کے بعد منیٰ سے نکلنا مستحب ہے ا۔ امام کے لئے زیادہ مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الحمید طائی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم لوگ پیادہ ہیں۔ تو ہم کیا کریں؟ (یعنی منیٰ سے کب روانہ ہوں؟) فرمایا: سواریاں والے لوگ تو نماز صبح منیٰ میں پڑھ کر نکلتے تھے۔ اور تم (پیادہ؟) تو تم چلو۔ نماز صبح راستہ میں پڑھ لینا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنت یہ ہے کہ امام اس وقت تک منیٰ سے

عرفہ کی طرف روانہ نہ ہو جب تک سورج نہ نکل آئے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ (حاجی) طلوع آفتاب سے وادی محسر سے پہلے نہ گزرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس سے قبل (باب ۴ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو امام کے حکم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

(منیٰ سے) عرفات جاتے وقت منقولہ دعا پڑھنا اور عرفات پہنچنے تک تلبیہ کہنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے اس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا جب صبح (منیٰ سے) عرفات جانے لگو تو یہ دعا پڑھو ﴿اللھم الیك صمدت وایاك اعتمدت وجهك اردت فاسئلك ان تبارك لی فی رحلتی وان تقضی لی حاجتی وان تجعلنی ممن تباهی به القوم من هو افضل منی﴾ پھر تلبیہ کہو جبکہ تم عرفات کی طرف جا رہے ہو۔

(الفروغ، التہذیب)

باب ۹

عرفات میں نمرہ کے مقام پر خیمہ نصب کرنا اور زوال کے وقت غسل کرنا اور ایک اذان اور دو اقامت کیساتھ نماز ظہر و عصر کو وہاں جمع کرنا اور زوال کے وقت تلبیہ قطع کرنا اور بکثرت دعا اور ذکر خدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب عرفات میں پہنچو تو نمرہ کے مقام پر خیمہ نصب کرو اور نمرہ بطن عرفہ میں ہے۔ جو موقف اور عرفہ سے کچھ ادھر ہے۔ اور جب عرفہ دن زوال ہو جائے تو غسل کر۔ اور ظہر و عصر

کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھو یعنی عصر کو جلدی اور دونوں کو جمع کرکے پڑھو تا کہ تمہارا وقت دعا و پکار کے لئے بالکل فارغ ہو جائے کیونکہ یہ دن خصوصی طور پر دعا اور سوال کرنے کا ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سیار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرفہ کے دن عام شہروں میں غسل کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا جب کہیں بھی ہو اس دن غسل کرو۔(التہذیب)

ابن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عرفہ کے دن سورج ڈھل جائے تو تلبیہ قطع کردو اور غسل کرو اور ذکر خدا، تکبیر، تہلیل، تحمید، تسبیح اور تقدیس کرو اور ظہر و عصر کو ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ (جمع کرکے پڑھو)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں قبل ازیں باب طہارت (جلد ۱ و ۲ از اغسال مسنونہ میں غسل کے استحباب اور تلبیہ کے قطع کرنے پر دلالت کرنے والے بعض حدیثیں احرام (باب ۲۴ از احرام میں) گزر چکی ہیں اور جمع بین الصلوٰتین پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد ب مشعر (باب ۶ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۱۰

عرفات کے وہ حدود جن میں عرفہ کے دن وقوف کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ہم چار مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک روایت کے ضمن میں فرمایا کہ عرفہ کی حد بطن عرفہ و ثوبہ سے لیکر ذوالمجاز تک ہے اور پہاڑ (عرفہ) کے پس پشت وقوف کی جگہ ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر یعنی لیث بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عرفات کی حد مازمین سے لے کر موقف کے آخری حصہ تک ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا پیلو کے درخت جو اس درخت کے نیچے اترتے ہیں (اور وہیں وقوف کرتے ہیں) ان کا کوئی حج نہیں ہے۔

(التہذیب، الفقیہ)

حضرت شیخ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس درخت کے نیچے وقوف کرتے ہیں (جو کہ وقوف سے خارج ہے) لیکن وہ لوگ جو اترتے تو وہاں ہیں مگر وقوف اصل موقف پر کرتے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں

ہے۔

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جبل عرفات کے اوپر وقوف کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا زمین کے اوپر؟ فرمایا: زمین کے اوپر! (زیادہ پسند ہے)۔ (التہذیب)

۵۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: پیلو کے درخت، اور نمرہ یعنی بطن عرفہ وثوبہ اور ذی المجاز کے نیچے صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ عرفات میں سے نہیں ہیں لہٰذا ان سب میں وقوف نہ کر۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا عرفہ کی حد بطن عرفہ وثوبہ اور نمرہ وذی المجاز سے شروع ہوتی ہے۔ اور پہاڑ کی پیچھے کی جانب سے دوسری جانب تک موقف ہے۔ اور عرفات حرم میں سے نہیں ہے اور حرم افضل ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جبل عرفہ کا نام کیا ہے؟ فرمایا: آل (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۱، ۱۳ اور ۱۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

عرفات میں پہاڑ کی بائیں جانب وقوف کرنا مستحب ہے۔ ویسے جہاں کی جائے کافی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا پہاڑ کی بائیں جانب وقوف کریں۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ کی بائیں جانب وقوف کیا تھا۔ اور لوگوں نے دوڑ دوڑ کر آپ کی ناقہ کے پاؤں کے پاس وقوف کرنا شروع کیا تھا آنحضرتؐ نے ان کو دور کیا مگر انھوں نے پھر ایسا ہی کیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت کو فرمانا پڑا: ایہا الناس! میری ناقہ کے پاؤں کے پاس موقف نہیں ہے۔ پھر موقف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ہاں یہ تمام موقف ہے (تب لوگ متفرق ہو گئے) اور آپ نے (اور لوگوں نے) مزدلفہ میں بھی ایسا ہی کیا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا عرفات سب کا سب موقف ہے اور افضل ترین موقف پہاڑ کی نچلی سطح ہے۔ گھاٹیوں سے نیچے منتقل ہوں اور پیلو کے درخت سے بچیں۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جب منیٰ میں لوگ زیادہ ہوں اور جگہ تنگ ہو تو کیا کریں؟ فرمایا: وادی محسر کی طرف بلندی پر چڑھ جائیں عرض کیا کہ جب عرفہ میں لوگ بہت زیادہ ہو جائیں تو وہ کیا کریں؟ فرمایا مازمین کی طرف چڑھ جائیں پھر عرض کیا کہ لوگ موقف میں ہوں اور بہت زیادہ ہوں تو وہ کیا کریں؟ فرمایا کہ پہاڑ کے اوپر چڑھ جائیں اور تم (بحالت اختیاری) پہاڑ کی بائیں جانب وقوف کرو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی جگہ وقوف کیا تھا اور لوگوں نے۔ (تا آخر حدیث اول)۔ (التہذیب)

باب ۱۲

سواری پر سوار ہو کر بھی وقوف کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن جعفر الحمیری باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو موقف (عرفات) میں دیکھا کہ آپ خچر پر سوار تھے اور ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے ہوئے تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقف والی جگہ پر موجود تھے اور آپ کی ہتھیلیوں کا ظاہری حصہ آسمان کی طرف تھا اور وہ تھوڑے وقفہ کے بعد اپنی انگشت شہادت کو ہلاتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

مستحب ہے کہ آدمی اپنے اپنے اہل و عیال اور اپنے ساز و سامان سے عرفات کی خالی جگہوں کو پر کرے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شب بمقام منیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حج کرنے پر آمادہ کرتے ہوئے فرمایا: اے سعید! خداوند تعالیٰ جس شخص کو رزق عطا فرمائے اور وہ اسے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر صرف کرتے ہوئے ان کو (گھر سے) نکال کر اور سورج کی تپش کا ذائقہ چکھاتے ہوئے اور شب عرفہ کو موقف پر لے جائے اور جہاں کوئی شخص نہ ہو وہ وہاں پر وقوف کرے میں نے عرض کیا ہاں میں آپ پر قربان ہو جاؤں فرمایا: ان کو دھوپ کا مزہ چکھاتے ہوئے وہاں پہنچائے اور خالی جگہ کو پر کرے تو خداوند واحد لاشریک فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ بڑا اچھا بندہ ہے میں نے اسے اتنا رزق عطا کیا ہے۔ جسے اس نے صرف کیا اور اس کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دھوپ کا مزہ

چکھاتے ہوئے یہاں لایا حتیٰ کہ خالی جگہ کو پر کیا تا کہ میں اس کے گناہ بخش دوں اور اس کی مہمات کی کفایت کروں اور اسے مزید رزق عطا کروں! سعید بیان کرتے ہیں امام نے قریباً بہت چیزیں گنوائیں (تو خدا فرماتا ہے کہ میں اسے یہ سب کچھ دونگا)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے وقوف عرفات کی حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی خالی جگہ دیکھو تو اسے اپنی ذات اور اپنی سواری سے پر کر دو کیونکہ خداوند عالم اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ان خالی جگہوں کو پر کیا جائے اور گھاٹیوں سے منتقل ہو اور پیلو کے درخت سے اجتناب کرو۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۴

عرفات میں سکینہ و وقار کے ساتھ وقوف کرنا اور بکثرت ذکر خدا کرنا اور منقولہ اور غیر منقولہ دعائیں پڑھنے میں جدوجہد کرنا مستحب ہے اور دیگر چند مستحبات کا بیان۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ طوسی باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عرفات میں جمع بین الصلوٰتین کرو اور جلدی نماز پڑھو تا کہ اپنے آپ کو دعا و پکار کے لئے فارغ کر سکو، پھر مقام وقوف پر جاؤ مگر سکینہ و وقار کے ساتھ۔ خدا کی حمد و ثنا اور تہلیل و تحمید کرو، اور سو بار تکبیر، سو بار الحمد للہ، سو بار سبحان اللہ اور سو بار قل ھو اللہ پڑھو پھر جو چاہو دعا مانگو اور اس میں خوب جدوجہد کرو کیونکہ آج دعا و پکار کرنے اور خدا سے مانگنے کا دن ہے۔ اور شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہیں غفلت میں مبتلا کرتا ہے۔ مگر اس کی نگاہ میں اس جگہ سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ جگہ نہیں ہے۔ خبردار لوگوں کی طرف نگاہ کرنے میں مشغول نہ ہو۔ بلکہ اپنی طرف توجہ کرو۔ اور جو دعائیں تم پڑھو ان میں یہ دعا بھی پڑھو ﴿اللّٰھم انی عبدك فلا تجعلنی من اخیب و فدك وارحم مسیری الیك من الفج العمیق﴾ اور منجملہ ان دعاؤں میں جو مانگو ایک یہ بھی مانگو ﴿اللھم رب المشاعر كلھا فك رقبتی من النار واوسع علی من رزقك الحلال وادر أعنی شر فسقة الجن والانس﴾ نیز یہ دعا پڑھو ﴿اللھم لاتمكر بی ولاتخدعنی ولاتستدرجنی﴾ اور پڑھو: ﴿اللّٰھم انی اسالك بحولك وجودك وكرمك وفضلك ومنك یااسمع السامعین ویا ابصر الناظرین ویا اسرع الحاسبین ویا ارحم الراحمین، ان تصل علی محمد وآل محمد وان تفعل بی كذا وكذا﴾ اور آسمان کی طرف سر بلند کر کے یہ دعا پڑھو ﴿اللھم حاجتی الیك التی ان اعطیتنیھا لم یضرنی مامنعتنی،

والتی ان منعتنیھا لم ینفعنی ماعطیتنی ،اسالك خلاص رقبتی من النار﴾اور منجملہ ان دعاؤں میں سے یہ دعا بھی پڑھو﴿اللھم عبد ك و ملك یدك ،ناصیتی بیدك واجلی بعلمك اسالك ان توفقنی لما یر ضیك عنی وان تسلم منی مناسکی التی ارایتھاخلیلك ابراھیم - وَدَلَلْتَ علیھانبیك محمد اصلی علیه وآله وسلم ﴾اورمن جملہ دعاؤں کے ایک یہ دعا بھی پڑھو﴿اللّٰھم اجعلنی ممن رضیت عمله واطلت عمره واحییته بعد الموت حیاة طیّبه ﴾اور مستحب ہے کہ شب عرفہ غلام آزاد کیا جائے اور صدقہ دیا جائے (التہذیب،الفروع)

۲۔ حضرت صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علی! آیا میں تمہیں عرفہ کی دعا تعلیم نہ دوں؟ جو مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی بھی دعا ہے؟ عرض کیا ہاں یارسول اللہ! فرمایا: پڑھو: ﴿لااله الا اللّٰه وحده لاشریك له له الملك وله الحمد یحی ویمت ویمیت ویحیی وھو حیّ لایموت بیده الخیر وھوعلیٰ کل شیء قدیر ، اللھم لك الحمد انت کماتقول ،وخیر ما یقول القائلون اللھم لك صلاتی ودینی ومحیای ومماتی ، ولك تراثی وبك حولی ،ومنك قوتی ،اللّٰھم انّی اعوذبك منَ الفقر ،ومن وسواس الصدر ،ومن شتات الامر ،ومن عذاب النار ،ومن عذاب القبر ،اللھم انّی اسا لك مَن خیر مایاتی به الریاح واعوذبك من شر مایا تی به الریاح واسألك خیر الیل وخیرالنھار﴾۔(الفقیہ)

۳۔ عبداللہ ابن سنان نے یہ دعا روایت کی ہے: ﴿اللھم اجعل فی قلبی نوراً ،وفی سمعی وبصری نوراً، ولحمیی ودمیی وعظامیی وعروقیی ومقعدیی ومقامیی ومدخلیی ومخرجیی نوراًواعظم لی نوراًیارب یوم القاك انّك علیٰ کل شیء قدیر﴾

۴۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (مقام عرفات) مقام وقوف پر پہنچو تو روبقبلہ ہوکر یہ دعا پڑھو۔ ﴿سوبار سبحان اللہ سوبار اللہ اکبر سوبار ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الاباللہ اور سوبار اشھد ان لا اله الااللّٰه وحده لاشریك له له الملك وله الحمد یحیی ویمیت ویمیت ویحیی بیده الخیر وھوعلیٰ کل شیء قدیر﴾ پڑھو بعدازاں سورہ بقرہ کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت کرو۔ بعدازاں سورہ قل ھواللہ اور تین بار بعدازاں آیۃ الکرسی پڑھو۔ اس کے بعد آیت سخرہ یعنی ﴿ان ربکم اللّٰه الذی خلق السمٰوات ولارض فی سته ایام ثم استویٰ علی العرش یغشی الیل النھار یطلبه حثیثا﴾تا

آخر پھر سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور سورہ قل اعوذ برب الناس کی تلاوت کرو۔ پھر ہر نعمت پر جو خدا نے تمہیں عنایت کی ہے۔خدا کی حمد وثناء کرو جس قدر ہو سکے اور ایک ایک کر کے اس کی نعمتوں از قسم اہل وعیال ومال ومنال وغیرہ وغیرہ کا تذکرہ کرو۔ اور اس طرح شکرادا کرو۔ اللهم لك الحمد علىٰ نعمائك الّتى لاتحصىٰ بعدد ولاتكافى بعمل، اور پھر ان تمام آیات کے ساتھ خدا کی حمد وثنا کرو جس سے اس نے قرآن میں اپنی حمد وثنا کی ہے اور پھر ان تمام تسبیح وتکبیر کے ساتھ اس کی تسبیح وتکبیر کرو۔ جن سے اس نے قرآن میں اپنی تسبیح وتہلیل وتکبیر بیان کی ہے۔ اور پھر بکثرت محمد وآل محمد پر درود وسلام بھیجو اور پھر خدا کو ان تمام ناموں کے ساتھ یاد کرو جو اس نے قرآن میں ذکر کئے ہیں اور ان کے علاوہ ان کے ناموں کے ساتھ جو تمہیں یاد ہیں بالخصوص ان ناموں کے ساتھ جو اس نے سورۃ حشر کے آخر میں بیان کئے ہیں۔ اس سے دعا و پکار کرو اور اس طرح کہو ﴿اسئلك ياالله يارحمٰن بكل اسم هو لك واسئلك بقوتك وقدرتك وعزتك وبجميع مااحاط به علمك وبجمعك وباركانك كلها وبحق رسولك صلوات الله عليه، وباسمك الاكبر الاكبر وباسمك العظيم الذى من دعاك به كان حقا عليك ان لاتخيبه، وباسمك الاعظم الاعظم الذى من دعاك به كان حقا عليك ان لاترده وان تعطيه ماسئال، ان تغفر لى جميع ذنوبى فى جميع احوالى﴾ اور خدا سے اپنے تمام دنیوی واخروی امور کے لیے دعا کرو۔ اور اس سے استدعا کرو کہ تمہیں امسال حج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا سے ستر بار جنت کا سوال کرو۔ اور ستر بار توبہ کرو۔ اور من جملہ دوسری دعاؤں کے ایک دعا یہ بھی کرنی چاہیے: ﴿اللّٰهم فكّنى من النار واوسع علىّ من رزقك الحلال الطيّب و ادرء عنّى شرّ فسقة الجن والانس وشر فسقة العرب والعجم﴾ اور اگر یہ تمام دعائیں ختم ہو جائیں اور ہنوز سورج غروب نہ ہوا ہو۔ تو اول سے آخر تک اس تمام مذکورہ بالا دعاؤں کا اعادہ کرو۔ اور دعا و پکار اور تضرع زاری کرنے سے ملول نہ ہو۔ (الفقیہ)

باب ۱۵
عرفہ کے دن کی مخصوص نماز

(اس باب میں صرف ایک ہی حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابو البلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے۔ کہ مجھ سے ابو البلاد مکی نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے لیے پچاس کھجور کی گٹھلیاں لائی

گئیں۔اور آپ نے (سورہ الحمد اور) قل ھو اللہ کے ساتھ ایک سو رکعت نماز پڑھی۔اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کے ساتھ اس کو ختم کیا۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ قربان ہو جاؤں کہ میں نے آپ (ائمہ اہل بیت) سے پہلے کسی کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ فرمایا اس مقام پر کوئی نبی اور وصی حاضر نہیں ہوا۔مگر یہ کہ اس نے یہاں یہ نماز پڑھی ہے (التہذیب)

باب ۱۶

عرفہ کے دن دعا کرنا مستحب مؤکد ہے واجب نہیں

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں۔جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا عرفہ کی شام کی کوئی مقرر دعا نہیں ہے (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جدعۃ الازدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مقام عرفات پر کھڑا ہوا۔اور لوگوں کی کثرت کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا۔اور وہ صرف لوگوں کو ہی دیکھتا رہا۔اور کوئی دعا نہ کی یہاں تک کہ لوگ چلے گئے تو؟ فرمایا اس کا وہاں کھڑا رہنا ہی کافی ہے۔پھر فرمایا کیا اس نے عرفات میں ظہر،عصر کی نماز پڑھی اور قنوت میں دعا نہیں پڑھی اور اس میں دعا نہیں کی؟ عرض کیا۔ہاں! فرمایا پس عرفات جائے وقوف ہے۔البتہ جس قدر کوئی آدمی پہاڑ کے قریب ہو اتنا افضل ہے۔(التہذیب)

۳۔ ابوزکریا موصلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔کہ ایک شخص مقام عرفات میں کھڑا تھا۔اور اس سے پہلے کہ وہ دعا و پکار کرتا اور خدا کو یاد کرتا اسے اس کی والدہ اور اولاد کی موت کی اطلاع ملی اور اس نے رونا دھونا شروع کر دیا یہاں تک کہ لوگ چلے گئے تو؟ فرمایا گو اس نے برا کیا ہے مگر میں اس پر کوئی چیز (کفارہ وغیرہ) نہیں دیکھتا۔البتہ اگر وہ صبر و ضبط سے کام لیتا (اور اپنے اعمال میں مشغول رہتا) تو جب واپس لوٹتا تو تمام اہل موقف کی نیکیوں کے برابر نیکیاں لیکر لوٹتا۔بغیر اس کے کہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع ہوتی۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسے پہلے (باب ۱۴ اور اس سے پہلے جلد ۲ ابواب دعا میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

بمقام عرفہ ونمرہ انسان کا اپنے برادران (ایمانی) کے لئے بکثرت دعا کرنا اور اسے اپنی ذات کے لئے دعا کرنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی ابن ابراہیم سے اور وہ اپنے والد ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن جندب کو عرفات کے مقام پر وقوف کرتے ہوئے دیکھا جس سے بہتر کوئی موقف نہیں دیکھا وہ برابر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے ہوئے تھے اور ان کے آنسو رخساروں پر جاری تھے اور زمین تک بہہ رہے تھے۔ پس جب لوگ چلے گئے تو میں نے ان سے کہا اے ابومحمد میں نے کبھی آپ کے موقف سے بہتر کوئی موقف نہیں دیکھا انہوں نے کہا بخدا میں نے اس پورے وقوف میں اپنے برادران ایمانی کے لئے دعا کی ہے کیونکہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ جو شخص اپنے بھائی کے پس پشت اس کے لئے دعا کرے تو اسے عرش سے ندا دی جاتی ہے کہ تیرے لئے اس کے عوض ایک لاکھ گنا اجر وثواب (اجر وثواب حاجت برآری) ہے۔ تو میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ وہ ایک لاکھ جس کی ضمانت دی گئی ہے۔ اسے اس ایک دعا کی خاطر ترک نہ کروں۔ جس کے متعلق یہ بھی یقین نہیں کہ وہ قبول بھی ہوگی یا نہ (الاصول، الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ عیسٰی ابن اعین جب حج کرتے تھے اور مقام عرفات میں جاتے تھے تو برابر اس وقت اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ چلے جاتے تھے میں نے ان سے کہا۔ آپ اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں اور اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالتے ہیں اور جب اس مقام پر پہنچتے ہیں جہاں خدا کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو اپنے آپ کو چھوڑ کر اپنے (دینی) بھائیوں کے لئے دعا مانگنے لگ جاتے ہیں کہا (ایسا کرنے سے) مجھے یقین ہے کہ فرشتہ میرے حق میں دعا کرے گا (جو یقیناً قبول ہوگی) جب کہ اس دعا (کی قبولیت میں) مجھے شک ہے جو اپنے لئے کرونگا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ ابراہیم بن ابو البلاد یا عبداللہ بن جندب بیان کرتے ہیں کہ میں مقام عرفات میں حاضر تھا۔ جب وہاں سے لوٹا تو ابراہیم بن شعیب سے ملاقات ہوئی۔ جن کی ایک آنکھ خراب تھی۔ دیکھا ان کی ایک آنکھ جو کہ ٹھیک تھی وہ اس طرح سرخ ہے گویا خون کا لوتھڑا ہے۔ میں نے کہا آپ کی ایک آنکھ تو پہلے سے خراب ہے۔ اور بخدا مجھے تو آپ کی دوسری آنکھ کے ضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہے! اگر تھوڑا روتا تو کیا حرج تھا؟ کہا اے ابومحمد! بخدا میں نے آج کے دن اپنے لئے ایک بھی دعا نہیں کی! میں نے کہا پھر کس کے لئے کی ہے؟ کہا اپنے (دینی) بھائیوں کے لئے۔ کیونکہ

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے (برادر ایمانی) کے لئے اس کے پس پشت دعا کرے۔ تو خداوند عالم اس کے لئے ایک فرشتہ کو مؤکل کرتا ہے جو کہتا ہے تیرے لئے اس (دعا) کے دو برابر ہے۔ تو میں نے چاہا کہ اپنے بھائیوں کے لئے دعا کروں اور فرشتہ میرے لئے دعا کرے۔ کیونکہ مجھے اپنے بارے میں اپنی دعا (کی قبولیت میں تو شک ہے۔) مگر اپنے لئے فرشتہ کی دعا میں کوئی شک نہیں ہے۔ (ایضا)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان (عرفات کی) پہاڑیوں پر جو بھی نیک یا بد انسان دعا کرتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور بد کی دعا صرف دنیا میں قبول ہوتی ہے (الفقیہ، الفروع، قرب الاسناد) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے۔ (ج ۲ باب ۴۴ از دعا میں) گزر چکی ہیں

باب ۱۸

بمقام عرفات و مشعر اور منیٰ میں خداوند متعال پر یہ حسن ظن رکھنا واجب ہے کہ وہ رحیم کریم ضرور آدمی کی مغفرت فرمائے گا

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر عفی عنہ)

۱۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن عیینہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) جب عرفات سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا خدا ان سب مخلوق کی دعا قبول کرے گا؟ میرے والد نے اس سے فرمایا جس شخص نے بھی اس مقام پر وقوف کیا ہے خدا اسے ضرور بخش دے گا۔ خواہ مؤمن ہے یا کافر؟ ہاں البتہ ان کی مغفرت کے تین درجے ہیں (۱) مؤمن کے خدا اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اسے آتش دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور یہی خدا کا ارشاد ہے: ﴿ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اولئك لهم نصيب مما كسبوا والله سريع الحساب﴾ اور (۲) کچھ وہ ہیں جن کے صرف پچھلے گناہ تو معاف کر دیتا ہے اور آئندہ کے لئے اسے کہا جاتا ہے۔ کہ اپنی باقی ماندہ زندگی میں نیکی بجالاؤ۔ اور یہی خدا کا ارشاد ہے: فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه: یعنی جو شخص واپس جانے سے پہلے مر جائے۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ جو زندہ رہے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کرے۔ اور جہاں تک عامہ کا تعلق ہے تو وہ (اس آیت کی تفسیر) میں کہتے ہیں کہ وہ جو دو دن پہلے چلا جائے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو بعد میں جائے

اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ شکار سے اجتناب کرے۔ (پھر فرمایا) تمہارا کیا خیال ہے، جب خدا نے شکار کو اپنے اس ارشاد میں حلال قرار دے دیا: اذاحللتم فاصطادو: (جب محل ہو جاؤ تو پھر شکار کرو) تو وہ پھر اسے حرام قرار دے گا؟ اور عامہ اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جب محل ہو جاؤ تو پھر شکار سے اجتناب کرو۔ (۳) اور جو کافر یہاں دنیا کے زیب و زینت کے لئے وقوف کرے۔ تو خدا اسکے پچھلے گناہ معاف کر دیگا بشرطیکہ وہ اپنی باقی ماندہ زندگی میں شرک اور کفر سے توبہ کرے اور اگر توبہ نہ کرے تو بھی خدا اسے اس وقوف کا اجر دے گا اور اس سے اس کو محروم نہیں رکھے گا (ہاں دے گا صرف دنیا میں) چنانچہ وہ فرماتا ہے: من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھالا یبخسون اولئک الذین لیس لھم فی الآخرۃ الاالنار و حبط ماصنعوا فیھا و باطل ماکانوا یعملون، اور جو لوگ صرف دنیاوی زندگی اور اس کی زیب زینت چاہتے ہیں تو ہم ان کے اعمال کا اس میں پورا اجر عطا کرینگے اور انہیں اس میں خسارا نہیں ہوگا۔ مگر آخرت میں ان کے لئے دوزخ ہے اور انہوں نے جو جمع کیا ہے وہ اکارت ہو جائے گا اور باطل۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ سب لوگوں سے بڑا گنہگار وہ شخص ہے جو مقام عرفات میں وقوف تو کرے مگر پھر گمان کرے کہ خدا نے اسے بخشا نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۸ و ۶۲ از وجوب حج میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۹

وقوف عرفات واجب ہے اور جو شخص اسے عمداً ترک کرے اس کا حج باطل ہے۔ اور اس شخص کا حکم جو اسے بھول جائے یا اسے درک نہ کر سکے

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں ان میں سے گیارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص اس وقت عرفات میں پہنچتا ہے جب لوگ وہاں سے چلے جاتے ہیں تو؟ فرمایا اگر اس کے پاس فرصت ہے تو وہ اس رات (کا کچھ حصہ) وہاں قیام کرے اور پھر (مشعر سے) لوگوں کے لوٹنے سے پہلے وہاں پہنچ جائے۔ (کہ یہ وقوف اضطراری ہے) پس اس وقت تک اس کا حج مکمل نہیں ہوگا جب تک (کم از کم) رات وہاں وقوف نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر اور وہ بعض حضرات سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ: ذلک یوم مجموع لہ الناس وذلک یوم مشھود:

(یہ وہ دن ہے کہ جس کے لئے لوگ جمع کئے گئے ہیں اور یہ یوم مشہود ہے) میں وارد شدہ لفظ مشہود کے بارے میں فرمایا کہ اس سے عرفہ اور مجموع لہ الناس سے قیامت کا دن مراد ہے۔ (معانی الاخبار)

۳۔ عبداللہ ابن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ شاہد سے یوم جمعہ اور مشہود سے عرفہ اور موعود سے قیامت مراد ہے (ایضاً)

۴۔ چند یہودی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کے سب سے بڑے عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند مسائل پوچھے منجملہ ان مسائل کے ایک مسئلہ یہ تھا کہ خدا نے نماز عصر کے بعد وقوف عرفات کا حکم کیوں دیا ہے؟ فرمایا: عصر ہی وہ وقت ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے عصیان (ترک اولیٰ) واقع ہوا تھا۔ تو خداوند نے میری امت پر اپنے سب سے پسندیدہ مقام پر اس وقت دعا و تضرع و زاری کو فرض قرار دیا اور ان کو جنت کی ضمانت دی۔ اور جب وہ یہاں سے لوٹ کر جاتے ہیں تو وہ وہ وقت ہوتا ہے جب جناب آدم نے خدا کی طرف سے چند کلمات حاصل کئے تھے۔ جن کے ذریعے سے خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی پھر آنحضرت نے فرمایا: مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے کہ آسمان دنیا میں خدا نے ایک دروازہ مقرر کیا ہے جس کا نام باب الرحمہ ہے، باب التوبہ، باب الحاجہ، باب التفضل باب الاحسان باب الجود باب الکرم اور باب العفو ہے۔ اور جو شخص بھی مقام عرفات میں حاضر ہوتا ہے تو وہ خداوند کریم کی طرف سے ان چیزوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔ خدا کے پاس ایک لاکھ فرشتے ہیں۔ اور ہر فرشتے کے ہمراہ ایک لاکھ بیس ہزار فرشتے ہوتے ہیں من جانب اللہ جو عرفات والوں پر رحمت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ اور خدا کے پاس ایک خاص رحمت ہے جو وہ صرف اہل عرفات پر نازل کرتا ہے پس جب وہ لوٹ جاتے ہیں تو خدا فرشتوں کو گواہ قرار دیتا ہے کہ اس نے اہل عرفات کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ اور ان کے لئے جنت کو واجب قرار دیا ہے اور ایک منادی ندا دیتا ہے۔ تم اس حالت میں لوٹ جاؤ کہ تم بخشے ہوئے ہو۔ کیونکہ تم نے مجھے راضی کیا ہے اور میں تم سے راضی ہوں۔ الحدیث

(آمالی شیخ صدوق)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر ابن اذینہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کی ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد ایزدی: الحج الاکبر: کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حج اکبر سے مراد وقوف عرفات ہے اور ر[illegible] ہے۔ (الفروع)

۶۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقی رحمۃ اللہ باسناد[illegible] معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم نہیں جانتے کہ جب عرفہ کی شام ہوتی ہے۔

تو فرشتوں کے ساتھ خداوند کریم آسمان دنیا پر تجلی ظاہر کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ میرے بندوں کی طرف دیکھو۔ جو پراگندہ مو اور خستہ حال ہو کر میرے پاس آئے ہیں۔ حالانکہ میں نے ان کے پاس بہت عرصہ پہلے ایک رسول بھیجا تھا۔ تو میں تم کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں آج کے دن ان کی دعاؤں کو قبول کروں۔ پس میں نے ان کے نیکوں کو ان کے بدکاروں کا سفارشی قرار دیا ہے۔ اور اس کے نیکوکاروں کی سفارش کو قبول کیا ہے پس تم اس حالت میں لوٹ جاؤ۔ کہ تم بخشے ہوئے ہو۔ پھر خدا دو فرشتوں کو حکم دیتا ہے جو بمقام مازمین پر کھڑے ہو جاتے ہیں ایک ایک طرف دوسرا دوسری طرف جو یہ دعا کرتے ہیں اللھم سلّم سلّم (یا اللہ ان لوگوں کو سلامت رکھ سلامت رکھ) یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص زمین پچھاڑا ہوا۔ یا کوئی ٹوٹا پھوٹا ہوا نظر نہیں آتا۔ (المحاسن)

۷۔ نیز معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ترویہ کا نام ترویہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جناب جبرئیلؑ جناب ابرہیمؑ کے پاس ترویہ والے دن آئے اور کہا اے ابراہیمؑ آپ اپنے اہل وعیال کے لئے پانی بھر لیں (ان دنوں) مکہ اور عرفات کے درمیان پانی نہیں تھا پھر انکو اپنے ساتھ موقف (عرفات) میں لے کر گئے اور ان سے کہا اعتراف کیجیے اور اپنے مناسک حج کو پہچانئے اس لئے اس کا نام عرفات رکھا گیا پھر ان سے کہا شہر کی طرف جائیں اس لئے اس کا نام مزدلفہ رکھا گیا ہے (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن فضالۃ سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مشعر میں وقوف فرض ہے اور عرفہ میں سنت ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسی نے اسے اس معنی پر محمول کیا ہے کہ وقوف مشعر کا وجوب قرآن سے اور وقوف عرفہ کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔

۹۔ جناب عیاشی باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ثم افیضوا من حیث افاض الناس: ترجمہ (وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں) کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا: جاہلیت کے دور میں قریش مشعر سے لوٹتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم سب لوگوں سے زیادہ خانہ خدا سے قریبی نسبت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہم مزدلفہ سے ہی لوٹیں گے۔ تو خدا نے ان کو حکم دیا کہ عرفات سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں (تفسیر عیاشی)

۱۰۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ثم افیضوا من حیث افاض الناس میں وارد شدہ لفظ الناس کے بارے میں فرمایا: کہ اس سے مراد جناب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ ہیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ فرمایا: ''الناس'' سے مراد اہل یمن ہیں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے کیفیت حج (باب ۲و۵، ۱۳، ۲۱، از اقسام حج میں) گزر چکی ہیں اور وقوف مشعر (کے باب ۲۲ میں) ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس شخص کا حکم کیا ہے۔ جو وقوف عرفات بھول جائے یا اسے درک نہ کر سکے؟

باب ۲۰

عرفات کا وقوف طہارت کے ساتھ کیا جائے۔ہاں ایسا کرنا واجب نہیں ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص وضو کے بغیر عرفات میں وقوف کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں مگر یہ کہ وہ باوضو ہو۔(التہذیب، بحارالانور)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں طواف اور سعی کی حدیثوں میں ایسی بہت سی حدیثیں گزر چکی ہیں جو طواف کے سوا باقی تمام مناسک کے وضو کے بغیر ادا کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں ہاں البتہ طہارت مستحب ہے اور افضل وارجح ہے۔

باب ۲۱

حرم کے اندر اور عرفہ کے دن لوگوں سے سوال کرنا مکروہ ہے اور اگر کوئی سوال کرے تو اسے خالی لوٹانا بھی مکروہ ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے عرفہ کے دن ایک سائل کو لوگوں سے سوال کرتے ہوئے سنا۔ امام نے اس اسے فرمایا۔ افسوس ہے تیرے لئے تو آج کے دن میں لوگوں سے سوال کر رہا ہے؟ آج تو امید ہے کہ وہ بچے جو ہنوز حاملہ عورتوں کے شکموں میں ہیں وہ بھی خوش

بخت ہو جائیں۔(الفقیہ)

۲۔ جناب شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام عرفہ کے دن کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے۔(ایضاً)

۳۔ زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا گیا۔کہ اگر ولید بن عبدالملک کے پاس تشریف لیجائیں جبکہ امام مکہ میں تشریف فرماتھے اور ولید بھی وہیں موجود تھا۔تو وہ یقیناً حضرت امیر علیہ السلام کے صدقات (کی تولیت) کے سلسلہ میں محمد بن حنفیہ کے خلاف اور آپ کے حق میں فیصلہ کر دیگا! امام نے یہ مشورہ دینے والے سے کہا افسوس تجھ پر! کیا میں حرم خدا میں غیر اللہ سے سوال کروں؟ مجھے تو خالق سے دنیا مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چہ جائیکہ اپنی جیسی مخلوق سے اس کا سوال کروں؟ زہری بیان کرتے ہیں کہ امام کے اس توکل کا نتیجہ تھا کہ خدا نے ولید کے دل میں امام کی ہیبت پیدا کر دی اور امام کے حق میں ابن حنفیہ کے خلاف فیصلہ کر دیا (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دونوں حکموں پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۴ باب ۲۲ و ۳۲ از صدقات) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے لوٹنا جائز نہیں ہے اور غروب کا پتہ مشرقی سرخی کے زائل ہونے سے چلتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جس سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مشرک لوگ غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے لوٹ جاتے ہیں تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی مخالفت کرتے ہوئے غروب کے بعد لوٹتے تھے (التہذیب، الفروع)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم عرفات سے کب لوٹیں؟ اس پر امام نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب یہاں والی سرخی زائل ہو جائے (التہذیب الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب صلوٰت (ج ۲ باب ۱۴ از مواقیت) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

جو شخص لاعلمی کی وجہ سے غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے لوٹ جائے اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر عمداً ایسا کرے تو اس پر کفارہ کا ایک اونٹ واجب ہے جسے وہ دسویں تاریخ کو نحر کرے گا۔ اور اگر اس سے عاجز ہو تو اٹھارہ روزے مکہ میں یا راستے میں یا اپنے شہر میں رکھنا واجب ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن عبدالملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے لوٹ گیا تھا۔ فرمایا: اگر وہ جاہل تھا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو اس پر ایک اونٹ واجب ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حسن بن محبوب ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے لوٹ گیا۔ فرمایا اس پر ایک اونٹ واجب ہے۔ اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر اٹھارہ روزے رکھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمۃ باسناد خود ظریس قناسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص غروب آفتاب پہلے عرفات سے لوٹ گیا تو؟ فرمایا: اس پر (کفارہ کا) ایک اونٹ واجب ہے۔ جسے وہ نحر والے دن نحر کرے گا۔ اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مکہ میں یا راستے میں یا گھر پہنچ کر اٹھارہ روزے رکھے۔ (الفروغ، التہذیب)

باب ۲۴

عرفہ کے دن غروب آفتاب کے وقت منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات پر ٹھہرے ہوئے تھے جب سورج ڈوبنے لگا آپؐ نے یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ تَشَتُّتِ الْاَمْرِ وَمِنْ شَرِّ مَایَحْدَثُ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ اَمْسٰی ظُلْمِیْ مُسْتَجِیْراً بِعَفْوِكَ وَاَمْسٰی خَوْفِیْ مُسْتَجِیْراً بِاَمَانِكَ، وَاَمْسٰی

ذُلِّي مُسْتَجِيراً بِعِزِّكَ، وَاَمْسٰى وَجْهِيَ الفَانِي مُسْتَجِيراً بِوَجْهِكَ الْبَاقِي، يَاخَيْرَمَنْ سُئِلَ، وَيَااَجْوَدَ مَنْ اَعْطٰى، وَيَاأَرْحَمَ مَنِ اسْتُرْحِمَ ،پھر یہاں اپنی حاجت طلب کرے۔(الفروع،قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ عرفہ کے دن جب سورج ڈوبنے لگے تو یہ دعا پڑھو "اللهم لاتجعل آخر العهد من هذا الموقف وارزقنيه من قابل ابدا ما ابقيتني و قلبني اليوم مفلحا منجحا مستجاباً لي مرحوماً مغفوراً لي بافضل ماينقلب به اليوم احدمن وفدك وحجاج بيتك الحرام واجعلني اليوم من اكرم وفدك عليك واعطني افضل مااعطيت احداً منهم من الخير والبركة والرحمة والرضوان والمغفرة وبارك لي فيماارجع اليه من اهل او مال اوقليل او كثير وبارك لهم فيّ (التہذیب،الفقیہ)

باب ۲۵

عرفہ کے دن عام شہروں میں دعا کے لئے اکٹھا ہونا مستحب ہے۔مگر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں ان میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا "لوگ امام کے بغیر عام شہروں میں دعا وپکار کے لئے اکٹھے ہوں۔(التہذیب)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عرفہ نہیں ہے۔مگر مکہ میں۔ ہاں البتہ عام شہروں میں اجتماعی دعا کے لئے اکٹھا ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں پر جو اجتماع فرض ہے وہ تو صرف مکہ میں ہے۔ہاں البتہ دوسرے شہروں میں دعا کے لئے اجتماع مستحب ہے۔

باب ۲۶

عرفہ کی شام اور عید کے دن زیب وزینت کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ محمد بن مسعود عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسنادخود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت مبارکہ "خذوا زينتكم عند كل مسجد" کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا اس

سے مراد عرفہ کی شام ہے (تفسیر عیاشی)

۲۔ محاملی بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے عیدین اور جمعہ کے دن چادریں اوڑھنا مراد ہے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس سے پہلے نماز عید وغیرہ (ج ۳ باب ۱۴ از نماز عیدین و باب ۴۷ از نماز جمعہ میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

عرفہ کے دن کی تعیین کے سلسلہ میں صرف (شرعی) رویت ہلال یا سابقہ مہینہ کے تیس دن گزرنے پر عمل کرنا واجب ہے کسی اور چیز پر بھروسہ جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن علی بن الحسین سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے ارشاد خداوندی ﴿قل هو مواقيت للناس والحج﴾ (کہہ دے کہ وہ (چاند) لوگوں کیلئے اور حج کیلئے اوقات) کے بارے میں فرمایا۔ یہ لوگوں کے روزہ افطار اور حج کے لئے اوقات ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس پہلے (ج ۴ باب ۳ از احکام ماہ رمضان میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

وقوف مشعر الحرام کے ابواب

(اس سلسلے میں کل ستائیس باب ہیں)

باب ا

عرفات سے سکینہ ووقار کے ساتھ استغفار کرتے ہوئے سرخ ٹیلہ کے پاس منقولہ دعا وپکار کرتے ہوئے اور چلنے میں میانہ روی کرتے ہوئے اور لوگوں کی ایذا رسانی سے اجتناب کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں۔ جن ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جب (بمقام عرفات) سورج ڈوب جائے تو سکینہ ووقار کے ساتھ لوگوں کے ہمراہ لوٹو اور خدا سے مغفرت طلب کرو کیونکہ وہ غفور ورحیم ہے۔ اور چلتے ہوئے جب ٹیلہ کے قریب پہنچو جو راستے کے دائیں جانب ہے۔ تو یہ دعا پڑھو۔ اللھم ارحم موقفي وزدني في علمي سلم لي ديني تقبل مناسكي۔ خبردار تیز تیز دوڑنے سے بچنا جس طرح کہ عام لوگ کرتے ہیں کیونکہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ حج گھڑ دوڑ یا اونٹ دوڑانے کے مانند نہیں۔ خدا سے ڈرو اور احسن طریقے سے میانہ روی سے) چلو کسی کمزور یا کسی (عام) مسلمان کو پاؤں کے نیچے نہ روندو اور چلنے میں میانہ روی سے کام لو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اونٹنی کو (مہار کھینچ کر) اس طرح روک رہے تھے کہ اس کا سر پالان سے جا ٹکراتا تھا) اور فرماتے تھے ایہا الناس! تم پر آرام وسکون لازم ہے پس آنحضرتؐ کی سنت اور انکی روش کی پیروی کی جائے گی۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے سنا کہ وہ عرفات میں برابر یہ دعا پڑھتے رہتے تھے۔ اللھم اعتقني من النار۔ یہاں تک کہ لوگ لوٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نہیں لوٹیں گے۔ لوگ تو لوٹ گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ بھیڑ سے ڈرتا ہوں اور اس سے [illegible] کہ کسی انسان پر سختی کرنے میں شریک نہ ہوں۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی اسی راوی اور انہی جناب سے یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ اس میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے "فرمایا استغفار کرتے ہوئے لوٹو۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ: "ثم افیضو من حیث افاض الناس واستغفر الله انّ الله غفور رحیم" (الفروع، التہذیب)

۳۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو عرفات میں آخر میں لوٹتے اور یہ دعا پڑھتے ہوئے دیکھا: "اللھم انی اعوذبک ان اظلم او اظلم او اقطع رحماً او اوذی جاراً (الفروع)

۴۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود ابن فضال سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص (عرفات سے لوٹتے ہوئے) مازمین سے اس حالت میں گزرے کہ اس کے دل میں تکبر نہ ہو۔ تو خدا اس پر نظر رحمت کرتا ہے! میں نے عرض کیا۔ تکبر کیا ہے؟ فرمایا: لوگوں کو پست جاننا اور ان کی عیب جوئی کرنا اور ان پر عیب لگانا اور حق کو حقیر و ذلیل جاننا۔ فرمایا "مازمین" کے مقام پر دو فرشتے مؤکل ہیں جو کہتے ہیں "سلّم، سلّم" (یا اللہ سلامت رکھ سلامت رکھ) (المحاسن للبرقی)

باب ۲

عرفات سے واپسی پر بھیڑ بھاڑ کرنا مکروہ ہے بالخصوص مازمین کے مقام پر

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا خداوند عالم نے عرفہ کے "مازمین" کے پاس دو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو کہتے ہیں "سلّم سلّم" (الفروع)

۲۔ سعید الاعرج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مازمین کے تنگ مقام پر دو فرشتے ہیں۔ جو مزدلفہ کی رات لوگوں کے لئے راستہ کشادہ کرتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور باب ۱۹ از احکام حج میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

مازمین (راستہ کے دو تنگ مقام) پر تکبیر کہنا۔
اور وہاں اترنا اور ان کے درمیان پیشاب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن مہران سے روایت کرتے ہیں انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کیے؟ فرمایا پوشیدہ طور پر بیس حج کیے اور ہر بار وہ مازمین کے مقام پر سے گزرتے تھے اور وہاں اتر کر پیشاب کرتے تھے! میں نے عرض کیا کہ رسول اللہؐ وہاں کیوں اترتے اور پیشاب کرتے تھے؟ فرمایا اس لئے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں بتوں کی پرستش کی جاتی

تھی اور اسی جگہ سے وہ پتھر اٹھایا گیا تھا جو ھبل بت کے نیچے ہے۔ میں نے عرض کیا یہ تکبیر کہنا کس طرح تنگی اور گھٹن کو دور کرتا ہے؟ فرمایا اللہ اکبر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا اس سے بہت بڑا ہے کہ وہ لوگوں کے من گھڑت بتوں اور جھوٹے معبودوں کی مانند ہو۔ (فرمایا) اس جگہ شیطان اپنے چھوٹے شیطانوں کے ساتھ مل کر چونکہ حاجیوں پر راستہ تنگ کرتا ہے۔ تو جب تکبیر کی آواز سنتا ہے۔ تو وہ اپنے شیطانوں کو لے کر اڑ جاتا ہے۔ اور فرشتے ان کا یہاں تک تعاقب کرتے ہیں کہ وہ بحر اصغر میں گر پڑتے ہیں۔ (الفقیہ، علل الشرائع) کذا فی الفروع عن عبداللہ بن ابی یعفور عن ابی عبداللہ علیہ السلام

باب ۴
مشعر الحرام کا وقوف واجب ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جس میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ جو شخص عرفات سے لوٹے اور منیٰ جانا چاہے۔ اسے چاہئے کہ وہ مزدلفہ جائے اور وہاں وقوف کرے۔ اگرچہ لوگ وہاں سے جا چکے ہوں۔ (التہذیب)

۲۔ ابن فضال بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مشعر الحرام میں وقوف فرض ہے (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جناب جبرئیل جناب ابراہیم کو عرفات میں لے گئے اور غروب آفتاب تک ان کو وہاں ٹھہرایا۔ بعد ازآں ان کو لوٹایا اور کہا اے ابراہیم! مشعر الحرام کی طرف لوٹیں۔ اس لئے اس کا نام مزدلفہ رکھا گیا۔ (کیونکہ لوگ عرفات سے اس کی طرف آتے ہیں)۔ (علل الشرائع)

۴۔ عبدالحمید بن ابوالدیلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ابطح کو اس لئے ابطح کہا جاتا ہے کہ جناب آدم کو حکم دیا گیا کہ وہ مزدلفہ کے کشادہ نالہ میں (جہاں ریت اور کنکریاں تھیں) صبح صادق تک شب باشی کریں۔ بعد ازآں ان کو حکم دیا گیا کہ وہ مزدلفہ کے پہاڑ پر چڑھیں اور جب سورج نکل آئے تو اپنے گناہ (ترک اولیٰ) کا اعتراف کریں۔ چنانچہ آپ نے اس طرح کیا۔ تو خدا نے آسمان سے آگ بھیجی جس نے جناب آدم کی قربانی کو پکڑ لیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کیفیت حج (باب ۲ و از اقسام حج و باب ۱۹ از احرام

حج) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و۱۱ و۱۶ و۲۶ میں آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۵

مغرب وعشاء کی نماز کا مؤخر کرنا تاکہ مشعر الحرام میں پہنچ کر ان کو اکٹھا پڑھا جائے مستحب ہے اگرچہ رات کا ایک ثلث گزر جائے۔ مگر یہ تاخیر واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (عرفات سے لوٹتے وقت) نماز مغرب نہ پڑھ یہاں تک کہ مشعر الحرام پہنچ جائے۔ اگرچہ رات کی ایک تہائی چلی جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے بمقام مشعر مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھنے کے بارے میں سوال کیا فرمایا اس وقت تک یہ نمازیں نہ پڑھو۔ جب تک مشعر نہ پہنچ جاؤ۔ اگرچہ جسقدر رات گزر جائے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح یہاں مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا جس طرح ظہر وعصر کو عرفات میں جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ پڑھا تھا (ایضا)

۳۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر کوئی شخص نماز مغرب عرفات میں پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضا)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (ایک بار) میرے والد بزرگوار کا محمل عرفات اور مزدلفہ کے درمیان گر گیا۔ تو آپ نے اتر کر نماز مغرب وہاں پڑھ لی۔ اور عشاء کی نماز مزدلفہ پہنچ کر پڑھی۔ (ایضا)

۵۔ محمد بن سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آیا آدمی مغرب وعشاء کی نماز عرفات میں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دونوں نمازیں (گھاٹی) میں پڑھی تھیں (ایضا)

۶۔ جناب کشی باسناد خود عیسٰے بن ابو منصور، ابو اسامہ سے یعقوب الاحمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ زرارہ داخل ہوئے اور عرض کیا کہ حکم بن عقبہ نے آپ کے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نماز مغرب مزدلفہ سے پہلے پڑھ لو۔ امام نے تین قسموں کے ساتھ فرمایا۔ میرے والد نے یہ بات نہیں کہی۔ حکم بن عقبہ نے میرے والد پر جھوٹ بولا ہے (ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اوپر والی تینوں (از۳ تا ۵) جواز پر محمول ہیں کہ (مقام عرفات پر یہ نمازیں پڑھنا جائز ہے حرام نہیں ہیں) لہذا یہ حدیثیں (مشعر الحرام میں جمع کرنے کے) استحباب کے منافی نہیں ہیں۔

باب ۶

مغرب وعشاء کا مشعر الحرام میں ایک اذان اور دو اقامت سے جمع کر کے پڑھنا اور مغرب کے نوافل کا مؤخر کر کے نماز عشاء کے بعد پڑھنا مستحب ہے مگر واجب نہیں

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا نماز مغرب نہ پڑھ یہاں تک کہ جمعا (مشعر الحرام) کے مقام پر پہنچ کر مغرب اور عشاء کو ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ملا کر پڑھ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عنبسہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز مغرب کے بعد والی رکعتوں (نوافل) کے بارے میں سوال کیا کہ مزدلفہ میں انہیں پڑھا جائے؟ فرمایا: نماز عشاء کے بعد چار رکعت پڑھ۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مشعر الحرام میں نماز مغرب وعشاء ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھ اور ان کے درمیان کوئی اور نماز نہ پڑھ (کہ حقیقی جمع بین الصلوتین کا مفہوم ہی یہی ہے) فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں اسی طرح نمازیں پڑھی ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں بمقام مزدلفہ نماز مغرب پڑھی۔ پس آپ نے نماز مغرب پڑھا کر نماز عشاء پڑھائی۔ اور ان دونوں کے درمیان کوئی رکوع نہیں کیا (یعنی کوئی نماز نہیں پڑھی) اس کے ایک سال بعد پھر میں نے آپکے پیچھے نماز پڑھی۔ پس جب آپ مغرب پڑھ چکے تو کھڑے ہو کر چار رکعت نماز نافلہ پڑھی (تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان کا مؤخر کرنا واجب نہیں ہے) (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ھدیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ مزدلفہ کو جمعاً اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں نماز مغرب وعشاء کو ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے (الفقیہ)

نوٹ:۔ علل الشرائع میں اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ (سب سے پہلے) جناب آدم علیہ السلام نے یہاں

مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا۔ (فراجع)

باب ۷

وادیٔ (مشعر) کے پیٹ (وسط) میں اترنا اور صرورہ (پہلی بار حج کرنے والے) کا مشعر کو پاؤں سے روندنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا راستہ کے دائیں جانب وسط وادی مشعر الحرام کے قریب اتر اور صرورہ کے لئے مستحب ہے کہ وہ مشعر الحرام کے اوپر وقوف کرے اور اسے اپنے پاؤں سے روندے (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مشعر الحرام کے مقام پر ایک پہاڑ ہے جسے ''قزح'' کہا جاتا ہے

۲۔ ابان بن عثمان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا صرورہ (پہلی بار حج کرنے والے) کیلئے مستحب ہے کہ وہ مشعر الحرام کو پاؤں سے روندے اور خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو۔ (ایضا)

۳۔ حضرت شیخ صدوق باسناد خود سلیمان بن مہران سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ صرورہ کے لئے کعبہ کے اندر داخل ہونا اور مشعر الحرام کو روندنا کیوں واجب (ضروری) قرار دیا گیا ہے؟ فرمایا تاکہ اس کی برکت سے وسط جنت کو روندنے کا مستحق قرار پائے۔

(الفقیہ، العلل)

باب ۸

مشعر الحرام کے وہ حدود جہاں وقوف کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہا مشعر الحرام کی حد مازمین سے لیکر حیاض تک اور وہاں سے وادی محسر تک ہے اور اسے مزدلفہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ عرفات سے اس کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حکم بن عتیبہ سے فرمایا۔ مزدلفہ کی حد کیا ہے؟ وہ خاموش رہا! امام نے فرمایا مازمین سے لیکر پہاڑ (مشعر) تک اور وہاں سے حیاض محسر تک (ایضا)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ "جمع" کی حد کیا ہے؟ فرمایا مازمین سے لیکر وادی محسر تک (الفروع)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا مزدلفہ کی رات حیاض سے تجاوز نہ کر۔ (ایضا)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میرے والد ماجد مشعر الحرام میں وہاں وقوف کرتے تھے جہاں شب باشی کرتے تھے۔ (الفقیہ)

باب ۹

ضرورت کے وقت مازمین یا پہاڑ تک چڑھنا جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب جمع (مشعر الحرام) میں لوگ زیادہ ہو جائیں اور جگہ تنگ ہو جائے تو کیا کریں؟ فرمایا مازمین تک چڑھ جائیں۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو بروایت محمد بن سماعہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس طرح روایت کیا ہے۔ البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ راوی نے عرض کیا اگر موقف میں لوگ بہت زیادہ ہو جائیں اور وہ مقام تنگ ہو جائے تو کیا کریں؟ فرمایا پہاڑ پر چڑھ جائیں (التہذیب)

باب ۱۰

مشعر الحرام کی رات منقولہ دعا کا پڑھنا اور دعا و پکار اور عبادت و ذکر خدا کرنے میں جد جہد کرنا اور اس رات شب بیداری کرنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا "مزدلفہ کی رات" بمقام حیاض سے تجاوز نہ کر۔ اور یہ دعا پڑھ: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْمَعَ لِی فِیهَا جَوَامِعَ الْخَیْرِ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْیِسْنِی مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ سَاَلْتُكَ اَنْ تَجْمَعَهُ لِی فِیْ قَلْبِیْ وَاَطْلُبُ اِلَیْكَ اَللّٰهُمَّ اَنْ تُعَرِّفَنِی مَاعَرَّفْتَ اَوْلِیَائَكَ فِی مَنْزِلِیْ هٰذَا وَاَنْ تَقِیَنِی جَوَامِعَ الشَّرِّ﴾ فرمایا اگر تو اس رات جاگ سکے تو جاگ۔ کیونکہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ

اس رات مؤمنین کی آوازوں کیلئے آسمان کے دروازے بند نہیں ہوتے (اور) ان کی یوں آوازیں بلند ہوتی ہیں جس طرح شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ (اس رات) خداوند تعالیٰ فرماتا ہے میں تمھارا پروردگار ہوں اور تم میرے بندے ہو تم نے میرا حق ادا کردیا ہے۔ اور مجھ پر لازم ہے کہ تمہاری دعاؤں کو قبول کروں۔ پس خداوند عالم اس رات جس کے چاہتا ہے گناہ گرادیتا ہے اور جسکے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۱

طلوع فجر کے بعد مشعر الحرام میں وقوف واجب ہے اور باطہارت وقوف کرنا، بکثرت ذکر کرنا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا نماز صبح پڑھنے کے بعد باوضو (مشعر) میں وقوف کر۔ چاہے تو پہاڑ کے قریب (اس کی بائیں جانب) اور چاہے تو جہاں چاہے اور جب وقوف کرے تو خدا کی حمد وثنا کر اور جس قدر ممکن ہوسکے احسانات وانعامات کو یاد کر اور سرکار محمد (وآل محمد علیہم السلام) پر درود پڑھ اس کے بعد یہ دعا پڑھ ﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فُكَّ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ وَاَوْسِعْ عَلَيَّ مِنْ رِزْقِكَ الْحَلَالِ وَادْرَأْ عَنِّي شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَيْرُ مَطْلُوبٍ اِلَيْهِ وَخَيْرُ مَدْعُوٍّ وَخَيْرُ مَسْئُولٍ وَلِكُلِّ وَافِدٍ جَائِزَةٌ، فَاجْعَلْ جَائِزَتِي فِي مَوْطِنِي هٰذَا اَنْ تُقِيلَنِي عَثْرَتِي وَتَقْبَلَ مَعْذِرَتِي وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنْ خَطِيئَتِي ثُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰى مِنَ الدُّنْيَا زَادِي﴾ اور پھر اس وقت (وہاں سے) منیٰ کی جانب لوٹ جب ثبیر نامی پہاڑ تمہیں نظر آئے (یا چمکنے لگے) اور اونٹوں کو اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ نظر آئے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں قبل ازیں (باب ۲ از اقسام حج میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو مشعر کے وقوف میں طہارت کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور طواف (باب ۳۸) میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس کے عدم وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

ایک بار لوٹنے کے بعد پھر مشعر الحرام پر قیام کرنا مکروہ ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن اعین سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

کہ آپ نے اس چیز کو مکروہ قرار دیا کہ کوئی شخص ایک بار لوٹنے کے بعد پھر وہاں قیام کرے۔ (الفقیہ)

باب ۱۳

مشعر الحرام سے لوٹتا ہوا حاجی پیدل ہو یا سوار وادی محسّر کو تیز چل کر طے کرے۔ کم از کم سو قدم یا سو ہاتھ اور منقولہ دعا بھی پڑھے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مشعر الحرام سے لوٹنے والی حدیث کے ضمن میں فرمایا جب حاجی (مشعر سے واپسی پر) وادی محسّر سے گزرے جو کہ مشعر اور منٰی کے درمیان ایک بڑی وادی ہے۔ جو منٰی سے قدرے زیادہ قریب ہے۔ تو اسے دوڑ کر قطع کرے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ اپنی ناقہ کو حرکت دی تھی۔ اور یہ دعا پڑھی تھی: ﴿اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ لِیْ عَهْدِیْ وَاقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَاخْلُفْنِیْ "بِخَیْرٍ" فِیْمَنْ تَرَکْتُ بَعْدِیْ﴾ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ حضرت امام موسٰی کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا وادی محسّر میں سو قدم تک (تیز) حرکت ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور (عمر بن یزید کی) روایت میں ایک سو ہاتھ وارد ہے۔ (الفقیہ، کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ میں آئینگی۔ انشاء اللہ تعالٰی

باب ۱۴

جو شخص وادی محسّر میں تیز چلنا بھول جائے یہاں تک کہ مکہ پہنچ جائے۔ تو اس کے لئے مستحب ہے کہ لوٹ کر وہاں جائے اور وہاں سعی کرے اور اگر وادی محسّر کا پتہ نہ ہو تو لوگوں سے پوچھے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن بختری وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے بعض بیٹوں سے پوچھا کہ تم نے وادی محسّر میں سعی کی ہے؟ انہوں نے کہا۔ نہیں! آپ نے انہیں حکم دیا۔ کہ واپس جا کر وہاں سعی کرو۔ انہوں نے کہا ہمیں تو اس وادی (محسّر) کا پتہ نہیں ہے؟ فرمایا لوگوں سے پوچھو۔ (الفروع)

۲۔ محمد بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص وادی محسر سے (سعی کئے بغیر) گزر گیا تو اس کے مکہ پہنچ جانے کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے حکم دیا کہ واپس لوٹ کر جائے اور وہاں سعی کرے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۱۵

طلوع آفتاب سے تھوڑا سا پہلے خدا کا ذکر کرتے ہوئے، دعا و استغفار کرتے ہوئے اور سکینہ و وقار کے ساتھ مشعر الحرام سے لوٹنا مستحب ہے مگر وادی محسر کو طلوع آفتاب سے پہلے عبور نہ کرے۔ اور اس کے بعد بھی لوٹنا جائز ہے بلکہ امام کے لئے مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جمع (مشعر) سے لوٹنے کے لئے آپ کو کونسی گھڑی زیادہ پسند ہے؟ فرمایا طلوع آفتاب سے تھوڑا سا پہلے مجھے تمام اوقات میں سے زیادہ پسند ہے میں نے عرض کیا کہ اگر طلوع آفتاب تک ہم وہاں ٹھہرے رہے تو؟ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب تک سورج نہ نکل آئے تب تک وادی محسر کو عبور نہ کر۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا امام کو چاہیئے کہ وہ بمقام جمع طلوع آفتاب تک توقف کرے۔ اور باقی عام لوگ چاہیں تو جلدی کریں اور چاہیں تو تاخیر کریں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہیں۔ فرمایا پھر (مشعر) سے اس وقت لوٹ جب ثبیر ظاہر ہو (بروایتے روشن ہو) اور اونٹوں کو اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ نظر آئے امامؑ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس سے پہلے لوٹ جاتے تھے وہ گھوڑے اور اونٹ دوڑاتے ہوئے لوٹتے تھے مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خلاف لوٹے۔ اور سکینہ و وقار اور آرام و سکون کے ساتھ لوٹے پس تم بھی خدا کا ذکر اور استغفار کرتے ہوئے لوٹو اور اسکے ساتھ اپنی زبان کو حرکت دو۔ (التہذیب، علل الشرائع)

باب ۱۶
اختیاری حالت میں طلوع فجر سے پہلے مشعر الحرام سے لوٹنا جائز نہیں ہے اور اگر ایسا کرے تو اس پر ایک بکری کا خون بہانا واجب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ہر شخص کے بارے میں جس نے مشعر الحرام میں وقوف کیا ہو۔ مگر لوگوں کے لوٹنے سے پہلے؛ لوٹ گیا؟ فرمایا اگر تو وہ جاہل تھا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر (عمداً) طلوع فجر سے پہلے لوٹا ہے تو اس پر (کفارہ میں) ایک بکری کا خون بہانا لازم ہے۔ (الفقیہ، الفروع، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۸ میں گزر چکی ہیں اور اس کے بعد باب ۱۷ میں بعض ایسی حدیثیں آئیں گی جو بظاہر اسکے منافی ہیں۔ مگر وہ معذور کے حال پر محمول ہیں۔

باب ۱۷
مضطر و مجبور آدمی جیسے خوف زدہ آدمی کیلئے وقوف (اضطراری) کے بعد طلوع فجر سے پہلے لوٹنا جائز ہے

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک امام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر کوئی شخص (کسی وجہ سے) خائف و ترسان ہو تو اگر وہ (مشعر) سے رات کے وقت (وقوف کے بعد) لوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے (الفروع)

۲۔ سعید اعرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں ہمارے ہمراہ عورتیں ہیں۔ آیا ان کو (مشعر) سے رات کے وقت لوٹا جا سکتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں (پھر فرمایا) آیا تو چاہتا ہے کہ اس طرح کرے جس طرح رسول خدا نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں! فرمایا ان کو راتوں رات یہاں سے وقوف کرانے کے بعد لوٹاؤ اور انہیں جمرہ عظمیٰ کے پاس لے جا کر کنکریاں مرواؤ۔ اور اگر ان کے ذمے قربانی نہیں ہے تو بالوں اور ناخنوں کی تقصیر کریں اور اسی وقت سیدھی مکہ چلی جائیں اور وہاں جا کر خانہ خدا کا طواف کریں پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں۔ پھر خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ اس کے بعد منیٰ واپس لوٹ جائیں جبکہ وہ حج سے فارغ ہو چکی ہونگی فرمایا آنحضرت نے ان عورتوں کے ہمراہ اسامہ کو بھیجا تھا۔

(الفروع، التہذیب)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں بچوں کو رخصت دی ہے کہ وہ (مشعر) سے رات کے وقت لوٹ جائیں اور رات کے وقت ہی رمی جمرات کریں اور صبح کی نماز اپنی اقامت گاہ پر پڑھیں اور اگر حیض کے آنے کا اندیشہ ہو تو قربانی کرنے کیلئے کسی کو اپنا وکیل بنا کر خود سیدھی مکہ چلی جائیں اور وہاں کے مناسک بجالائیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ علی بن ابوحمزہ امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک امام سے روایت کرتے ہیں۔
فرمایا جو عورت یا خوفزدہ مرد رات کے وقت مشعر سے لوٹنا چاہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پس (منیٰ پہنچ کر) جمرہ (کبریٰ) کو کنکر مارے اور کسی کو قربانی کرنے کا حکم دے کر عورت تقصیر کر کے اور مرد سر منڈوا کر (مکہ) چلا جائے۔ اور خانہ کعبہ کا طواف کرے صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر منیٰ کی طرف لوٹ آئے۔ جب منیٰ آئے اور اسے معلوم ہو کہ اس کی جانب سے قربانی نہیں کی گئی۔ تو اگر اب وہ خود کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر مکہ میں سر منڈوائے تو بال منیٰ اٹھا کر لائے (اور وہاں دفن کرے) اور اگر پہلے حج کر چکا ہے تو پھر تقصیر میں کوئی حرج نہیں ہے (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منیٰ سے طلوع آفتاب سے پہلے عرفات کی طرف جانے اور مزدلفہ سے (طلوع فجر سے) پہلے جانے اور منیٰ پہنچ کر رمی جمرہ کرنے اور اپنی اقامت گاہوں پر نماز صبح پڑھنے کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (التہذیب، الاستبصار)
مؤلف علام فرماتے ہیں حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے معذور آدمی پر حمل کیا ہے۔ کما تقدم اس کی بعض حدیثیں رات کے وقت رمی جمرات کرنے کے باب (ج ۱۴ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۱۸

مزدلفہ سے کنکریاں چننا مستحب ہے اور منیٰ سے لینا بھی جائز ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہا۔ رمی جمرات کے لیے کنکریاں جمع (مشعر الحرام) سے اٹھاؤ۔ اور اگر منیٰ میں اپنی قیام گاہ سے اٹھاؤ تو بھی مجزی ہے (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کنکریوں کے بارے میں سوال کیا جو جمروں کو ماری جاتی ہیں؟ فرمایا وہ ''جمع'' کے مقام سے اٹھائی جائیں۔ اگر وہاں سے نہ اٹھائی جائیں تو اس کے بعد منیٰ

سے اٹھائی جاسکتی ہیں۔ الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۹) میں اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ

باب ۱۹

رمی جمرات کیلئے سوائے مسجد الحرام اور مسجد خیف کے اوران کنکروں کے سوا جو پہلے مارے جا چکے ہوں باقی حرم کے ہر جگہ سے حاصل کئے جاسکتے ہیں ہاں حرم سے باہر کے مجزی نہیں ہیں

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر آدمی جمرات کے لئے کنکر حرم کی جگہ سے بھی حاصل کرلے تو کافی ہیں۔ اور اگر حرم کے علاوہ کسی اور جگہ سے حاصل کروگے تو وہ مجزی نہ ہونگے۔ فرمایا ان جمروں کو نہ مار مگر کنکر۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مسجد الحرام اور مسجد خیف کے سوا حرم کی کسی جگہ سے بھی رمی جمرات کے لئے کنکر حاصل کئے جاسکتے ہیں (ایضاً کذا فی الفقیہ)

۳۔ حریز ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ رمی جمرات کے لئے کنکر کہاں سے حاصل کئے جائیں۔ فرمایا دو جگہ سے حاصل نہ کر۔ ایک حرم کے باہر سے دوسرے وہ جو پہلے مارے گئے ہوں۔ باقی حرم کے جس حصے سے چاہے حاصل کر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۵ از رمی جمرہ عقبہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ

باب ۲۰

رمی جمرات کی کنکریوں کا سخت سیاہ، سفید، یا سرخ رنگ کا ہونا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ وہ سفید دو خول والے سرمئی رنگ کے ہوں اور انگلی کے پور کے برابر ہوں۔ نقطہ دار ہوں چنے ہوئے ہوں اور ٹوٹے پھوٹے ہوئے نہ ہوں

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کنکروں کے بارے میں سخت کنکر کو ناپسند سمجھا اور فرمایا سفید داغوں والے حاصل کر۔

(التہذیب، الفروع)

۲۔ احمد بن محمد بن ابونصر حضرت امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا رمی جمرات کے کنکر انگلی کے (بالائی) پور کے برابر ہونے چاہئیں۔اور سیاہ، سفید اور سرخ رنگ کے حاصل نہ کر۔ بلکہ سرمئی رنگ کے نقطہ دار حاصل کر (الفروع ،قریب الاسناد، التہذیب)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ کنکروں کو چنو اور انہیں مت توڑو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۱

جس شخص کا وقوف مشعر فوت ہو جائے اگرچہ لاعلمی کی وجہ سے ہو۔ یہاں تک کہ منیٰ میں پہنچ جائے اس پر واجب ہے کہ وہ لوٹ کر جائے اور وہاں جا کر وقوف کرے اگرچہ طلوع آفتاب کے بعد ہو۔اگر کوئی شخص عرفہ کا وقوف اختیاری اور مشعر کا اضطراری درک کرے تو کافی ہے اور اگر اس اثنا میں رمی کی ہے تو وقوف کے بعد اس کا اعادہ کرے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں ان میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص عرفات سے سیدھا منیٰ چلا جائے۔ اسے چاہئے کہ وہ لوٹ کر جمعاً (مشعر الحرام) جائے۔اور وہاں وقوف کرے اگرچہ لوگ وہاں سے چلے گئے ہوں (یعنی آفتاب طلوع ہو چکا ہو) (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جو عرفات سے لوٹا اور مشعر الحرام سے گزرا مگر وہاں وقوف نہ کیا۔اور سیدھا منیٰ پہنچ کر جمرہ (عقبہ) کو کنکر مارے۔اور جب اسے (عدم وقوف کا) علم ہوا تو سورج بلند ہو چکا تھا تو؟ فرمایا اسی وقت مشعر الحرام جائے اور وہاں جا کر وقوف (اضطراری) کرے اور پھر واپس آ کر جمرہ کو کنکر مارے (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵ از رمی۔ و باب ۳۹ از ذبح اور باب ۱۲ از حلق میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۲

جس شخص کا وقوف عرفات فوت ہوجائے۔تو اس پر واجب ہے کہ وہاں جائے اور رات کے وقت (وقوف اضطراری) کرے اور اگر اندیشہ ہو کہ اس طرح کرنے سے مشعر الحرام کا وقوف اختیاری فوت ہوجائے گا تو پھر اسی وقوف (مشعر) پر اکتفا کرے اور (عرفات کی طرف) نہ لوٹے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکرر کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے مشعر میں امام کو درک کیا تھا (اور عرفات کا وقوف نہیں کیا تھا) فرمایا۔وہ پہلے عرفات جائے اور وہاں تھوڑا سا وقوف کرکے طلوع آفتاب سے پہلے مشعر کے وقوف کو درک کرے اور اگر اسے (عرفات جاتے وقت) اندیشہ ہو (رات کے وقت) کہ وہ لوگوں کے مشعر سے لوٹ جانے تک واپس نہیں آسکے گا۔تو پھر وہاں نہ جائے، اور مشعر میں ہی وقوف کرے پس اس کا حج تام وتمام ہے(الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اس وقت (رات کے وقت) عرفات پہنچا جب لوگ وہاں سے لوٹ چکے تھے۔تو؟ فرمایا اگر اس کے پاس اس قدر وقت ہے کہ وہ عرفات میں رات کے وقت وقوف کرکے پھر لوگوں کے لوٹنے سے پہلے (یعنی طلوع آفتاب سے قبل) مشعر کے وقوف کو درک کرسکے گا۔تو پھر اس کا حج اس وقت تک مکمل نہ ہوگا۔جب تک پہلے عرفات جاکر اس کا وقوف (اضطراری نہ کرے) اور اگر کوئی شخص اس وقت پہنچے جبکہ اسکا وقوف عرفات (اختیاری واضطراری ہردو) فوت ہوچکا ہو۔تو پھر وقوف (اختیاری) مشعر الحرام کرے (اور اسی پر اکتفا کرے) پس اگر طلوع آفتاب اور لوگوں کے لوٹنے سے پہلے کرلے تو اس کا حج تام وتمام ہے۔کیونکہ خدا سب کا عذر قبول کرنے والا ہے اور اگر (عرفات کی طرح) اس کا وقوف مشعر بھی فوت ہوجائے۔تو پھر اس کا حج فوت ہوگیا۔اسے عمرہ مفردہ قرار دیدے اور اگلے سال حج کرے۔(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ از اقسام حج اور یہاں باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۲۳

اس شخص کا حکم جس کا وقوف عرفات فوت ہو جائے اور طلوع آفتاب سے پہلے وقوف مشعر بھی

(اس باب میں کل ۲۱ عدد حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حج افراد کر رہا تھا جس کے دونوں موقف (عرفات و مشعر) فوت ہو گئے تو؟ فرمایا قربانی کی رات طلوع آفتاب تک برقرار ہے۔ پس اگر سورج نکل آئے (اور وہ وقوف نہ کر سکے) تو اس کا کوئی حج نہیں ہے۔ اسے عمرہ مفردہ قرار دے اور "اس پر اگلے سال حج واجب ہے" (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عبیداللہ اور عمران فرزندان علی حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب تم سے (وقوف) مزدلفہ فوت ہو جائے۔ تو تمہارا حج فوت ہو گیا۔

۳۔ محمد بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے وہ حد بتائیں کہ جب کوئی شخص اسے درک کر لے تو اس کا حج مکمل ہو جائے۔؟ فرمایا جب "جمعا" (مشعر الحرام) طلوع آفتاب اور لوگوں کے منیٰ جانے سے پہلے پہنچ جائے۔ تو اس نے حج کو پالیا۔ اور اس کا عمرہ (مفردہ) نہیں ہے۔ اور اگر طلوع آفتاب تک مشعر نہ پہنچ سکے (اس کے بعد پہنچے) تو یہ اس کا عمرہ مفردہ ہے۔ حج نہیں ہے پس اگر چاہے تو مکہ میں قیام کرے اور چاہے تو واپس لوٹ جائے بہرحال اس پر آئندہ سال حج واجب ہے (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص حج افراد کرتے ہوئے وارد ہوا اسے اندیشہ دامن گیر ہوا کہ کہیں اس سے موقف فوت نہ ہو جائے تو؟ (وہ کیا کرے؟) فرمایا اس کے پاس اس کا دن (نویں کا دن) نحر کا دن (دسویں کا دن) کے طلوع آفتاب تک وقت ہے (اس میں دونوں وقوف کر سکتا ہے) پس اگر (نحر کے دن کا) سورج نکل آئے (اور وہ کوئی وقوف نہ کر سکے) تو اس کا کوئی حج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ وہ اپنے احرام کا کیا کرے؟ فرمایا مکہ جائے اور وہاں طواف کرے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ میں نے عرض کیا جب یہ سب کچھ کر چکے تو پھر کیا کرے؟ فرمایا چاہے تو مکہ میں قیام کرے چاہے تو منیٰ چلا جائے مگر وہ لوگوں کے ساتھ شریک حج نہیں ہے۔ اور اگر چاہے تو واپس اپنے گھر چلا جائے (یہ اس کا عمرہ مفردہ ہے) اور اس پر آئندہ سال حج واجب ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس منیٰ میں ایک شخص آیا اور اس نے بتایا کہ میں دونوں موقف (عرفات و مشعر) لوگوں کے ساتھ درک نہ کر سکا تو؟ پس اسحاق بن عمار نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت

میں حاضر ہو کر یہ مسئلہ پوچھا؟ فرمایا وہ نحر والے دن زوال آفتاب سے پہلے مزدلفہ میں وقوف کر لے تو اس نے حج کو درک کر لیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس نے حج کا ثواب درک کر لیا ہے۔ اگرچہ اس سے اس کا وظیفہ حج ساقط نہیں ہوگا۔ نیز یہ بھی احتمال ظاہر کیا ہے کہ شاید اس شخص نے وقوف عرفات کو درک کر لیا ہو۔ اگرچہ یہ احتمال بعید ہے۔

۶۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا آیا تم جانتے ہو کہ منیٰ میں تین دن قیام کیوں قرار دیا گیا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا کہ کیوں ایسا ہوا ہے؟ فرمایا جو شخص ان (مناسک) میں سے کسی کو درک کر لے اس نے حج کو درک کر لیا۔ (التہذیب، علل الشرائع)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص قربانی والے دن زوال سے پہلے مشعر کو درک کر لے اس نے گویا حج کو درک کر لیا۔ اور جو شخص عرفہ کے دن زوال آفتاب سے پہلے وقوف عرفات کو درک کر لے تو اس نے (حج) تمتع کو درک کر لیا۔

(علل الشرائع وکذا فی الفروع)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص مشعر الحرام کے وقوف کو اس طرح درک کرلے کہ وہاں (کم از کم) پانچ آدمی موجود ہوں (دسویں دن زوال آفتاب سے پہلے) تو اس نے حج کو درک کر لیا۔ (الفروع، الفقیہ)

۹۔ جناب کشی باسناد خود یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مسکان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صرف یہ حدیث سنی ہے "من ادرك المشعر فقد ادرك الحج" (جس نے وقوف مشعر کو درک کر لیا اس نے حج کو درک کر لیا) اور ہمارے اصحاب یوں کہتے تھے کہ جس نے طلوع آفتاب سے پہلے وقوف مشعر کو درک کر لیا۔ اس نے حج کو درک کر لیا۔ اور محمد بن ابی عمیر نے مجھ سے بیان کیا اور میرا خیال ہے کہ اس نے روایت نقل کی ہے کہ جس نے وقوف مشعر کو زوال آفتاب سے پہلے درک کر لیا اس نے حج کو درک کر لیا (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات یونس کی لاعلمی پر مبنی ہے ورنہ ابن مسکان نے بلاواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بکثرت روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جس نے زوال کو درک کر لیا اس نے موقف کو درک کر لیا۔ (الفقیہ)

۱۱۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ یوم الحج الاکبر کیا ہے؟ فرمایا اس سے یوم النحر اور یوم الاضحیٰ (دسویں ذی الحجہ) مراد ہے اور حج اصغر سے مراد عمرہ ہے

(معانی الاخبار کذا فی قرب الاسناد)

۱۲۔ فضیل بن عیاض بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حج اکبر کیا ہے؟ فرمایا اس سلسلے میں آیا تمھارے پاس کچھ ہے؟ عرض کیا۔ جی ہاں! ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اس سے مراد یوم عرفہ ہے یعنی جو شخص عرفہ کا دن (عرفات کے لئے) اور اس کی رات نحر کے دن طلوع فجر تک درک کرے (وقوف مشعر کے لئے) اس نے حج کو درک کر لیا اور جس کے یہ (دونوں) وقوف فوت ہوگئے اس کا حج فوت ہوگیا۔ اس طرح انہوں نے عرفہ کی رات کو ماقبل اور مابعد دونوں میں مؤثر قرار دیا اور اس کی دلیل یہ کہ جو شخص قربانی والی رات کو طلوع فجر تک درک کرلے تو اس نے گویا حج کو درک کرلیا۔ اور یہ وقوف عرفات سے مجزی ہے! امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حج اکبر سے مراد یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) کا دن مراد ہے۔ اور آنجناب نے ارشاد خداوندی "فسیحوا فی الارض اربعة اشهر" (یعنی حج اکبر کے بعد چار ماہ تک زمین میں دمو پھرو) اور وہ چار ماہ یہ ہیں ذی الحجہ کے بیس دن محرم صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی کے دس دن۔ اور اگر حج اکبر عرفہ کے دن کو قرار دیا جائے تو پھر اس طرح یہ مدت چار ماہ ایک دن بن جائے گی۔

(معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۳ از حصار می) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص بیمار یا دشمن کی وجہ سے روک دیا جائے اور پھر اس کی بیماری ہلکی ہوجائے تو اس کے لئے صرف اضطراری وقوف مشعر کافی ہے۔ اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۵ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ

باب ۲۴

جو شخص عرفات اور مشعر الحرام کے وقوف ہائے اضطراری کو درک کرلے تو کافی ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن عطار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو حاجی عرفات کو (عید الاضحیٰ) کی رات طلوع فجر سے پہلے درک کرلے (وقوف اضطراری) اور پھر وہاں سے (مشعر کی طرف) روانہ نہ ہو۔ اور جب وہاں پہنچے تو وہاں سے لوگ جاچکے ہوں (یعنی سورج نکل چکا

ہو) اور وہاں تھوڑا سا وقوف (اضطراری[1] کرے۔ اور پھر منیٰ میں لوگوں کو پالے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (یعنی اس کا حج تام وتمام ہے) (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ

باب ۲۵
اس شخص کا حکم جس کا وقوف مشعر فوت ہوجائے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ و عمران فرزندان علی حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب تم سے (وقوف) مزدلفہ فوت ہوجائے۔ تو تمھارا حج فوت ہوجائے گا۔
(التہذیب والاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ جو شخص (وقوف) "جمعا" (مشعر الحرام) کو درک کرلے اس نے حج کو درک کرلیا (کتب اربعہ)

۳۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اصلحک اللہ! ایک عجمی شخص اور ایک کمزور عورت ایک مرد شتربان کے ہمراہ ہوتے ہیں اور وہ ان کو عرفات سے جب لوٹا تا ہے تو منیٰ لے جاتا ہے مگر "جمعا" (مشعر الحرام) سے گزار کر منیٰ لے جاتا ہے۔ مگر جمعا میں اتارتا نہیں ہے تو؟ فرمایا اگر انہوں نے وہاں سے گزرتے ہوئے نماز پڑھی تو کافی ہے میں نے عرض کیا۔ اور اگر وہ وہاں نماز نہ پڑھی تو؟ فرمایا اگر وہاں خدا کا ذکر کرے تو بھی کافی ہے (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جس شخص کو وقوف مشعر کا علم ہی نہ ہو۔ تو اس کے لئے نماز صبح میں دعائے قنوت کا پڑھنا کافی ہے اور تھوڑی سی دعا بھی کافی ہے (الفقیہ)

---

[1] وقوف کے اعتبار سے اس مسئلہ میں چند شقیں ہیں (۱) دونوں وقوف اختیاری (وقوف عرفات نویں ذی الحجہ سے زوال تک) اور وقوف مشعر الحرام (اختیاری دسویں ذی الحجہ کی رات طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک) کو درک کرلے اس کا حج بلاشبہ صحیح ہے۔ (۲) دونوں اضطراری کو درک کرے (جو کہ عرفات کے دسویں ذی الحجہ کی رات اور مشعر کا دسویں کے دن زوال آفتاب تک) اس کا حج بھی تام وتمام ہے۔ (۳) جو اختیاری عرفہ اور اضطراری مشعر کو درک کرے اس کا حج بھی درست ہے (۴) اختیاری مشعر اور اضطراری عرفات کو درک کرے تو اس کا بھی حج صحیح ہے۔ (۵) جو صرف ایک اضطراری وقوف کو درک کرے اس کا حج صحیح نہیں ہے اس پر آئندہ سال حج کرنا واجب ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ محمد بن یحییٰ الخثعمی بعض اصحاب سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے لاعلمی کی وجہ سے وقوف مشعر نہیں کیا تھا فرمایا۔ لوٹ کر جائے (اور وقوف کرے) عرض کیا گیا کہ اگر واپس جانے کا وقت فوت ہو جائے تو؟ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار و کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس شخص پر محمول کیا ہے جس نے تھوڑا سا وقوف کیا ہو۔ واللہ العالم

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میرے یہ دو ساتھی ہیں جنہوں نے لاعلمی کی وجہ سے مزدلفہ میں وقوف نہیں کیا؟ فرمایا واپس لوٹ جائیں اور مشعر میں ایک ساعت تک وقوف کریں! میں نے عرض کیا۔ کہ انہیں کسی نے نہیں بتایا یہاں تک کہ آج کا دن ہو گیا۔ جبکہ لوگ وہاں سے جا چکے ہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ امام نے ایک ساعت سر جھکائے رکھا۔ پھر سر بلند کر کے فرمایا کیا انہوں نے (منیٰ جاتے ہوئے) نماز صبح مزدلفہ میں نہیں پڑھی تھی؟ میں نے عرض کیا ہاں پڑھی ہے! فرمایا کیا انہوں نے نماز میں قنوت نہیں پڑھا؟ عرض کیا ہاں پڑھا ہے! فرمایا بس ان کا حج تام و تمام ہے۔ پھر فرمایا۔ مشعر مزدلفہ سے ہے اور مزدلفہ مشعر سے ہے اور ان کے لئے تھوڑی سی دعا بھی کافی ہے (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب ۲۳ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۶

جو شخص عمداً وقوف مشعر الحرام کو ترک کرے اس کا حج باطل ہو جائے گا اور اس پر (کفارہ) اونٹ واجب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رئاب سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص لوگوں کے ساتھ عرفات سے لوٹے اور ان کے ہمراہ جمع (مشعر الحرام) نہ ٹھہرے اور عمداً اسے (وقوف مشعر کو) سبک جانتے ہوئے سیدھا منیٰ چلا جائے تو اس پر (کفارہ کا) اونٹ واجب ہے۔ (اور حج باطل ہے) (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ و باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

اس شخص کے احکام جس کا حج فوت ہو جائے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص (وقوف) "جمعاً" (مشعر) کو درک کرلے تو اس نے حج درک کرلیا۔ کہا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص حج قران یا حج افراد یا حج تمتع کر رہا ہو۔ مگر وہ اس وقت مکہ پہنچے جب اس کا حج فوت ہو گیا ہو تو وہ اسے عمرہ (مفردہ) قرار دے اور اگلے سال اس پر حج واجب ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ ضریس بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حج تمتع کرتے ہوئے آیا۔ مگر وہ قربانی والے دن مکہ مکرمہ پہنچا تو؟ فرمایا وہ اپنے احرام پر باقی ہے اور تلبیہ قطع کردے۔ یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہو کر طواف کرے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ اور سر منڈوا کر (اور محل ہو کر وہ) واپس گھر چلا جائے فرمایا یہ اس شخص کے لئے ہے جس نے احرام باندھتے وقت اپنے پروردگار سے یہ شرط طے کی تھی کہ (جب کوئی مانع ہوگا تو وہ محل ہو جائے گا) اور اگر یہ شرط مقرر نہیں کی تھی تو پھر اس پر آئندہ سال حج واجب ہوگا (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک شخص لوگوں کے ساتھ حج کرنے کے لئے آیا۔ مگر اس کا حج فوت ہو گیا۔ اور اس نے ہنوز طواف بھی نہیں کیا تو؟ فرمایا تشریق کے دنوں تک اپنے احرام پر قائم رہے۔ (کیونکہ) ان دنوں میں عمرہ نہیں ہے۔ پس جب یہ دن گزر جائیں تو طواف کرلے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے (اور تقصیر کر کے محل ہو جائے) اور اس پر آئندہ سال حج واجب ہے اور وہ وہیں سے احرام باندھے جہاں سے اس سال باندھا تھا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص حج افراد کرنے آیا مگر اس سے دونوں وقوف فوت ہو گئے تو؟ فرمایا قربانی والے دن طلوع آفتاب تک اس کے پاس وقت موجود ہے اور اگر سورج نکل آئے (اور ہنوز وقوف نہ کیا ہو) تو اس کا حج نہیں ہے۔ وہ اسے عمرہ (مفردہ) قرار دیدے۔ اور اس پر آئندہ سال حج واجب ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کیا کرے؟ فرمایا خانہ کعبہ کا طواف کرے، اور صفا و مروہ کے درمیان سعی

کرے۔ پس اگر چاہے تو مکہ میں قیام کرے اور چاہے تو لوگوں کے ساتھ بمقام منیٰ میں قیام کرے اور یا پھر جہاں جی چاہے چلا جائے۔ مگر وہ دلوگوں کے ساتھ (حج میں شریک) نہیں ہے۔ (التہذیب)

۵۔ داؤد بن کثیر رقی بیان کرتے ہیں کہ میں بمقام منیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ حاضر تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ آج (قربانی کے دن) کچھ لوگ حاضر ہوتے ہیں جن کا حج فوت ہو گیا ہے تو؟ فرمایا ہم خدا سے عافیت طلب کرتے ہیں پھر فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک بکری کا خون بہانا چاہئے اور (سر منڈوا کر) محل ہو جانا چاہئے اور اگر وہ اپنے شہروں کی طرف لوٹ جائیں تو ان پر اگلے سال حج واجب ہے۔ اور اگر ایام تشریق کے گزرنے تک وہ مکہ میں رہ جائیں تو پھر اہل مکہ کے کسی میقات پر جائیں اور وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ (مفردہ) بجالائیں۔ تو ان پر اگلے سال حج واجب نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسی نے اسے مستحبی حج پر محمول کیا ہے۔ اور اس کے ابتدائی حصہ (قربانی کرنے کو) استحباب پر محمول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بھی جائز ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب اس نے احرام باندھتے وقت خدا سے شرط مقرر کی ہو کہ جہاں کوئی مانع پیدا ہوا وہ وہیں محل ہو جائیگا۔ (کما تقدم فی الحدیث الثانی)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی ابن فضل واسطی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص بمقام "جمعا" اس وقت حاضر ہو جب کہ لوگ مشعر میں ہوں اور ہنوز سورج نہ نکلا ہو تو اس کا حج فوت ہو گیا ہے اور وہ اس کا عمرہ مفردہ بن جائے گا۔ وہ چاہے تو وہیں قیام کرے اور چاہے تو واپس اپنے وطن لوٹ جائے بہر حال اس پر اگلے سال حج واجب ہے (قرب الاسناد) (چونکہ اس شخص نے وقوف اختیاری مشعر کو درک کر لیا ہے لہٰذا اصولاً تو اس کا حج صحیح ہونا چاہئے۔ مگر اس حدیث میں اس کے حج کو باطل قرار دیا گیا ہے تو اس کی تاویل کرتے ہوئے مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ شاید یہ اس شخص پر محمول ہے کہ جس نے عمداً وقوف عرفات (اختیاری واضطراری) کو ترک کیا ہو۔ نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ میں) اور اقسام حج باب ۲۸ اور احصار باب ۳ میں گزر چکی ہیں۔ فراجع

جمرہ عقبہ کی رمی (کنکر مارنے) کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سترہ باب ہیں)

باب ۱

قربانی والے دن جانور ذبح کرنے اور سر منڈوانے سے پہلے جمرہ عقبہ کو کنکر مارنا واجب ہے

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (سفر حج میں) ہمارے ہمراہ کچھ عورتیں ہیں تو؟ فرمایا ان کو راتوں رات (منیٰ) سے لے جاؤ مگر جمعاً (مشعر الحرام) میں وقوف کے بعد (منیٰ پہنچ کر) جمرہ عظمیٰ (عقبہ) کے پاس جاؤ۔ اور وہ اسے کنکر ماریں۔ اور اگر ان پر قربانی نہیں ہے۔ تو وہ بالوں اور ناخنوں کی تقصیر کر کے مکہ چلی جائیں (تا آخر حدیث جو کہ باب ۱۷ نمبر ۲ میں گزر چکی ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رمی جمرات کے بارے میں فرمایا ہر کنکر جو (شیطانوں کو) مارا جاتا ہے۔ اس کے عوض ایک گناہ کبیرہ مہلکہ مٹا دیا جاتا ہے۔ (الفروع، المحاسن للبرقی)

۳۔ محمد بن قیس حضرت محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری شخص سے فرمایا جب تم جمرات کو کنکریاں مارتے ہو تو ہر ہر کنکر کے عوض تمہارے نامہ اعمال میں تمھاری آئندہ زندگی میں دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا اور ائمہ ھدی علیہم السلام سے مروی ہے کہ رمی جمرات کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ جب جناب ابراہیمؑ (بیٹے کو ذبح کرنے جا رہے تھے تو شیطان) ان کے لئے ان مقامات پر نمودار ہوا اور آپ نے اسے کنکر مارے پس اس سے یہ سنت جاری ہو گئی۔ (الفقیہ)

۵۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ سب سے پہلے جناب آدمؑ نے اور ان کے بعد جناب ابراہیم علیہ السلام نے کنکر مارے۔ (ایضاً)

۶۔ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمی جمرات آخرت کا ذخیرہ ہے (ایضاً)

۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب حاجی رمی جمرات کرتا ہے تو گناہوں سے خارج ہو جاتا ہے (ایضاً)

۸۔ نیز آنجناب نے فرمایا جو شخص رمی جمرات کرتا ہے تو اس کے ہر ہر کنکر کے عوض اس کا ایک ایک مہلک گناہ کبیرہ مٹایا جاتا ہے اور جب کوئی مؤمن کنکر مارتا ہے۔ تو اسے فرشتہ چن لیتا ہے اور جب کوئی کافر مارتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ یہ جو تو نے مارا ہے تو کہتا ہے یہ تیری دبر میں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کیفیت حج وغیرہ باب ۲ اور باب ۱۵۳ از طواف اور یہاں باب نمبر ۱۷ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (اس ابواب میں) بیان کی جائینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲

رمی جمرات کے لئے طہارت مستحب ہے مگر واجب نہیں ہے اور غسل کرنا تو مستحب بھی نہیں ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے رمی جمرات کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا رمی جمرات نہ کر مگر باطہارت ہو کر (الفروع، التہذیب، الاستبصار و کذا فی قرب الاسناد)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رمی جمرات کے وقت غسل کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا بعض اوقات میں کر لیتا ہوں۔ مگر یہ سنت نہیں ہے۔ ہاں البتہ گرمی اور پسینہ کے ازالہ کے لئے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ مستحب ہے کہ رمی جمرات باطہارت ہو کر کی جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو غسان محمد بن مسعود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے طہارت کے بغیر رمی جمرات کرنے کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا؟ فرمایا جمرے ہمارے نزدیک صفا و مروہ کی مانند دیواریں ہیں اگر ان کے درمیان طہارت کے بغیر سعی کی جائے تو کوئی ضرر نہیں ہے مگر طہارت مجھے زیادہ پسند ہے۔ پس جب اسکے کرنے کی طاقت ہو تو اسے ترک نہ کر۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے طواف و سعی کے ابواب (باب ۳۸ از طواف اور باب ۱۵ از سعی) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

مستحب یہ ہے کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے وقت منہ اس کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف کی جائے اور اس وقت منقولہ دعا پڑھی جائے اور تقریباً پندرہ ہاتھ اس سے دور کھڑا ہو کر کنکر مارے جائیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رمی جمرات کے لئے کنکر لے کر جمرہ قصویٰ (عقبہ) کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے کی جانب سے اسے کنکر مارو اور اس کے اوپر سے نہ مارو۔ اور جب کنکر تمہارے ہاتھ میں ہوں تو یہ دعا پڑھو "اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ حُصَيَاتِي فَأَحْصِهِنَّ لِي وَارْفَعْهُنَّ فِي عَمَلِي" پھر کنکر مارو اور ہر کنکر مارتے وقت یہ دعا پڑھو "اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ ادْحَرْ عَنِّي الشَّيْطَانَ، اَللّٰهُمَّ تَصْدِيقاً بِكِتَابِكَ وَعَلَىٰ سُنَّتِ نَبِيِّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجّاً مَبْرُوراً، وَعَمَلاً مَقْبُولاً، وَسَعْياً مَشْكُوراً، وَذَنْباً مَغْفُوراً" (فرمایا) تمہارے اور عقبہ کے درمیان دس، پندرہ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ اور جب رمی سے فارغ ہو کر اپنی اقامت گاہ پر واپس آؤ تو یہ دعا پڑھو "اَللّٰهُمَّ بِكَ وَثِقْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، فَنِعْمَ الرَّبُّ، وَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ" فرمایا اور مستحب ہے کہ رمی جمرات باطہارت ہو کر کی جائے (الفروع، التہذیب)

باب ۴

کنکر کے بغیر کسی چیز سے رمی جمرات جائز نہیں اور واجب ہے کہ وہ کنکر حرم کے اندر سے حاصل کئے جائیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا رمی جمرات کے کنکر اگر حرم کے اندر سے حاصل کرو گے تو کافی ہونگے اور اگر اس کے باہر سے حاصل کرو گے تو مجزی نہ ہونگے اور فرمایا نہ مارو مگر کنکر۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا رمی کی کنکریاں جمع (مشعر الحرام) سے حاصل کرو۔ اور اگر منیٰ میں اپنی اقامت گاہ سے حاصل کرو گے تو بھی مجزی ہیں (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۳ میں اور ۱۸و۱۹ از وقوف مشعر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ (ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۵

ان کنکریوں کا بکر ہونا واجب ہے (کہ پہلے نہ ماری گئی ہوں) اور کنکر کے ضروری صفت کا بیان

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے رمی جمرات کے کنکروں کے بارے میں فرمایا دو مقام سے کنکر حاصل نہ کرو۔ ایک حرم کے باہر سے اور دوسرے وہ جو پہلے مارے گئے ہوں (الفروع)

۲۔ عبدالاعلیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا رمی کے لئے وہ کنکریاں نہ مارو جن سے پہلے رمی جمرات کیا گیا ہو۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب از وقوف مشعر میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جو شخص کنکر مارے مگر وہ جمرہ کے سوا کسی اور چیز کو لگیں تو مجزی نہیں ہے۔ لیکن اگر پہلے کسی اور چیز کو لگے اور پھر جمرات کو لگ جائے تو کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا اگر تم کوئی کنکر مارو اور وہ کسی محمل کو لگے تو اس کا اعادہ کرو۔ لیکن اگر وہ پہلے کسی انسان یا اونٹ کو لگے اور پھر وہاں سے اچک کر جمرہ کو لگ جائے تو کافی ہے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے جمرہ کو چھ کنکریاں ماریں جن میں سے ایک محمل کو لگی تو؟ فرمایا اس کا اعادہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۷

خذف کے طور پر کنکر مارنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن علی النصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام

نے فرمایا رمی کی کنکریاں انگلی کے پور کے برابر ہونی چاہیں اوران کو خذف کے طور پر مارو یعنی انگوٹھے (کے پور پر) رکھ کر انگشت شہادت کے ناخن سے پھینکو فرمایا وادی کے بطن (نشیبی جگہ) سے مارواور (ان جمروں) کو اپنے دائیں جانب قرار دو (الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

باب ۸

سوار ہوکر بھی رمی جمرات جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن ترجمہ حاضر ہیں) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن عیسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا جو سوار ہوکر رمی جمرات کر رہے تھے (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن الحسین بعض اصحاب سے اور وہ بعض ائمہ ہدی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رمی جمرات کے بارے میں فرمایا کہ (ایک بار) حضرت رسول خداؐ نے اپنی سواری پر سوار ہوکر رمی جمرات کی تھی۔ (ایضاً)

۳۔ تیسری حدیث عبدالرحمٰن بن ابی نجران بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو سوار ہوکر تمام جمروں کو کنکر مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے سوار ہوکر رمی جمرات کی ہے تو؟ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۹

پیادہ ہوکر رمی جمرات کرنا مستحب ہے۔

اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے اباء طاہرین علیہم السلام سے سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خداؐ نے پیادہ رمی جمرات کی (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عنبسہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو منیٰ میں دیکھا کہ وہ (رمی جمرات کی طرف جاتے ہوئے) کبھی سوار ہوتے تھے کبھی پیدل چلتے تھے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب ان کی خدمت میں حاضر ہونگا تو ان سے اس بارے میں سوال کرونگا۔ چنانچہ جب حاضر ہوا تو آپ نے ابتداء فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب اپنی قیام گاہ سے نکلتے تھے تو پیدل چل کر رمی جمرات کرتے تھے۔ مگر آج کل میری قیام

گاہ ان کی قیام گاہ سے زیادہ دور ہے۔ پس میں ان کی قیام گاہ تک سوار ہو کر آتا ہوں اور جب ان کی قیام گاہ تک پہنچتا ہوں تو پھر پیدل چلتا ہوں یہاں تک رمی جمرات کرتا ہوں۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ قربانی کے دن کے بعد آپ رمی جمرات کے لئے پیدل چلتے ہوئے جاتے اور رمی کرتے۔ پھر سوار ہو جاتے اور وہ منیٰ کی مسجد کے برابر جاتے تھے تو میں انکو پیدل چلتے ہوئے دیکھتا تھا۔ (الفروع)

۴۔ حسن بن صالح بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت محمد تقی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ منیٰ کی مسجد سے تھوڑا سا پہلے اپنی سواری سے نیچے اتر آئے یہاں تک کہ اس طرف سے رمی جمرہ کے لئے رک گئے۔ جہاں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی قیام گاہ تھی میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ یہاں کیوں اترے ہیں؟ فرمایا یہ امام زین العابدین اور بنی ہاشم کی خیمہ گاہ ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ بنی ہاشم کی قیام گاہوں سے پیدل چل کر گزروں (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب نمبر ۳۲ از وجوب حج میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مقصد پر دلالت کرتی ہے۔

باب ۱۰

دو جمروں کے (وسطیٰ اور صغریٰ) کے نزدیک کچھ دیر ٹھہرنا اور دعا کرنا اور جمرہ عقبٰی کے پاس نہ ٹھہرنا مستحب ہے نیز جمروں کو دائیں جانب کر کے (ان کے بائیں طرف) نشیبی جگہ کھڑے ہو کر کنکر مارنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رمی جمرات کے بارے سوال کیا؟ فرمایا دو جمروں کے پاس ٹھہرو۔ پس جمرہ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرو۔ میں نے عرض کیا۔ آیا یہ سنت ہے؟ فرمایا ہاں۔ الحدیث (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "پہلے جمرہ الاولیٰ سے کنکر مارنے کی ابتداء کرو اور اس کی بائیں جانب سے مارو۔ اور وہی دعا پڑھو جو قربانی کے دن اسے کنکر مارتے وقت پڑھی تھی۔ (اللھم ھذہ حصیاتی فاحصھن لی وارفعھن فی عملی) پھر بائیں جانب سے رو بہ قبلہ ہو کر اور خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اور سرکار محمد و آل محمد علیہ و علیہم السلام پر درود و سلام پڑھتے ہوئے اور تھوڑا سا آگے

بڑھ اور خدا سے دعا کر کہ یہ عمل قبول کرے پھر دوسرے جمرے کو کنکر مارو جس طرح پہلے کو مارے تھے۔ اور وہاں ٹھہر کر اس طرح دعا کر جس طرح پہلے کی تھی۔ بعد ازاں تیسرے جمرہ کی طرف سکینہ ووقار کے ساتھ چل اور اسے کنکر مار مگر اس کے نزدیک نہ ٹھہر۔ (ایضاً)

۳۔ سعید رومی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور دیکھا کہ لوگ وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں تو آپ نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر تین بار بآواز بلند فرمایا۔ ایہا الناس! یہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے۔ لہٰذا کنکر مارتے جاؤ اور چلتے جاؤ۔ (الفروع وکذا فی قرب الاسناد)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود جناب علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص پہلے دن (دسویں ذی الحجہ) جمرہ عقبہ کو کنکر مارے کیا وہ وہاں کچھ دیر ٹھہرے؟ فرمایا نہ پہلے دن نہ ٹھہرے۔ بلکہ کنکر مار کر واپس لوٹ جائے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۱

ہر کنکر (مارتے وقت) تکبیر کہنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب کنکر ماروں تو کیا کہوں؟ فرمایا ہر کنکر کے مارتے وقت تکبیر کہہ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہا آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ جمروں کے کنکر ہاتھ میں لے۔ پھر مار اور ہر کنکر مارتے وقت اللہ اکبر کہہ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ از اقسام حج میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

مستحب یہ ہے کہ زوال آفتاب کے وقت کنکر مارے جائیں اور بائیں ہاتھ میں کنکر پکڑ کر دائیں سے مارے جائیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا ہر روز زوال آفتاب کے وقت کنکر مار اور وہی دعا پڑھ جو جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے وقت پڑھی تھی (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جمروں کو کنکر مارتے وقت کنکروں کو بائیں ہاتھ میں پکڑو اور دائیں ہاتھ سے مارو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۵ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۱۳

کنکر مارنے کا وقت طلوع اور غروب آفتاب کے درمیان ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کب تک جمروں کو کنکر مارے جاسکتے ہیں؟ فرمایا سورج کے بلند ہونے سے لیکر غروب آفتاب تک۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہراں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے "دو جمروں کو طلوع آفتاب سے لیکر غروب تک کنکر مارو۔ (التہذیب)

۳۔ زرارہ اور ابن اذینہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حکم بن عتیبہ سے پوچھا کہ رمی جمرات کی حد کیا ہے؟ اس نے کہا زوال آفتاب! امامؑ نے فرمایا: اے حکم! اگر (حاجی) دو شخص ہوں اور ایک دوسرے سے کہے کہ تو سامان کی حفاظت کر اور میں کنکر مار آؤں۔ تو کیا اس دوسرے شخص کی رمی فوت ہو جائے گی؟ اس پر حکم خاموش ہو گیا۔ امامؑ نے فرمایا بخدا اس کا وقت طلوع آفتاب سے لیکر اس کے غروب تک ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ہشام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوے سنا کہ فرما رہے تھے کہ قربانی کے دن اسوقت تک کنکر نہ مار جب تک سورج نہ نکل آئے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) زوال آفتاب کے وقت کنکر مارنے کا جو حکم وارد ہے۔ وہ ان حدیثوں کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے مراد استحباب ہے (کہ تمام دن میں جائز ہے۔ مگر زوال کے وقت

مستحب ہے)

باب ۱۴

اگر کوئی خوف ہو یا کوئی اور عذر ہو تو پھر رات کے وقت اور طلوع آفتاب سے پہلے بھی رمی جمرات جائز ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر کوئی خوف زدہ آدمی رات کے وقت رمی جمرات کرے اور رات کے وقت ہی قربانی کرکے (مکہ کی جانب) لوٹ جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (التہذیب، کذا فی الفروع والفقیہ عن محمد بن مسلم عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خوف زدہ آدمی اور چرواہے کو رات کے وقت رمی جمرات کرنے کی رخصت دی ہے (ایضاً)

۳۔ علی بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ہشام بن عبدالملک کوفی راتوں رات مزدلفہ (منیٰ) لوٹ آئے اور طلوع فجر کے وقت جمرہ عقبہ کے پاس پہنچے (اور اسے کنکر مارے) جبکہ ہشام خوف زدہ تھے۔ ہشام نے مجھ سے کہا۔ ہم نے اس حج میں کیا اضافہ کیا ہے؟ ہنوز ہم گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہمیں ملے جو رمی جمرہ کرکے واپس لوٹ رہے تھے۔ تب ہشام مطمئن ہو گئے (کہ ہم نے ٹھیک ہی کیا ہے) (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام رات کے وقت رمی جمرات کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ مگر غلام اور چرواہے کو رات کے وقت رمی کرنے کی اجازت دیتے تھے (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص رات کے وقت رمی جمرات کر سکتے ہیں وہ کون کون لوگ ہیں؟ فرمایا (۱) لکڑہارا (۲) وہ غلام جو اپنے کسی کام کا مالک نہیں ہے (۳) خوف زدہ آدمی (۴) مقروض آدمی (۵) وہ بیمار جو خود رمی جمرات نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسے اٹھا کر پہنچایا جاتا ہے۔ پس اگر وہ مار سکے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی موجودگی میں تم اس کی طرف سے مارو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) اور مشعر سے رات کے وقت لوٹنے کی حدیثوں میں (باب ۱۷ کے اندر) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵

جس شخص کی دن کے وقت رمی جمرات فوت ہو جائے اس پر دوسرے دن اس کی قضا کرنا واجب ہے۔ اور اس کے لئے کل اور آج کے کنکر مارنے میں فاصلہ کرنا مستحب ہے بایں طور کہ کل والے آج صبح مارے اور آج والے زوال کے وقت مارے۔

اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (مزدلفہ) سے لوٹا۔ منیٰ پہنچا۔ مگر اسے کوئی ایسا ضروری کام پڑ گیا کہ سورج ڈوبنے تک رمی جمرہ عقبہ نہ کر سکا تو؟ فرمایا جب دوسرے دن صبح ہو تو دو بار رمی کرے ایک بار کل (کی قضا) کے لئے۔ دوسری بار آج کے لئے۔ اور ان کے درمیان فاصلہ رکھے۔ کل کے لئے صبح کے وقت اور آج کے لئے زوال کے وقت مارے۔ (التہذیب کذا فی الفروع)

۲۔ بریر عجلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دوسرے دن جمرہ وسطیٰ کو کنکر مارنا بھول گیا تو؟ فرمایا وہ تیسرے دن اس فوت شدہ کی قضا بھی کرے اور اس دن کے کنکر بھی مارے اور اگر اس دن یاد آئے جب واپس مکہ لوٹتا ہے (بارہ ذی الحجہ کو) تو اس دن مارے۔ اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب)

باب ۱۶

قربانی والے دن جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے کے سوا باقی کوئی رمی واجب نہیں ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور ابن بکیر سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا (پہلے) تمام جمروں کو عید والے دن اکٹھے) پتھر مارے جاتے تھے! راوی نے عرض کیا کیا میں سب کو اکٹھے کنکر ماروں؟ فرمایا: نہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ ایسا کرے جیسا میں کرتا ہوں؟ (الفروع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا وجہ ہے؟ کہ قربانی والے دن صرف ایک (جمرہ عقبہ) کو کنکر مارے جاتے ہیں اور دوسروں کو اس دن نہیں مارے جاتے؟ فرمایا پہلے تو سب کو اکٹھے مارے جاتے تھے۔ مگر لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ خود میں نے عرض کیا کیا میں ان سب

کو ماروں؟ فرمایا نہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ اس طرح کرے جس طرح ہم کرتے ہیں۔
(الفروع، التہذیب)

۳۔ حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے رمی جمرات کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا پہلے تو ان سب کو قربانی کے دن کنکر مارے جاتے تھے (راوی بیان کرتے ہیں) کہ امامؑ سے یہ کلام سن کر میں نے (عید کے دن) سب کو کنکر مارے اور جب امام سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ اس طرح کرے جس طرح حضرت علی علیہ السلام کرتے تھے۔ پس اس کے بعد میں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا (الفروع)

باب ۱۷

بیمار، بے ہوش اور بچہ کی طرف سے رمی جمرات کی جاسکتی ہے اور مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو ان کو اٹھا کر رمی کی طرف لے جایا جائے۔ اور رمی کے باقی احکام

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار اور عبدالرحمن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ہڈی ٹوٹا آدمی جس کو اسہال کی تکلیف ہو اسکی طرف سے رمی جمرات کی جائے گی۔ فرمایا اور بچوں کی جانب سے بھی رمی کی جائیگی۔ (الفقیہ کذا فی الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا بیمار کی طرف سے رمی جمرات کی جائے؟ فرمایا ہاں اس کو جمرہ کے پاس اٹھا کر پہنچایا جائے اور پھر اس کی طرف سے رمی کی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ اٹھا کر پہنچانے کی قابل نہیں ہے تو؟ فرمایا اسے اس کی اقامت گاہ پر رہنے دیا جائے اور اس کی طرف سے رمی کی جائے (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص بے ہوش ہے تو؟ فرمایا اس کی طرف سے رمی جمرات کی جائے (التہذیب)

۴۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت محمل سے گر پڑی اور اس کی ہڈی ٹوٹ گئی لہذا وہ رمی نہیں کرسکتی تو؟ فرمایا اسکی طرف سے نیز اسہال والے شخص کی طرف سے رمی کی جائے (ایضاً)

۵۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کسی شخص کو طواف کرایا جاسکتا ہے؟

اوراس کی طرف سے رمی کی جاسکتی ہے؟ فرمایا۔ہاں جب وہ خود یہ کام انجام نہ دے سکے تو اس کی طرف سے کرائی جاسکتی ہے (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا وہ بیمار عورت جسے کچھ سمجھ بوجھ نہ ہو تو اسکی طرف سے رمی کی جاسکتی ہے (التہذیب)

۷۔ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا بیمار کی جانب سے رمی کی جائے اور بیمار کے ہاتھ میں کنکریاں دیدی جائیں اور وہ خود مارے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۱۴ میں) اور اس سے پہلے طواف (باب ۴۵ و ۴۷ و ۴۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ رمی کے باقی ماندہ احکام پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اپنے مقام پر (منیٰ کی طرف لوٹنے کے ابواب میں) بیان کی جائینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

قربانی کا جانور ذبح کرنے کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چوسٹھ (۶۴) باب ہیں)

باب ۱

صرف حج تمتع کرنے والے پر قربانی کرنا واجب ہے۔ کسی دوسرے پر نہیں۔ اور اس کے لئے صرف ایک بکری کافی ہے۔ اور یہی حکم اضحیہ کا ہے

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ حج تمتع کرنے والے کے لئے کس قدر قربانی کافی ہے؟ فرمایا ایک بکری کافی ہے

(التہذیب، الاستبصار و کذا فی السرائر)

۲۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جو رجب میں عمرہ (تمتع) بجالائے فرمایا: پس اگر وہ مکہ میں رہ جائے۔ یہاں تک کہ اس حج (تمتع) کو بجالانے کیلئے احرام باندھ کر باہر نکلے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ اور اگر وہاں سے (حج تمتع کے علاوہ کسی اور حج) کا احرام باندھنے کے لئے نکلے تو پھر اس پر قربانی نہیں ہے)۔ (التہذیبین، المقنعہ)

(نوٹ) یہ بین القوسین جو تشریح کی گئی ہے۔ یہ حضرت شیخ طوسیؒ کی توضیح کے مطابق ہے۔

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حج افراد والے پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ حارث بن معیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے تمتع (عمرہ مفردہ) ماں کی طرف سے اور حج (افراد) اپنے والد کی طرف سے کیا۔ فرمایا۔ اگر وہ قربانی کرے تو اس کے لئے بہتر ہے اور اگر نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے کیونکہ اس نے عمرہ ماں کی طرف سے اور حج باپ کی طرف سے کیا ہے۔ (التہذیب، العلل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عمرہ سے یہاں عمرہ مفردہ اور حج سے حج افراد مراد ہے۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یوم حج اکبر کیا ہے؟ فرمایا: یوم النحر اور یوم اصغر سے مراد عمرہ ہے۔
(الفقیہ وکذا فی قرب الاسناد)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب المقنع میں فرمایا ہے۔ کہ اگر حج تمتع کرنے والے کو قربانی کا جانور نہ ملے یہاں تک کہ قربانی کئے بغیر واپس چلا جائے۔ تو وہاں سے جانور بھیجے۔ (المقنع)

۷۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب حاجی قربانی کا جانور ذبح کرتا ہے۔ تو یہ اس کی طرف سے جہنم کا فدیہ بن جاتا ہے (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از اقسام حج باب ۲۷،۱۳ از احرام ، باب ۱۱ از مقدمات اور باب ۴ از وقوف مشعر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۶۔ ۱۸ وغیرہ اور باب ۱۱ از حلق میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲

جب کوئی مملوک اور غلام اپنے مالک کی اجازت سے حج تمتع کرے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ اس کی طرف سے جانور کو ذبح کرے یا اسے روزہ رکھنے کا حکم دے پس اگر وہ آزاد ہو کر دو موقفوں میں سے کسی ایک کو درک کرلے تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور اگر کسی وجہ سے معذور ہو تو پھر روزہ رکھے گا

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مملوک کو حج تمتع کرنے کا حکم دیا تو؟ فرمایا آقا کو چاہئے کہ اسے حکم دے کہ وہ روزہ رکھے یا پھر اس کی طرف سے خود جانور ذبح کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حسن عطار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو حج تمتع کرنے کا حکم دیا آیا اس پر واجب ہے کہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے "عبداً مملوکاً لا یقدر علی شیٔ" (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آقا پر اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ اسے اختیار ہے کہ وہ قربانی کرے یا غلام کو روزہ رکھنے کا حکم دے۔ کما تقدم

۳۔ علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں اپنے غلام کو اپنے ہمراہ لے کر (حج پر) گیا۔ اور اسے حکم دیا کہ پہلے عمرہ تمتع کرے۔ پھر اس نے ترویہ کے دن احرام باندھا، مگر میں نے اس کی طرف سے قربانی نہیں دی؟ آیا وہ نفر (۱۲ ذی الحجہ) کے بعد روزہ رکھ سکتا ہے؟ فرمایا جن دنوں میں روزہ رکھنے کا خدا نے حکم دیا تھا وہ تو گزر گئے۔ تو نے اسے حج افراد کرنے کا حکم کیوں نہ دیا؟ عرض کیا۔ کہ مزید ثواب کی خاطر ایسا کیا؟ فرمایا پھر اس کی طرف سے ایک موٹی بکری ذبح کر۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ بات آخر نفر کی ہے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے افضلیت پر محمول کیا ہے (کہ آقا غلام کی طرف سے جانور ذبح کرے)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے پوچھا کہ ایک مملوک نے حج تمتع کیا ہے تو؟ فرمایا اس پر وہی کچھ واجب ہے جو کچھ آزاد پر ہے قربانی دے یا روزہ رکھے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے اسے اس غلام پر محمول کیا ہے جس نے ایک موقف کو آزادی کی حالت میں درک کیا ہو۔ نیز کہا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ آزاد و غلام کی تکلیف شرعی کی مقدار ایک ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ اس کی مقدار آزاد آدمی سے نصف ہو۔ جس طرح ظہار وغیرہ کے کفارہ کی مقدار نصف ہے۔

۵۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہمارے ہمراہ کچھ غلام تھے۔ انہوں نے حج تمتع کیا۔ کیا ہم پر لازم ہے۔ ان کی طرف سے قربانی کریں؟ فرمایا غلام کا نہ کوئی حج ہے اور نہ عمرہ! (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے اس حدیث کو اس صورت پر حمل کیا ہے کہ جب انہوں نے مالک کی اجازت کے بغیر حج وعمرہ کیا ہو۔

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ حج تمتع کریں تو؟ فرمایا اسے چاہئے کہ ان کی طرف سے قربانی کرے؟ میں عرض کیا کہ اس نے ان کو چند درہم دیدیئے۔ چنانچہ بعض نے اپنے حصہ کے درہموں سے قربانی کی اور بعض نے درہم بچالئے اور روزہ رکھ لیا فرمایا: انکی طرف سے تو مجزی ہے۔ اور مالک چاہے تو اسے بحال رکھے اور اگر مالک ان کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا تو بھی کافی تھا۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۳

جب کوئی آقا (اور ولی) بچہ کو حج کرائے تو جب بچہ کے پاس قربانی نہ ہو تو ولی پر لازم ہے کہ اس کی طرف سے قربانی دے اور اگر اس سے عاجز ہو تو اس کی طرف سے روزہ رکھے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث احرام صبیان کے ضمن میں فرمایا "اور ان بچوں میں سے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو اس کا ولی اسکی طرف سے روزہ رکھے گا۔ (الفروع، وغیرہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے حج کیا ہمارے بچے بھی ہمارے ساتھ تھے پس (اتفاقاً) قربانی کے جانور کم ہو گئے۔ بڑی تگ و تاز کے بعد یکے بعد دیگرے کچھ بکریاں ملیں جو ہم لوگوں نے اپنی طرف سے ذبح کیں اور ہم نے بچوں کو چھوڑ دیا بکیر بن اعین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال پیش کرکے یہ مسئلہ پوچھا امام نے فرمایا کہ چاہئے تو یہ تھا کہ ان جانوروں کو تم اپنے بچوں کی طرف سے ذبح کرتے اور خود روزہ رکھ لیتے۔ مگر جبکہ تم نے ایسا نہیں کیا تو اب ہر بچہ کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔ (التہذیب)

۳۔ عبدالرحمٰن بن اعین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حج تمتع کیا اور ہم نے احرام باندھا۔ اور ہمارے ہمراہ کچھ بچے بھی تھے۔ انہوں نے بھی احرام باندھا اور ہماری طرح تلبیہ بھی کہا۔ مگر ان کو بکریاں نہ مل سکیں۔ فرمایا ہر بچہ کی طرف سے اس کا ولی و سرپرست روزہ رکھے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ از اقسام حج میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

حج میں واجبی قربانی کا منیٰ میں ذبح کرنا واجب ہے اور اگر (مفردہ) کا احرام ہو تو پھر مکہ میں اور مستحبی قربانی میں (مکہ اور منیٰ میں) اختیار ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی قربانی لے کر ذی الحجہ کے (پہلے) عشرہ میں مکہ پہنچا فرمایا اگر واجبی قربانی ہے تو اسے صرف مکہ میں ذبح کرے۔ اور اگر واجبی نہیں ہے تو اگر چاہے تو مکہ میں ذبح کر سکتا ہے (اور منیٰ میں بھی) اور اگر حج قران میں اسے اشعار یا تقلید کی ہے تو پھر اسے قربانی والے دن ہی (بمقام منیٰ) ذبح کرے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے جو مکہ کے اندر اپنی قیام گاہ پر اپنی قربانی کا جو جانور ذبح کیا ہے اس پر اہل مکہ نے آپ پر زبان اعتراض دراز کی ہے؟ فرمایا پورا مکہ (ذبح خانہ) منحر ہے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے مستحبی قربانی پر محمول کیا ہے۔

۳۔ شعیب عقر قوفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں عمرہ (مفردہ میں) ایک اونٹ ہانک کر ہمراہ لایا ہوں اسے کہاں نحر کروں؟ فرمایا مکہ میں! فرمایا اسمیں سے کتنا دوں؟ فرمایا ایک ثلث خود کھا، ایک ثلث ھدیہ کر اور ایک ثلث صدقہ دے۔ (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص اپنے عمرہ (مفردہ میں) قربانی کا جانور ہانک کر لے جائے۔ تو اسے سر منڈوانے سے پہلے (مکہ میں) ذبح کر دے یعنی جو شخص عمرہ بجالاتے ہوئے قربانی کا جانور ہانک کر ہمراہ لائے تو وہ اس کے منحر یعنی صفا و مروہ کے درمیان جسے ''جزورہ'' کہتے ہیں میں ذبح کرے راوی نے عرض کیا کہ اور اگر عمرہ والے نے کفارہ کا جانور ذبح کرنا ہو تو کہاں کرے؟ فرمایا: مکہ میں مگر یہ کہ اسے حج تک مؤخر کر دے تو پھر منیٰ میں کرے مگر اس کا جلدی (مکہ میں) ذبح کرنا افضل ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی قربانی نہیں ہے مگر اونٹ کی اور کوئی ذبح نہیں مگر منیٰ میں۔ (التہذیب)

۶۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منیٰ پورے کا پورا مذبح ہے مگر اس کا افضل مقام مسجد (خیف) کے قریب ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے کفارات صید (باب ۵۱ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

جس شخص پر فدیہ (کفارہ) کا جانور ذبح کرنا لازم ہو اور وہ مکہ یا منیٰ میں ذبح نہ کر سکے تو وہ واپس گھر جا کر ذبح کر کے صدقہ کر سکتا ہے۔ اور اس شخص کا حکم جو اونٹ نحر کرنے کی منت مانے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حج سے اس طرح فارغ ہوتا ہے۔ کہ اس کے ذمہ (کفارہ) خون بہانا لازم ہو جاتا ہے۔ آیا اس کے لئے کافی ہے کہ واپس گھر جا کر ذبح کرے؟ فرمایا۔ ہاں۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے یہ بھی فرمایا وہ جانور ذبح کر کے صدقہ کر دے! اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اسطرح حج سے فارغ ہوتا ہے کہ اس کے ذمہ (کفارہ کا) خون ہے مگر وہ اس کا خون بہائے بغیر واپس گھر چلا جاتا ہے تو؟ فرمایا۔ ہاں گھر جا کر خون بہا دے اور اس سے کچھ خود بھی کھالے۔ (الفروع۔ التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ اس صورت پر محمول ہے کہ وہ اس مقدار کی قیمت ادا کر دے جو اس نے خود کھائی ہے یا یہ مستحبی خون بہانے پر محمول ہے (ورنہ وہ غربا و مساکین کا حق ہے اس سے خود نہیں کھا سکتا)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق ازرق صائغ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی نعمت کے شکرانہ میں بمقام کوفہ ایک اونٹ نحر کرنے کی منت مانی تو؟ فرمایا جہاں نحر کرنے کی منت مانی تھی وہیں نحر کرے۔ اور اگر اس کے نحر کرنے کی جگہ مقرر نہیں کی تھی۔ تو پھر خانہ خدا کے بالمقابل نحر کرے۔ (التہذیب)

باب ۶

بمقام منیٰ یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) کو یا اس کے تین دن بعد تک قربانی کرنا کافی ہے۔ اور منیٰ کے علاوہ دوسرے مقامات پر دسویں کے بعد دو دن تک جائز ہے۔ مگر یوم النحر کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ منیٰ میں کتنے دنوں تک قربانی ہو سکتی ہے؟ فرمایا چار دنوں تک! پھر عرض کیا اور منیٰ کے

علاوہ کتنے دنوں تک؟ فرمایا تین دنوں تک! پھر عرض کیا آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کہ عیدالاضحیٰ کے دو دن بعد واپس گھر پہنچا تو؟ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ تیسرے دن قربانی کرے؟ فرمایا۔ ہاں۔

(التہذیب، الاستبصار، البحار)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ منیٰ میں کتنے دنوں تک قربانی کی جاسکتی ہے؟ فرمایا چار دن تک! عرض کیا اور عام شہروں میں؟ فرمایا تین دن تک (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباواجداد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قربانی تین دن تک ہوسکتی ہے مگر افضل دن پہلا دن ہے (ایضاً)

۴۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرما رہے تھے کہ منیٰ میں قربانی (یوم النحر کے بعد) تین دنوں تک جائز ہے۔ اور جو (اسکے عوض) روزہ رکھنا چاہے وہ اس وقت تک نہ رکھے جب تک تین دن (ایام تشریق) نہ گزر جائیں اور عام شہروں میں (افضل) قربانی ایک دن ہے اور جو اس کے عوض روزے رکھنا چاہے وہ دوسرے دن رکھ سکتا ہے (کتب اربعہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے فرمایا۔ یوم النحر کے بعد (منیٰ میں) قربانی دو دن تک ہے۔ اور عام شہروں میں صرف ایک دن ہے

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے ان ایام پر محمول کیا ہے۔ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے (ایام تشریق) اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے افضلیت پر محمول کیا جائے۔

باب ۷

کوئی عذر موجود ہو تو رات کے وقت قربانی کے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر خوف زدہ آدمی رات کے وقت رمی جمرات کرے، اور رات کے وقت ہی قربانی کرے اور پھر راتوں رات لوٹ آئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے خائف کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ رات کے وقت جانور ذبح کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

باب ۸

قربانی کے جانور کا اونٹ، گائے (بھینس) اور بھیڑ بکری کی قسم سے ہونا ضروری ہے اور اونٹ کو دوسری قسموں پر اور اس کے بعد گائے کو ترجیح دینا مستحب ہے اور پہاڑی اور بختاتی (خراسانی) کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا "پھر اپنی قربانی خرید" اگر اونٹ یا گائے کی قسم سے ہو۔ ورنہ موٹے تر مینڈھے کی قربانی دے اگر وہ بھی نہ مل سکے تو پھر (خصیتین) کوٹے ہوئے دنبہ کی قربانی کردے اور اگر وہ بھی نہ مل سکے تو پھر بکرے کی قربانی دی جائے اور اگر وہ بھی دستیاب نہ ہو تو پھر جو کچھ میسر ہو اور شعائر اللہ کی تعظیم کر۔ (التہذیب)

۲۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر قربانی کا جانور اونٹ یا گائے ہو تو پھر وہ ثنیہ[1] ہونا چاہئے اور اگر بھیڑ یا دنبہ ہے تو پھر ثنیہ یا جذعہ (جس کے چھ ماہ مکمل ہو اور ساتویں میں داخل ہو) ہونا چاہئے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کے جانور کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا حج میں افضل قربانی اونٹ اور گائے ہے (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بعض خوارج نے مجھ سے سوال کیا؟ ﴿من الضأ اثنین و من المعز اثنین قل الذکرین ام الانثیین و من الابل اثنین و من البقر اثنین﴾ اس نے کہا کہ ان میں سے کونسے حلال ہیں اور کونسے حرام؟ مگر میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا چنانچہ جب میں حج پر گیا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو تمام ماجرا سنایا آپ نے فرمایا بمقام منیٰ قربانی میں اہلی دنبہ اور بکرا حلال کیا گیا ہے اور پہاڑی حرام قرار دیا گیا۔ اسی طرح اونٹ میں سے عراب (اصیل) کو حلال اور بختاتی (خراسانی) کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور گائے اور اہلی گائے کو حلال اور پہاڑی کو حرام قرار دیا گیا۔ پس جب میں واپس لوٹ کر گیا۔ تو اس شخص کو اس کے سوال کا جواب دیا۔ اس نے کہا یہ وہ جواب ہے جسے اونٹ حجاز سے اٹھا کر لائے ہیں۔ (الفروع، الفقیہ)

---

[1] ثنی اگر گائے یا بکری ہو تو اسے کہتے ہیں جس کی عمر ایک سال مکمل ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو اور اگر اونٹ ہے تو پانچ سال کا ہو اور مہینے میں داخل ہو۔ (شرح لمعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳ و ۳۲ وغیرہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۹

اونٹ اور گائے میں سے مادہ کو اور بھیڑ بکری میں سے نر کو ترجیح دینا مستحب ہے اور نر بیل اور نر اونٹ کی قربانی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے۔)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اونٹوں گائیوں میں سے مادہ افضل ہیں۔ مگر ان کے نر بھی مجزی ہیں۔ (التہذیب، المقنع)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر مادہ نہ ملیں تو اونٹ اور گائے کے نر بھی مجزی ہیں۔ مگر مادہ افضل ہیں۔ (التہذیب)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادقؑ) سے قربانی کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حج میں افضل ترین قربانی اونٹ اور گائے میں سے مادہ کی ہے۔ اور نر بیل اور نر اونٹ کی قربانی نہ کر۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اونٹ اور گائے کی قسم سے کونسے جانور کی قربانی افضل ہے؟ فرمایا ان کے مادہ کی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۲ و ۱۴ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۱۰

حج تمتع کرنے والے کے لئے ایک بکری کافی ہے اور زیادہ دینا مستحب ہے اور یہی حکم مستحبی قربانی کا ہے

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی باسناد خود ابوعبید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس ارشاد "فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی" (جو حج تمتع کرے وہ بقدر گنجائش قربانی کرے) کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ایک بکری ہے۔ (الفروع)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج تمتع میں ایک بکری کافی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی والے دن مینڈھے ذبح کرتے تھے ایک اپنی جانب سے اور دوسرا اپنی امت میں سے قربانی کا جانور نہ رکھنے والوں کی جانب سے اور حضرت امیرؑ دو مینڈھے ذبح کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے دوسرا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے (ایضا)

۴ حضرت شیخ طوسی علیہ رحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات المومنین کی جانب سے ہر ایک کی جانب سے ایک گائے ذبح کی اور اپنی طرف سے چھیاسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے۔ اور حضرت امیرؑ نے چونتیس اونٹ نحر کئے (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مستحبی قربانی میں) اپنی تمام ازواج کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔ (الفقیہ)

۶۔ حسن بن عبداللہ بن محمد رازی حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسینگ والے اور سفید وسیاہ رنگ والے مینڈھے ذبح کرتے تھے۔ (عیون الاخبار)

۷۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد ایزدی "فان احصرتم فماستیسر من الهدی" (اگر تم بیماری کی وجہ سے) رک جاؤ تو جو میسر ہو وہ قربانی کرو)۔ کے بارے میں فرمایا اس کے لئے ایک بکری کافی ہے۔ اور اونٹ اور گائے افضل ہے (تفسیر عیاشی)

۸۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر تم حج تمتع کرو تو جو میسر آئے وہ کرنا واجب ہے۔ یا اونٹ (جو افضل ہے) یا گائے (جو نمبر ۲ پر ہے) یا بکری (جو تیسرے درجہ پر ہے) اور اگر کسی کو قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر وہ روزہ رکھے۔ جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ فرمایا جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حج تمتع کا حکم نازل ہوا تو آپ اس وقت سعی سے فارغ ہونے کے بعد مروہ پر موجود تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۲ و ۴۰ و ۶۰ میں) بیان کی جائینگی۔

باب ۱۱

سن وسال کی اعتبار سے واجبی اور مستحبی قربانی میں کم ازکم بھیڑ دنبے میں جذع[1] بکری اور اونٹ میں ثنی[2] اور گائے ہو تو اس کا تبیع[3] ہونا ضروری ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے (قربانی میں) اونٹ ہو تو ثنی، گائے ہو تو ثنیہ، بکری ہو تو ثنیہ اور بھیڑ ہو تو جذع ہو۔ (التہذیب)

۲۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر قربانی کا جانور بھیڑ دنبہ ہو تو وہ جذع (سات ماہ) کا ہو اور اگر بکری ہے تو مثنی (ایک سال مکمل اور دوسرے میں داخل ہو) کافی ہے (ایضاً)

۳۔ حماد بن عثمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ بکری کے لئے کم ترین وہ سن وسال کیا ہے جو قربانی میں مجزی ہے؟ فرمایا اگر بھیڑ دنبہ ہے تو جذع ہو۔ اور اگر بکری ہے تو جذع کافی نہیں ہے (بلکہ ثنیہ ہونا لازم ہے) میں نے عرض کیا ایسا کیوں ہے؟ فرمایا بھیڑ دنبے میں جذع ہو (چھ سات ماہ کی ہو) تو حاملہ ہو جاتی ہے۔ مگر بکری اس عمر میں حاملہ نہیں ہوتی۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع، المحاسن، الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ (قربانی میں) اونٹ اور گائے میں سے کس (قسم) کی قربانی افضل ہے؟ (نر کی یا مادہ کی؟) فرمایا مادہ افضل ہے۔ پھر سوال کیا۔ کہ ان کی عمریں کیا ہوں؟ فرمایا گائے تو جس سن وسال کی ہو مضر نہیں ہے مگر اونٹ کے لئے کم ازکم ثنی یا اس سے زائد ہونا لازم ہے (الفروع، التہذیب)

۵۔ محمد بن عمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ گائے تبیع ہو (ایک سال سے دوسال

---

[1] جو مکمل سات ماہ کا ہو۔ اور بقولے چھ ماہ مکمل ہوں اور ساتویں میں داخل ہو۔ (شرح لمعہ)

[2] گائے اور بکری کو ثنی کہا جاتا ہے جس کا ایک سال مکمل ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو اور اگر اونٹ ہے تو پانچ سال مکمل ہو چھٹے سال میں داخل ہو۔

[3] ایک سال سے دوسرے سال میں میں داخل ہو (ایضاً)

تک) یا مسنّہ ہو (دو سال سے تین سال تک) ہو اس میں کوئی فرق نہیں ہے (الفروع)

۶۔ سلمہ ابو حفص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت علی علیہ السلام قربانی کے جانوروں کے کان کاٹنے کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر ان میں سوراخ کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے اور (سن و سال کے لحاظ سے) فرماتے تھے کہ اونٹ ہوں تو ثنی ہوں (پانچ سال مکمل اور چھٹے سال میں داخل) اور اگر بکری ہو تو بھی ثنی (ایک سال مکمل اور دوسرے سال میں داخل) اور اگر بھیڑ اور دنبہ ہو تو جذع (چھ سات ماہ کا مکمل) ہو اور ساتویں میں داخل ہو۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے عید الاضحیٰ کے دن خطبہ دیا (پھر انہوں نے وہ خطبہ ذکر کیا ہے) کہ آپ نے اس میں فرمایا اور تم میں سے جو شخص جذع (چھ سات ماہ کی) بکری کی قربانی کریگا وہ کافی نہ ہوگی۔ لیکن اگر جذع بھیڑ دنبے کی قربانی کرے گا تو کافی ہوگی۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ قربانی میں مجزی نہیں مگر وہ اونٹ جو ثنی ہو۔ یعنی جس کے پانچ سال مکمل ہوں اور چھٹے میں داخل ہو اور بکری اور گائے بھی کافی نہیں مگر وہ جو ثنی ہو یعنی جس کا ایک سال مکمل ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو اور اگر بھیڑ یا دنبہ ہو تو پھر جذع ہو یعنی جس کا ایک سال مکمل ہو۔[1] (ایضاً)

باب ۱۲

واجبی قربانی کا جانور اگر نر ہو تو جفتی کے قابل ہو۔ لہٰذا خصی اور خصیہ نکالا ہوا کافی نہیں ہے اور یہی حکم مستحبی قربانی کا ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ اماميں علیہم السلام میں سے ایک امام سے قربانی کے جانور کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا سینگ والا ہو نر ہو۔ میں نے پوچھا کہ آیا خصی جانور کی قربانی کی جائے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

---

[1] قربانی کے جانوروں کے سن و سال کے بارے میں جو فقہاء کرام کے فتاویٰ میں جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ محض اس وجہ سے ہے کہ احادیث میں سن و سال کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ بلکہ ان میں صرف بعض اصطلاحی الفاظ وارد ہیں جیسے جذع، ثنی تبیع، مسنہ وغیرہ اور پھر ان الفاظ کی تشریح میں ارباب لغت میں قدرے اختلاف ہے۔ بہرحال مشہور و منصور قول وہی ہے جسے حضرت شیخ صدوق نے اختیار کیا ہے سوائے آخری حصہ کے کہ جس میں انہوں نے بھیڑ اور دنبہ کے لئے ایک سال کا ہونا لکھا ہے۔ جب کہ مشہور یہ ہے کہ جب وہ چھ ماہ کا مکمل ہو اور ساتویں میں داخل ہو تو کافی ہے (جب کہ شرح لمعہ) (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ عبدالرحمن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور خریدا اور جب اسے ذبح کیا تو پتہ چلا کہ وہ خصیتین کوٹا ہوا خصی ہے۔ پہلے معلوم نہیں تھا کہ خصی کی قربانی مجزی نہیں ہے۔ آیا یہی قربانی کافی ہے یا اس کا اعادہ کرے۔ فرمایا: مجزی نہیں مگر یہ کہ اس کا (اسے اعادہ کی) طاقت نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے مینڈھا خریدا اور اسے خصی پایا۔ تو؟ فرمایا اگر وہ شخص مالدار ہے تو اس کی جگہ اور جانور خریدے (جو خصی نہ ہو) (ایضاً)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ وہ (مادہ) بھیڑ جو موٹی ہو وہ اس بھیڑ کے نر سے افضل ہے جو خصی ہو فرمایا: اور موٹا تازہ مینڈھا خصی (مینڈھے) سے اور مادہ سے افضل ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ سے سوال کیا کہ خصی نر اور مادہ میں سے کون سا افضل ہے؟ فرمایا مجھے خصی سے زیادہ مادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۵۔ احمد بن محمد بن ابی نصر بیان کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ خصی جانور کی قربانی کی جاسکتی ہے؟ فرمایا: اگر (صرف) گوشت (کھانے) کا ارادہ ہے تو اسے لازم پکڑو (اور اگر قربانی کرنا چاہتے ہو تو وہ مجزی نہیں ہے۔) (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث کی ضمن میں پوچھا گیا کہ آیا خصی جانور کی قربانی دی جاسکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ اس کے اور کوئی (جانور) موجود نہ ہو۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ خصی جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ناقص ہے۔ ہاں البتہ خصیہ کوٹا ہوا کی جائز ہے۔ (عیون الخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اسکے بعد (باب ۱۷ اور ۲۱ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

مستحب ہے کہ اس مینڈھے کو ترجیح دی جائے جو سینگوں والا اور ایسا موٹا اور سفید و سیاہ رنگ والا ہو جو دیکھے تو سیاہی میں چارہ کھائے تو سیاہی میں اور چلے تو سیاہی میں۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ اس مینڈھے کی قربانی کرتے تھے۔ جو سینگ والا اور نر ہوتا تھا اور (ایسا موٹا تازہ ہوتا تھا) جو دیکھتا تھا تو سیاہی میں اور چلتا تھا تو سیاہی میں اور کھاتا تو سیاہی میں (ایضاً)

۲۔ محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے قربانی کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: سینگ والا ہو، نر ہو موٹا ہو، بڑی آنکھوں اور بڑے کانوں والا ہو۔ فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ ایسے منڈھے کی قربانی کرتے تھے جو سینگ والا، بڑا اور نر ہوتا تھا جو سیاہی میں کھاتا اور سیاہی میں دیکھتا تھا[1] (فرمایا) اگر ایسا نہ مل سکے تو خدا سب سے بڑا عذر قبول کرنے والا ہے (ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمھاری قربانی کے جانور موٹے ہونے چاہیں کیونکہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس چیز کو مستحب جانتے تھے کہ قربانی کا جانور موٹا ہو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سیاہ رنگ والے اور نر مینڈھے کی قربانی کر۔ اور اگر سیاہ رنگ والا نہ ملے تو پھر ایسے سینگ والے نر کی کر جو چارہ کھائے تو سیاہی میں، پانی پیئے تو سیاہی میں دیکھے تو سیاہی میں۔ (الفروع)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا کہاں ارادہ کیا تھا؟ فرمایا جمرہ وسطیٰ کے پاس! پھر پوچھا جناب ابراہیم علیہ السلام کے مینڈھے کا رنگ کیا تھا اور وہ اترا کہاں تھا؟ فرمایا: اس کا سفید و سیاہ رنگ تھا اور سینگ والا تھا۔ جو آسمان سے مسجد منیٰ کے دائیں جانب پہاڑ پر اترا تھا۔ جو چلتا تھا تو سیاہی میں، کھاتا تھا تو سیاہی میں، دیکھتا تھا تو سیاہی میں، مینگنی اور پیشاب کرتا تھا تو سیاہی میں۔ (ایضاً)

۶۔ عبدالرحمن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا تمہاری سرزمین میں مینڈھا اونٹ سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے عید قربان کے دن خطبہ دیا (پھر وہ خطبہ ذکر کیا ہے) منجملہ اس کے جو کچھ اس میں فرمایا یہ بھی تھا کہ قربانی کی تکمیل اس میں ہے کہ جانور کی آنکھ اور کان اچھی

---

[1] اس قسم کی حدیثوں کے مفہوم بیان کئے گئے ہیں (۱) اس جانور کے تین اعضا سیاہ ہوں آنکھ، پاؤں اور پیٹ (۲) موٹاپے اور جسامت کی وجہ سے اس کا سایہ دراز ہو جو سیاہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے گویا وہ کھائے سیاہی میں۔ دیکھے تو سیاہی میں اور پانی پیئے تو سیاہی میں (۳) یا سواد سے مراد یہاں سبزہ ہے۔ کہ وہ سبزہ زار میں ایک مدت دراز تک چرنے چگنے کی وجہ سے موٹا ہو جائے (شرح لمعہ) (احقر مترجم عفی عنہ)

طرح دیکھ لئے جائیں پس جب اس کی آنکھ اور کان سلامت ہوں تو بس قربانی مکمل ہے۔اور اگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔اور مذبح کی طرف پاؤں گھسیٹ کر چلے (لنگڑا ہو) تو وہ مجزی نہیں ہے۔ (الفقیہ)

باب ۱۴

بھیڑ دنبے کو بکری پر ترجیح دینا اور خصیہ کوٹے ہوئے پر نر مادہ بھیڑ کو ترجیح دینا ورنہ بکری کی قربانی دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا بھیڑ اور دنبہ کا نر خصیہ کوٹے سے افضل ہے۔ اور خصیہ کوٹا ہوا نر بھیڑ کی مادہ سے بہتر ہے اور بھیڑ بکری سے افضل ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ آیا (قربانی میں) بھیڑ آپ کو زیادہ پسند ہے یا بکری؟ فرمایا اگر بکری کا نر ہو (بکرا) تو وہ مجھے زیادہ پسند ہے اور اگر بکری ہو تو مجھے بھیڑ زیادہ پسند ہے۔عرض کیا خصی آپ کو زیادہ پسند ہے یا بھیڑ؟ فرمایا اگر خصیہ کوٹا ہوا ہو تو وہ مجھے بھیڑ سے زیادہ پسند ہے اور اگر خصی تو پھر بھیڑ زیادہ پسند ہے (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ میں) گزر چکی ہیں

باب ۱۵

بھینس کی قربانی کرنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ریان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ مستحبی قربانی میں بھینس کتنے آدمیوں کی طرف سے کافی ہے؟ امام کا جواب آیا۔ اگر نر (بھینسا) ہے تو پھر صرف ایک آدمی کی طرف سے اور اگر مادہ (بھینس) ہے تو پھر سات کی طرف سے کافی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۱۶

ایسے کمزور جانور کی قربانی جائز نہیں ہے جس کے گردہ پر کچھ بھی چربی نہ ہو۔ مگر یہ کہ اسے موٹا سمجھ کر خریدے مگر (ذبح کرنے کے بعد) معلوم ہو کہ کمزور تھا۔ تو پھر کافی ہے اور یہی حکم اس کے برعکس کا ہے (کہ کمزور سمجھ کر خریدے مگر موٹا نکل آئے) اور اس بوڑھے جانور کی قربانی مجزی ہے جس کے اگلے دانت گر گئے ہوں۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر کوئی شخص قربانی کا جانور یہ سمجھ کر خریدے کہ موٹا ہے مگر وہ کمزور نکل آئے تو مجزی ہے۔ اور اگر کمزور کی نیت کر کے خریدے اور موٹا نکل آئے۔ تو بھی مجزی ہے۔ اور اگر کمزور سمجھ کر خریدے اور نکلے بھی کمزور تو پھر مجزی نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ فضل (فضیل) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک سال اپنی بیوی کے ہمراہ حج کیا۔ اور قربانی کے جانور کیاب ہو گئے۔ چنانچہ میں گیا اور دو بکریاں بڑی مہنگی خریدیں۔ جب (ان کو ذبح کر کے) ان کا چمڑا اتارا تو یہ دیکھ کر مجھے از حد پریشانی ہوئی کہ وہ بالکل لاغر و کمزور تھیں۔ پس میں ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا سنایا۔ فرمایا۔ اگر ان کے گردوں پر کچھ بھی چربی تھی تو پھر مجزی ہیں۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک روٹی کا صدقہ دینا کمزور جانور کے قربانی دینے سے بہتر ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اس بوڑھے جانور کی قربانی دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جس کے اگلے دانت گر چکے ہوں۔ فرمایا اگر تم اسے لاغر سمجھ کر خرید کرو مگر اسے موٹا پاؤ تو مجزی ہے اور اگر اسے کمزور سمجھ کر خریدو اور پھر اسے کمزور ہی پاؤ تو پھر مجزی نہیں ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ کلینی فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ لاغری اور کمزوری کا معیار یہ ہے کہ اس کے گردہ پہ کچھ بھی چربی نہ ہو (پس اس کی قربانی جائز نہیں ہے) (ایضاً)

باب ۱۷

مستحب مؤکد ہے کہ اس جانور کی قربانی کی جائے جو عرفہ کے دن حاضر کیا جائے اور اس میں فروخت کرنے والے کی خبر کافی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے آپ (حضرت امام رضاؑ) سے پوچھا گیا کہ خصی جانور کی قربانی کی جائے؟ فرمایا اگر صرف گوشت کھانے کا ارادہ ہے تو پھر اسے لازم پکڑو۔ اور فرمایا قربانی نہ کی جائے مگر اس جانور کی جسے عرفہ کے دن حاضر کیا جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم منیٰ میں بکریاں خریدتے ہیں۔ مگر ہم یہ نہیں جانتے کہ اسے عرفہ کے دن حاضر کیا گیا یا نہ فرمایا وہ لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔ لہذا تم اسکی قربانی کرو۔ (التہذیب)

۳۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایسی بکری خریدی جسے عرفہ کے دن حاضر نہیں کیا گیا؟ فرمایا اسے عرفہ کے دن حاضر کیا جائے یا نہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ خریدار نے خود اسے عرفہ میں حاضر نہ کیا ہو تو اس کے لئے فروخت کرنے والے کی خبر دینا کافی ہے۔ مگر اقرب یہ ہے کہ اسے جواز پر محمول کیا جائے۔

باب ۱۸

واجبی قربانی میں تو ایک جانور صرف ایک آدمی کیلئے کفایت کرتا ہے۔ مگر مستحبی قربانی میں ایک جانور پانچ، سات (بلکہ) ستر آدمیوں کیلئے کافی ہوتا ہے۔ ہاں البتہ مستحب یہ ہے کہ شریک کم ہوں۔

(اس باب میں کل بائیس احادیث ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی ۱۵ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ منیٰ میں ایک اونٹ یا ایک گائے ایک آدمی کے لئے کافی ہوتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ مستحبی قربانی میں اگر گائے کی قربانی کی جائے تو؟ فرمایا سات آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ (ایضاً، الفقیہ)

۳۔ محمد بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ایک گائے چند آدمیوں کیلئے کافی ہے؟ فرمایا واجبی قربانی میں تو ایسا کافی نہیں ہے۔ مگر مستحبی قربانی میں کافی ہے (ایضاً)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا بمقام منیٰ ایک گائے پانچ آدمیوں کی جانب سے کافی ہے۔ بشرطیکہ وہ ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاتے ہوں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اونٹ اور گائے جسے مستحبی قربانی میں ذبح کیا جائے تو وہ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔ خواہ وہ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہوں یا مختلف خاندانوں سے۔ (التہذیب، الاستبصار، الخصال، علل الشرائع)

۶۔ اسماعیل بن ابوزیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا وہ گائے جو جذعہ ہو (جس کا ایک سال کامل ہو اور دوسرے میں داخل ہو) وہ ایک ہی خاندان کے تین آدمیوں کے لئے اور جو مسنہ (تین سال کی ہو) وہ متفرق سات آدمیوں کے لئے اور اونٹ دس متفرق آدمیوں کے لئے کافی ہے (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ سوادہ القطان اور علی بن اسباط بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ پر قربان ہو جائیں۔ مکہ میں قربانی کے جانور کمیاب ہو گئے ہیں۔ لہذا اگر دو شخص ایک بکری میں شریک ہو جائیں تو آیا ان کی جانب سے مجزی ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ بلکہ ستر سے بھی (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگ حج تمتع کر رہے ہیں اور وہاں پر ہم رنگ رفیق سفر ہیں۔ مگر ایک خانوادہ کے نہیں ہیں ہاں البتہ انہوں نے سفر اکٹھا کیا ہے، خیمے اکٹھے نصب کئے ہیں اور قربانی کے جانور خاصے مہنگے ہیں۔ آیا وہ سب ملکر مشترکہ طور پر ایک گائے ذبح کر سکتے ہیں؟ فرمایا۔ خاص ضرورت اور مجبوری کے سواء میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۹۔ حمران بیان کرتے ہیں کہ ایک سال منیٰ میں جانوروں کی قیمتیں اس قدر چڑھ گئیں کہ ایک ایک اونٹ سو دینار تک پہنچ گیا تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا؟ فرمایا قربانی میں باہم دیگر شریک ہو جاؤ! میں نے عرض کیا کہ کس قدر؟ فرمایا جس قدر کم ہو بہتر ہے! عرض کیا کتنے آدمیوں سے ایک قربانی کافی ہے؟ فرمایا ستر سے۔ (ایضاً)

۱۰۔ سوادہ نامی شخص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قربانی کے جانور

کمیاب ہوگئے ہیں (تو لوگ کیا کریں) فرمایا چار آدمی باہم ملکر ایک اونٹ خرید لو اور اسے سب نحر کرو۔ عرض کیا۔ ہماری رقم اس کے لئے بھی کافی نہیں ہے! فرمایا پھر سب مل کر ایک بکری خرید لو اور سب ملکر اسے ذبح کرو۔ عرض کیا آیا وہ سات آدمیوں کے لئے کافی ہے؟ فرمایا ہاں۔ (بلکہ ستر کے لئے بھی!) (ایضاً)

۱۱۔ زید بن جہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حج تمتع کررہا ہے۔ مگر قربانی کا جانور نہیں پاتا تو؟ فرمایا آیا اسکے پاس ایک درھم بھی نہیں ہے کہ اپنی قوم کے پاس جائے اور اس سے کہے کہ یہ درہم لے کر مجھے بھی اپنی قربانی میں شریک کرو۔ (الفروع)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ وآلہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ سے مروی ہے کہ وہ علت جس کی وجہ ایک گائے پانچ آدمیوں کیلئے کافی ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو سامری نے گائے کے بچھڑے کی پرستش کا حکم دیا تھا وہ پانچ آدمی تھے اور انہوں نے ہی (کفارہ کے طور پر) ایک گائے خرید کر ذبح کی تھی۔ (الفقیہ)

۱۳۔ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک مینڈھا ایک آدمی اور اسکے تمام افراد خانہ کی طرف سے مجزی ہے۔ (ایضاً)۔

۱۴۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر گائے کی مستحق قربانی کی جائے؟ فرمایا متفرق سات آدمیوں کی طرف سے مجزی ہے۔ (اطفال، علل الشرائع)

۱۵۔ جناب علی بن جعفرؓ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کتنے آدمیون کی طرف سے ایک گائے کافی ہے؟ فرمایا گھر کا مالک اپنے نام سے پھر اس کی اور اس کے دوسرے افراد کی طرف سے کافی ہے۔ جبکہ وہ چار یا پانچ افراد ہوں۔ (بحار انوار)

باب ۱۹

قربانی کے جانوروں کی خرید وفروخت میں بحث وتمحیص جائز ہے اور فروخت کرنے میں گراں فروشی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہین جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سوادہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم چند آدمی بمقام منیٰ موجود تھے کہ قربانی کے جانور کمیاب ہوگئے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ریوڑ کے پاس کھڑے ہیں اور ان سے معاملہ طے کرنے میں سخت بحث وتمحیص فرما رہے ہیں۔ ہم نے بھی کھڑے ہوکر وہ منظر دیکھنا شروع کیا

جب امامؑ ادھر سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم لوگ میرے اس رویہ پر تعجب کر رہے ہو ہم نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا: جس کو دھوکہ دیا جائے۔ (تھوڑی قیمت کی چیز زیادہ قیمت پر فروخت کر دی جائے) وہ نا قابل ستائش ہوتا ہے اور نہ ہی لائق اجر۔ الحدیث (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حسین بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جبکہ ابو حنیفہ نے آپکی خدمت میں عرض کیا تھا کہ کل لوگوں نے بمقام عرفات (خرید فروخت میں) آپ کے لوگوں سے بحث و تمحیص کرنے پر سخت تعجب کیا فرمایا کہ "اس میں خدا کی رضا و خوشنودی نہیں ہے کہ میں اپنے مال میں دھوکہ کھاؤں! ابو حنیفہ۔ نہ بخدا واقعاً اس میں خدا کی تھوڑی یا زیادہ کوئی رضامندی نہیں ہے (پھر کہا) ہم جب بھی قابل اعتراض کوئی بات کرتے ہیں تو آپ اس کے جواب میں وہ بات کہتے ہیں جس سے نکلنے کا ہمیں کوئی راستہ ہی نظر نہیں آتا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آداب التجارہ (باب ۴۵ و ۶۴) میں بیان کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۰

جو شخص قربانی کا جانور خریدے اور پھر اس سے زیادہ موٹا خریدنے کا ارادہ کرے تو جائز ہے اور جب دوسرا خرید لے تو پھر پہلے کا فروخت کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک بکری خریدتا ہے اور پھر ارادہ کرتا ہے کہ اس سے زیادہ موٹی خرید لے تو؟ فرمایا بے شک خرید لے۔ اور جب یہ خرید لے تو پھر پہلی کو فروخت کر دے راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ امام نے بکری کہی تھی یا گائے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۱

واجبی قربانی کے جانور کا کامل الخلقت ہونا واجب ہے۔ لہذا واجبی قربانی میں ناقص الخلقت جانور مجزی نہیں ہے جبکہ مستحبی میں مجزی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مستحبی قربانی کے لئے ناقص جانور خریدتا ہے۔ جس کے نقص کا اسے خریدنے

کے بعد پتہ چلتا ہے آیا وہ مجزی ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ مگر یہ کہ قربانی واجب ہو کہ اس میں ناقص مجزی نہیں ہے (الفقیہ ،قرب الاسناد، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود شریح بن ہانی سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم قربانی کے جانوروں کے آنکھ اور کان کو خوب دیکھ لیں۔ اور ہمیں اس جانور کی (قربانی کرنے) ممانعت فرمائی جس کے کان میں سوراخ ہو اور آنکھ میں نقص ہو۔ اور جس کے اگلی طرف سے اور پچھلی طرف سے کان کٹا ہوا ہوں (التہذیب، معانی الاخبار، الفقیہ)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا لنگڑے جانور کی قربانی نہ کی جائے جس کی لنگڑاہٹ بالکل واضح ہو۔ اور نہ ہی اسکی جس کا کانا ہونا نمایاں ہو نہ عجفا کی اور نہ ہی خرقا کی اور نہ جذعاء کی اور نہ عضباء کی۔ (فرمایا) عضباء وہ جانور ہے جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہوں اور جذعاء وہ ہے جس کا کان کٹا ہوا ہو (ایضاً کذافی الفروع)

۴۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا قربانی کی تکمیل اس میں ہے کہ اس کے کان کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے (کٹا ہوا نہ ہو) اور اس کی آنکھ صحیح سلامت ہو۔ پس جب اس کے کان اور آنکھ درست ہوں تو پھر قربانی تام وتمام ہے۔ اگر چہ اس کا کان کٹا ہوا ہو اور مذبح کی طرف پاؤں گھسیٹ کر جائے (نہج البلاغہ)

مگر حضرت شیخ صدوق کی روایت میں یہ آخری جملہ یوں ہے۔ کہ (وھوالاظہر وعلیہ الفتویٰ) ''اگر اس کا کان کٹا ہوا ہو یا پاؤں گھسیٹ کر مذبح کی طرف جائے تو پھر مجزی نہیں ہے'' (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ مستحب پر محمول ہے (کہ اسے مجزی نہ سمجھا جائے)

باب ۲۲

جس جانور کا سینگ کے ظاہری خول ٹوٹا ہوا ہو جبکہ اندرونی حصہ سلامت ہو تو اس کی قربانی مجزی ہے اور یہی حکم اس جانور کا ہے جس کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے قربانی کے اس جانور کے بارے میں جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔ فرمایا۔ اگر سینگ کا اندرونی حصہ صحیح وسالم ہے تو پھر مجزی ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ قربانی کا جانور ایسا بوڑھا ہے کہ اسکے اگلے دانت ٹوٹ گئے ہیں آیا اس کی قربانی مجزی ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک جانور کا سینگ کٹا ہوا ہے یا ٹوٹا ہوا ہے آیا اس کی قربانی جائز ہے؟ فرمایا۔ جب اس کا اندرونی حصہ صحیح وسالم ہو تو پھر مجزی ہے اگرچہ اس کا ظاہری حصہ کٹا ہوا ہو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ و ۲۱ میں) گزر چکی ہیں

باب ۲۳

کان پھٹے جانور کی قربانی مجزی ہے جبکہ کان کٹے کی مکروہ ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے اور وہ باسناد خود امامین علیہما السلام سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا۔ کہ وہ قربانی کا جانور جس کا کان پھٹا ہوا ہو یا اس میں کوئی علامتی سوراخ ہو تو؟ فرمایا۔ جب تک بالکل کاٹا ہوا نہ ہو تب تک کوئی مضائقہ نہیں ہے (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ جانور جس کا کان پھٹا ہوا ہو اس کی قربانی کیسی ہے؟ فرمایا اگر علامت کے طور پر پھٹا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ویسے پھٹا ہوا ہو تو پھر درست نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیث اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں

باب ۲۴

جو شخص یہ سمجھ کر قربانی کا جانور خرید کرے کہ وہ کامل ہے۔ مگر بعد میں ناقص ظاہر ہو تو وہ مجزی نہیں ہے سوائے اس صورت کے جب کہ کامل نہ مل سکے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے قربانی کا جانور خریدا اور (خریدنے کے بعد) اس میں کانا پن یا کوئی اور عیب ظاہر ہو؟ فرمایا۔ اگر اس کی قیمت نقد دے چکا ہے تو پھر مجزی ہے اور اگر قیمت نہیں دی تو پھر اسے

واپس کر کے دوسرا کامل خریدے (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے لاعلمی میں قربانی کا ایسا جانور خریدا جو کانا تھا۔ جس کا اسے خریدنے کے بعد علم ہوا۔ آیا وہ مجزی ہے؟ فرمایا۔ہاں۔مگر یہ کہ وہ واجبی قربانی ہو کیونکہ اس میں ناقص کی قربانی مجزی نہیں ہے۔(التہذیب)

۳۔ عمران حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قربانی کا ایسا جانور خریدے جس میں کوئی عیب و نقص ہو۔مگر اسے اس کا پتہ اس وقت چلے جب قیمت ادا کر چکے تو پھر وہ مجزی ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس کا واپس کرنا متعذر ہو۔

باب ۲۵

جب قربانی کا جانور (منیٰ) پہنچنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو اگر قربانی واجب ہو تو اس کا بدل لازم ہے۔اور اگر مستحبی ہے تو اس کا بدل لازم نہیں ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا۔کہ قربانی کا وہ جانور جسے اشعار و تقلید کی جائے۔مگر (ذبح تک) پہنچنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو؟ فرمایا اگر مستحبی قربانی ہے تو پھر اس پر دوسرا جانور لازم نہیں ہے۔اور اگر کفارہ کی ہے یا منت کی ہے تو اس پر اس کا بدل لازم ہے (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور خریدا۔اور اس کا کوئی عضو یا سینگ ٹوٹ گیا تو؟ فرمایا: اگر وہ مضمون ہے (جس کی ادائیگی لازم ہے) یعنی منت یا کفارہ یا قسم کا ہے تو پھر اس کی جگہ صحیح و سالم جانور لازم ہے۔اور وہ اس سے کھا بھی سکتا ہے اور اگر مضمون نہیں ہے تو۔پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے اسے مستحبی قربانی سے کھانے پر محمول کیا ہے۔ مگر اقرب یہ ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ وہ جس قدر کھائے اسکی قیمت ادا کردے۔

۳۔ نیز معاویہ بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پوچھا کہ جب قربانی کا جانور مذبح تک پہنچنے سے پہلے ہلاک ہوجائے تو آیا وہ مجزی ہے؟ فرمایا: اگر مستحبی ہے تو (جہاں مرنے لگے) وہیں ذبح کردے اور ایسے لوگ اس سے کھائیں خواہ مذبح تک پہنچے یا نہ پہنچے وہ ہرحال مجزی ہے اور اس پر کوئی فدیہ وغیرہ نہیں ہے۔ اور اگر جانور مضمون ہے (منت وغیرہ کا ہے) تو ایک تو اس سے کھا نہیں سکتا۔ خواہ مذبح تک پہنچے یا نہ اور اگر نہ پہنچ سکے تو اس کی جگہ اس پر اس کا بدل لازم ہے (ایضاً، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کے لئے قربانی کا جانور خریدا اور اپنی قیام گاہ پر لاکر باندھا۔ مگر وہ کھل گیا۔ اور ہلاک ہوگیا۔ آیا وہی مجزی ہے یا اور خریدے؟ فرمایا: وہ مجزی نہیں ہے مگر یہ کہ (دوسرا جانور خریدنے کی) اسے قوت نہ ہو۔ (کتب اربعہ)

۵۔ حریز بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص مستحبی قربانی کے لئے قربانی کا جانور ہانک کر لائے اور وہ (راستہ میں) ہلاک ہوجائے تو اس پر کچھ نہیں ہے اسے وہیں نحر (یا ذبح) کردے اور تقلید والے جوتے کو اس کے خون میں ڈبو کر اس کوہاں کے ایک کنارے پر مارے مزید اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر وہ جانور کسی کے کفارہ یا منت کا تھا اور (راستہ میں) ہلاک ہوگیا تو ایسا ہی کرے اور اس پر اس کے عوض دوسرا جانور ذبح کرنا لازم ہے (فرمایا) اور ہر وہ جانور جو حرم کے اندر داخل ہو کر ہلاک ہوجائے تو اس کے مالک پر اس کا بدل لازم نہیں ہے۔ خواہ وہ مستحبی قربانی کا ہو یا کوئی اور (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے اس آخری جملہ (حرم کے اندر) ہلاکت کو موت کے علاوہ کسی اور صورت پر محمول کیا ہے۔

۶۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو واجبی قربانی کا جانور بھیجے مگر وہ راستہ میں ہلاک ہوجائے اور اس کے پاس دوبارہ قربانی کرنے کی مالی گنجائش نہ ہو؟ فرمایا خدا عذر قبول کرنے میں سب سے اولیٰ ہے مگر یہ کہ وہ جانتا ہو کہ اگر اس نے (لوگوں سے) سوال کیا تو اسے عطا کیا جائے گا (پھر مانگ تانگ کر بھی قربانی کرے) (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کے بعد (باب ۲۶ و ۳۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

قربانی کا جانور جب بیمار ہو جائے یا اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے اور مذبح تک زندہ پہنچ جائے تو مجزی ہے ورنہ اگر واجبی قربانی ہے تو اس کا بدل واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور بھیجا۔ جو کہ موٹا تازہ تھا مگر وہ بیمار ہو گیا اور اس کی آنکھ خراب ہوگئی مگر زندہ مذبح تک پہنچ گیا تو؟ فرمایا اسی کو ذبح کردے وہ اس کے لئے مجزی ہے۔
(الفروع، الاستبصار وکذا فی المقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور بھیجا۔ اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا تو؟ فرمایا: اگر تو وہ مضمون ہے اور مضمون سے مراد یہ ہے کہ وہ منت یا کفارہ کا جانور ہو۔ تو پھر اس کا بدلنا لازم ہے۔ اور اگر مضمون نہیں ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ و ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۷

وہ واجبی قربانی جو ٹوٹ پھوٹ جائے تو اگر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ میں دے دی جائے اور اس کی جگہ دوسرا جانور معین کیا جائے تو جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کسی واجبی قربانی کے جانور کا کوئی عضو ٹوٹ جائے۔ یا ہلاکت کے قریب ہو جائے تو آیا اس کا مالک اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے کوئی دوسرا جانور خرید سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اسے فروخت کردے اور اسکی قیمت صدقہ میں دیدے۔ اور اس کی جگہ دوسرا جانور معین کیا جائے تو جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ان سے یہی سوال کیا تو امام نے جواب میں فرمایا: کہ اسے فروخت نہ کرے۔ اور اگر کرے تو اس کی قیمت صدقہ کردے اور دوسری کی قربانی دے۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۸

جو شخص کوئی گم شدہ قربانی پائے تو اس پر واجب ہے کہ تیرویں ذی الحجہ تک اس کا اعلان کرے اورا گر اسے اس کا مالک نہ ملے تو اس پر لازم ہے کہ اس کے مالک کی طرف سے ذبح کردے اور وہ اپنے مالک کی طرف سے مجزی بھی ہوگی بشرطیکہ منیٰ میں ذبح کی جائے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب کسی شخص کو قربانی کا گم شدہ جانور ملے تو وہ نحر والے دن اور دوسرے دن اور تیسرے دن تک اس کا اعلان کرے اگر اس اثنا میں اس کا مالک مل جائے تو فبہا ورنہ تیسرے دن کی شام کو اسے اس کی طرف سے ذبح کردے (التہذیب، الفروع)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس کی قربانی گم ہوگئی اور وہ ایک دوسرے شخص کو ملا اور اس نے اسے (اس کی طرف) سے نحر کردیا۔ فرمایا اگر اس نے اسے منیٰ میں نحر کردیا ہے تو وہ اس کے مالک کی طرف سے مجزی ہے۔ اور اگر منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ نحر کیا ہے۔ تو پھر مالک کی طرف سے مجزی نہیں ہے (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کوئی شخص گم شدہ اونٹنی پائے تو (اسکے مالک کی طرف سے اسے نحر کردے) اور اس پر کوئی ایسی علامت لگادے جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ (الفقیہ)

باب ۲۹

جو شخص کسی اور کیطرف سے قربانی کا جانور ذبح کرے اور اس کا نام لینے میں غلطی کرے تو اس کے مالک کی طرف سے مجزی ہے اسی طرح اگر اسے نام بھول جائے یا سرے سے نام ہی نہ لے اور بعد میں یاد آجائے (تب بھی مجزی ہے) اور جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے تو اس کے لئے ایک ہی جانور کافی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ قربانی کرنے والا مالک کا اصل نام بھول جائے۔ اور غلطی سے کسی اور کا نام لے لے تو آیا

وہ قربانی اصلی مالک کی طرف سے مجزی ہوگی یا نہ؟ فرمایا ہاں۔ اس کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہے (التہذیب، الفقیہ، بحارالانوار، قرب لاسناد)

۲۔ جناب طبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام العصر علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا۔ جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک غیر حاضر شخص کے لئے قربانی کا جانور خریدا اور اس نے اس سے خواہش کی کہ وہ اس کی طرف سے اسے منیٰ میں ذبح کرے۔ اور اس نے جب جانور ذبح کرنا چاہا تو وہ اس شخص کا نام بھول گیا اور اسی حالت میں قربانی ذبح کردی اور نام بعد میں یاد آیا یہ قربانی اس شخص کی طرف سے مجزی ہے یا نہ؟ امام نے جواب میں لکھا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے وہ قربانی مالک کی طرف سے مجزی ہے (الاحتجاج الغیبہ)

۳۔ نیز جناب حمیریؒ نے حضرت امام زمانہؑ کی خدمت میں خط لکھا جسمیں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے نیابتی حج کرتا ہے۔ آیا اسے اس بات کی ضرورت ہے کہ احرام باندھتے وقت اس شخص کا نام لے۔ اور قربانی کرتے وقت بھی اس پر کیا لازم ہے کہ اس کی طرف سے الگ اور اپنی طرف سے الگ قربانی کرے یا ایک ہی جانور کافی ہے؟۔ امام علیہ السلام کا جواب موصول ہوا کہ ایک قربانی (دونوں کے لئے) کافی ہے اور احرام کے وقت اس کا نام لے اور اگر نہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (الاحتجاج الغیبہ)

باب ۳۰

قربانی کے اس جانور کا حکم جو کسی کی تقصیر وکوتاہی کے بغیر بمقام منیٰ مرجائے یا چوری ہوجائے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے قربانی کا جانور خریدا مگر قبل اس کے وہ ذبح کرتا وہ مرگیا یا چوری ہوگیا تو؟ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس کے عوض دوسری قربانی کرے تو افضل ہے اور اگر نہ خریدے تو اس پر کچھ نہیں ہے (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور وہ اپنی کتاب میں کئی راویوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے (قربانی کے لئے) ایک بکری خریدی۔ مگر وہ (ذبح سے پہلے) چوری ہوگئی یا ہلاک ہوگئی؟ فرمایا اگر اس نے اسے اپنی اقامت گاہ میں باندھ دیا تھا اور اسکے باوجود ضائع ہوگئی تو پھر اس کی طرف سے مجزی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حسن ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میرے والد نے میرے لئے بمقام منیٰ بکری خریدی۔ جو چرالی گئی! میرے والد نے مجھے حکم دیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ مسئلہ پوچھو۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا تمام ماجرا بیان کیا۔ امام نے فرمایا: بمقام منیٰ جس قدر بکریوں کی قربانی دی گئی ہے تیری بکری سے بہتر کوئی بکری نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ علی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ جب تم اپنی قربانی خریدو۔ اور اسے اپنی اقامت گاہ میں باندھ بھی دو۔ تو پھر وہ قربانی اپنے حلال ہونے کے مقام پر پہنچ گئی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۳۹ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳۱

جب قربانی کا جانور (منیٰ) پہنچنے سے عاجز ہو جائے۔ اور مالک کو وہاں کوئی ایسا آدمی بھی نہ ملے جس پر صدقہ کرے تو اس کے لئے وہیں ذبح کرنا یا نحر کرنا کافی ہے۔ البتہ اس پر کوئی علامت لگا دے جس سے ظاہر ہو کہ یہ قربانی ہے۔ اور جو وہاں سے گزرے اسکے لئے اس کا کھانا جائز ہے۔ اور اس قربانی کا حکم جو حرم کے اندر پہنچ کر ہلاک ہو جائے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں سے جن میں تین مکررات قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص قربانی کا جانور ہانک کر لا رہا تھا کہ وہ ایک ایسی جگہ ہلاک ہونے لگا کہ وہاں کسی کو بطور صدقہ دینا ممکن نہ تھا۔ اور نہ کوئی ایسا شخص موجود تھا جس کو یہ بتا سکیں کہ وہ کیا کریں؟ فرمایا اس کو وہیں ذبح کرو اور ایک تحریر لکھ کر اس کے اوپر رکھ دیں کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔ تا کہ جو شخص وہاں سے گزرے اسے معلوم ہو جائے (اور وہ اسے کھا سکیں) الفقیہ، کذا فی التہذیب)

۲۔ علی بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص قربانی کا اونٹ ہانک کر ہمراہ لے جا رہا تھا اپنے محل پر پہنچنے سے پہلے اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ یا وہ موت و ہلاکت کے قریب پہنچ گیا تو؟ فرمایا اگر ممکن ہو تو اس کا تزکیہ کریں۔ اور اس جوتے کو جو اس کے گلے میں لٹکایا ہوا تھا اس کے خون سے لتھڑے (اور اسے پھر وہیں رکھ دے) تا کہ جو شخص وہاں سے گزرے اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا تزکیہ ہو چکا ہے۔ تا کہ اگر وہ اس کا گوشت کھانا چاہیں تو اسے کھا سکیں۔ (ایضاً)

۳۔ علل الشرائع کی روایت ہے جو بروایت حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور اس میں اضافہ بھی ہے فرمایا اگر وہ قربانی کا جانور جس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا ہلاک ہو گیا مضمون تھا (منت یا کفارہ یا واجب قربانی کا تھا) تو پھر اس شخص پر لازم ہے کہ اس ٹوٹے یا ہلاک شدہ جانور کے عوض اور جانور خریدے اور اگر مضمون نہ تھا بلکہ مستحبی قربانی تھا تو پھر اس پر اس عوض اور جانور خریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ چاہے کہ مستحب کام انجام دے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۲

جب قربانی کا جانور ہلاک ہو جائے یا کسی اور طرح ضائع ہو جائے اور مالک اس کے عوض اور جانور خریدے اور اس کے بعد وہ جانور دستیاب ہو جائے تو مالک ان میں جسے چاہے ذبح کر سکتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ اس (پہلے) کا اشعار یا تقلید کر چکا ہو تو پھر وہی متعین ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اونٹ خریدا اور اس کا اشعار (کوہان کو زخمی کرنے) یا تقلید (اس کے گلے میں جوتا ڈالنے) سے پہلے گم ہو گیا اور نہ مل سکا یہاں تک کہ وہ شخص بمقام منیٰ پہنچ گیا اور (اس کے عوض اور اونٹ خرید کر) نحر بھی کر دیا اور اس کے بعد وہ گمشدہ اونٹ مل گیا تو؟ فرمایا اگر ہنوز اس کا اشعار نہیں کیا تھا تو وہ اس کا ذاتی مال ہے۔ چاہے تو اسے نحر کر دے۔ لیکن اگر اس کا اشعار کر چکا تھا تو پھر اسے نحر کر دے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (قربانی کیلئے) مینڈھا خریدا۔ مگر وہ (منیٰ پہنچنے سے پہلے) ہلاک ہو گیا تو؟ فرمایا: اسکے عوض اور خریدے اس نے عرض کیا کہ اگر دوسرا خریدے اور بعد ازاں وہ پہلا مل جائے تو؟ فرمایا: اگر دونوں زندہ و موجود ہیں، تو پہلے کو ذبح کر دے اور دوسرے کو فروخت کر دے۔ اور چاہے تو اس کو بھی ذبح کر دے اور اگر دوسرے کو ذبح کر چکا ہو (تب پہلا ملے) تو پھر اسے بھی اسکے ساتھ ذبح کر دے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسی حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب پہلے کا اشعار کر چکا ہو کما تقدم اور اسے استحباب پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ مفسر عیاشی سے باسناد خود عبداللہ بن فرقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

قربانی کے جانور یہ ہیں اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری، اوراس وقت تک وہ واجب (معین) نہیں ہوتی جب تک اس پر کوئی چیز لٹکائی نہ جائے، یعنی جب اس کے گلے میں جوتا لٹکائے گا تو پھر وہ واجب معین ہوجائیگی، اور جو کچھ میسر ہو سے مراد بکری ہے (تفسیر عیاشی)

باب ۳۳

جو شخص قربانی کا جانور خریدے اوراس کو ذبح کردے اور پھر دوسرا شخص اس کی ملکیت کا دعویٰ کرکے بیّنہ (دو گواہ) پیش کردے تو فیصلہ اس کے حق میں ہوگا اوروہ اسے لے جائے گا مگراس جانور کی قربانی کسی کی طرف سے بھی مجزی نہ ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل (بن دراج) سے اوروہ بعض اصحاب سے اوروہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جس نے قربانی کا جانور خریدا اوراسے نحر بھی کردیا اور پھر وہاں سے ایک شخص گزرا جس نے اسے پہچان کر کہا کہ یہ اونٹ تو میرا ہے جو کل گم ہوگیا تھا۔ اوردو شخصوں نے اس کے حق میں گواہی بھی دی؟ اور فرمایا: وہ گوشت اسی پہلے شخص کو دے دیا جائے گا اوروہ قربانی کسی کی طرف سے بھی مجزی نہ ہوگی، فرمایا: اسی لئے سنت جاری ہوگئی ہے کہ جانور کا اشعار یا تقلید کی جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۳۴

قربانی کا جانور جب بچہ جنے تو دونوں کا ذبح یا نحر کرنا واجب ہے اوراس جانور پر سوار ہونا اور بوجھ لادنا اورضرورت کے وقت اس کا دودھ استعمال کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس سے اس جانور یا اس کے بچے کو نقصان نہ پہنچے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک اونٹنی کو ہانک کر لایا تو اس نے بچہ جنا تو؟ فرمایا اسے اوراس کے بچے کو نحر کردیں اورقربانی کا جانور مضمون (منت یا کفارہ وغیرہ) ہو اور ہلاک ہوجائے تو اس کی اور اسکے بچہ کی جگہ اور جانور خریدے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام اونٹنی ہانک کرلے جاتے اور پیدل چلنے والوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو اپنی اس اونٹنی پر سوار کرلیتے۔ فرمایا اگر کسی شخص کی سواری گم

ہو جائے اس کے ہمراہ اس کی اونٹنی موجود ہو تو اس پر سوار ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اسے نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہی اس پر زیادہ بوجھ ڈالے۔(ایضاً)

۳۔ یعقوب بن شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا، اگر ضرورت ہو تو آدمی اپنی قربانی کے جانور پر سوار ہو سکتا ہے؟ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس پر سوار ہو جائے مگر اسے مشقت میں نہ ڈالے اور نہ ہی اسے تھکائے۔(ایضاً)

۴۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت علی علیہ السلام (قربانی کی) اونٹنی کا دودھ دوہتے تھے، اور اس پر بوجھ بھی لادتے تھے مگر اسے ضرر زیادہ نہیں پہنچاتے تھے۔(ایضاً)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ارشاد خداوندی "لکم فیھا منافع الی اجل مسمی" (ان جانوروں میں تمہارے لئے ایک وقت مقرر تک فائدے ہیں) کے بارے میں فرمایا: اگر اسے اس کی پشت پر سوار ہونے کی ضرورت ہو تو وہ ہو جائے، مگر اسے تکلیف نہ پہنچائے اور اگر وہ دودھ دیتی ہو تو اس کا دودھ لے مگر اسے کمزور نہ کرے۔(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر تمہاری اونٹنی بچے کو جنم دے تو اس کا دودھ دوہ سکتے ہو جب تک اس کے بچہ کو ضرر نہ پہنچے۔ پھر ان دونوں کو نحر کردو۔ میں نے عرض کیا میں اس کا دودھ پی سکتا ہوں اور پلا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب ان لوگوں کے پاس سے گزرتے جو پیدل چل کر تھک چکے ہوتے تو ان کو قربانی والی اونٹنی پر سوار کر لیتے تھے الحدیث (الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ (حج قران میں) اونٹنی کے گلے میں جوتا کیوں ڈالا جاتا ہے؟ (جسے تقلید کہتے ہیں) اور اسکی کوہان کو زخمی کیوں کیا جاتا ہے؟۔(جس کو اشعار کہتے ہیں) فرمایا: جوتا تو اس لئے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ قربانی کا جانور ہے۔ اور اس کا مالک بھی اپنے جوتے کی وجہ سے اسے پہچان لے۔ اور اشعار اس لئے کیا جاتا ہے۔ تا کہ اشعار کے بعد اس کی پشت اس کے مالک پر حرام ہو جائے، اور شیطان بھی اس پر سوار نہ ہو سکے ۔التہذیب، علل الشرائع)

مؤلف علام اسکی تاویل کرتے ہوئے فرماتے کہ یہ (سوار ہونے کی حرمت) اس صورت پر محمول ہے کہ جب سوار ہونے سے اسے ضرر پہنچے۔ یا پھر حرمت بمعنی کراہت ہے۔

باب ۳۵

مستحب ہے کہ اونٹ کا گھٹنہ باندھ کر کھڑی ہوئی حالت میں دائیں طرف سے اسے نحر کیا جائے اور اس کے سینہ کے بالائی حصہ پر نیزہ مارا جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس ارشاد ایزدی "واذکروا اسم اللہ علیہا صواف" (ان پر خدا کا نام لو جب کہ صف بستہ کھڑے ہوں) کے بارے میں فرمایا: جب اونٹ نحر کرنے کے لئے کھڑے ہوں تو ان کے اگلے پاؤں تلووں سے گھٹنوں تک باندھ دیئے جائیں اور واجب ہے کہ وہ پہلو کے بل زمین پر گریں۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ ابو الصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اونٹ کو کس طرح نحر کیا جائے؟ فرمایا اس کو کھڑی ہوئی حالت میں اس کی دائیں جانب سے نحر کیا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو خدیجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنا اونٹ نحر کرتے ہوئے دیکھا کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوا تھا۔ امام اس کے دائیں پاؤں کے پاس کھڑے تھے۔ اور یہ دعا "بسم اللہ واللہ اکبر اللھم ھذا منک ولک اللھم تقبل منی" پڑھ کر اس کے سینے کے بالائی حصہ پر نیزہ مارتے تھے۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے چھری نکالتے اور جب اونٹ زمین پر گر پڑتا تو اپنے ہاتھ سے اس کے مقام ذبح کو قطع کرتے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ نحر سینہ سے کیا جاتا ہے۔ اور ذبح حلق سے کیا جاتا ہے (الفروع، الفقیہ)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اونٹ کو کس طرح نحر کیا جائے؟ کھڑا کر کے یا بٹھا کے؟ فرمایا اگر کھڑا کر کے نحر کرے تو گھٹنہ باندھ دے اور چاہے تو بٹھا کر نحر کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱۲ از اقسام حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ میں) بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۳۶

قربانی کے جانور کا بذات خود ذبح کرنا حتیٰ کہ عورت کے لئے بھی مستحب ہے۔ اور بچے کا ہاتھ ذابح کے ہاتھ کے اوپر رکھنا مستحب ہے۔ نیز قربانی کے جانوروں کا زیادہ ہونا مستحب ہے اور مالک کی اجازت سے دوسرے کی قربانی کا ذبح کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا تمہاری قربانی کا جانور یہودی اور نصرانی ذبح نہیں کرسکتا۔ پس اگر (مالکہ) عورت ہے تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرلے۔ اور روبہ قبلہ ہوکر یہ دعا پڑھے "وجهت وجهی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفاً مسلماً اللهم منك ولك"۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بچے کے ہاتھ میں چھری پکڑواتے تھے اور پھر ذابح اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر جانور کو ذبح کرتا تھا (الفروع کذا فی المحاسن)

۳۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ترسیٹھ اونٹ نحر کئے اور حضرت علی علیہ السلام نے بکریاں اپنے ہاتھ سے ذبح کیں! میں نے عرض کیا سینتیس؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۴۔ جناب احمد بن عبداللہ برقیؒ باسناد خود بشیر بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا اپنی قربانی کے ذبح کے وقت حاضر ہوں۔ کیونکہ جب قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اس کی برکت سے خدا ہر گناہ اور ہر لغزش معاف کردیتا ہے۔ فرمایا یہ کام سب مسلمانوں کے لئے عام ہے (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مشعر سے طلوع فجر سے پہلے منیٰ کی طرف لوٹنے کے باب (۱۷ از وقوف مشعر) میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو دوسرے کے لئے ذبح کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۷

قربانی کے جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا اور رو بہ قبلہ ہونا واجب ہے اور منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب اپنی قربانی کا جانور خریدو۔ تو روبقبلہ ہو کر اسے نحر کرو یا ذبح کرو۔ اور کہو "بسم اللہ وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفاً مسلماً و ما انامن المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالك امرت وانامن المسلمین اللّٰھم منك ولك بسم اللہ واللہ اکبر اللھم تقبل منی"

پھر (اس کے گلہ پر) چھری پھیرو جب تک مر نہ جائے اس کی گردن جدا نہ کرو۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ہر سال حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے ایک مینڈھا کی قربانی کرتے تھے۔ اور اسے ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: "بسم اللہ وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفاً مسلماً و ما انامن المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین اللّٰھم منك ولك اللھم ھذاعن نبیك" اور ایک مینڈھا اپنی طرف سے ذبح کرتے تھے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسی قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ اور باب ۱۴ و ۱۵ از اباحت میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

جو شخص ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حرام نہیں ہوگا البتہ کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اور اونٹ کا نحر کرنا اور دوسرے جانوروں کا ذبح کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی مسلمان تمہارے پاس جانور ذبح کرے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو تم اس کا ذبیحہ کھاؤ البتہ (وہ گوشت) کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہر وہ جانور (اونٹ) جسے نحر کرنا ہے اگر اسے ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہے اور ہر وہ جانور جسے ذبح کرنا ہے نحر کردیا جائے تو وہ حرام ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اپنے مقام (باب الذباحۃ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳۹

قربانی کے سلسلہ میں ابتداء رمی جمرات سے کرنا اور پھر ذبح کرنا بعد ازاں حلق کرانا واجب ہے۔ اور اگر بھول کر یالاعلمی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر اس ترتیب کی خلاف ورزی کرے تو بھی مجزی ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب رمی جمرات کر چکو تو پھر اپنی قربانی کا جانور خریدو۔ (اور اسے ذبح یا نحر کرو) (الفروع، التہذیب)

۲۔ جمیل بن درّاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بمقام منیٰ سر منڈوانے سے پہلے قربانی کرو اور عقیقہ میں پہلے سر منڈواؤ پھر جانور ذبح کرو۔ (ایضاً)

۳۔ جمیل بن درّاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (منیٰ) میں سر منڈوانے سے پہلے خانہ کعبہ کی زیارت کرتا ہے (طواف کرتا ہے) تو؟ فرمایا بھول چوک کے علاوہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے! پھر فرمایا (ایک بار) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قربانی والے دن کچھ لوگ حاضر ہوئے ان میں سے بعض نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوایا؟ اور بعض نے کہا میں نے رمی جمرات سے پہلے سر منڈوایا۔ اسطرح انہوں نے کوئی ایسا کام نہ چھوڑا جسے مؤخر کرنا تھا۔ مگر انہوں نے اسے مقدم کیا ہے اور جسے مقدم کرنا تھا اسے مؤخر کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو منیٰ میں قربانی کرنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ مکہ جا کر طواف زیارت کیا اور مکہ سے جانور خریدا پھر (منیٰ جا کر) ذبح کیا؟ فرمایا مجزی ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا

جب اپنی قربانی کا جانور خرید لو۔ اور اسے اپنی اقامت گاہ کے کسی کنارہ میں باندھ دو تو گویا قربانی اپنی قربان گاہ پر پہنچ گئی۔ پس اگر چاہو تو سر منڈوالو۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ ذبح کے بعد سر منڈوایا جائے۔ اور بعض اصحاب نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے۔ مگر جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ احوط ہے۔

۶۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے جانور ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو؟ فرمایا جانور ذبح کرے اور سر پر استرا پھروانے کا (استحبابی طور پر) اعادہ کرے! کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ "لاتحلقوا رؤوسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلہ" (جب تک قربانی کا جانور اپنے مذبح تک نہ پہنچ جائے تب تک سر نہ منڈواؤ)۔ (التہذیب)

۷۔ موسیٰ بن قاسم حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (حاجی) جب تک قربانی نہ کرے تب تک نہ سر منڈوائے اور نہ ہی طواف الزیارۃ کرے۔ ہاں البتہ قربانی کے بعد سر منڈوائے۔ اور پھر جب چاہے طواف الزیارۃ کرے۔ (التہذیب)

۸۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو؟ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس پر کچھ (فدیہ وغیرہ) ہے۔ البتہ آئندہ ہرگز اس کا اعادہ نہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از اقسام حج، باب ۲ از حصار باب ۱۳ از وقوف مشعر اور باب ۴ از ذبح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد باب (باب ۱ و ۱۲ از حلق) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

مستحبی اور واجبی قربانی سے انسان کو خود کھانے، دوسروں کو کھلانے اور اسے ہدیہ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل اٹھائیس حدیثیں ہیں جن میں بارہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب تم (قربانی کے جانور کو) ذبح یا نحر کرو تو خود کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ جیسا کہ خدائے متعال فرماتا ہے "فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر" (اس سے خود کھاؤ۔ اور قانع اور معتر کو کھلاؤ) فرمایا قانع وہ ہے جو اس پر اکتفا کرلے جو کچھ تم اسے دیدو اور معتر وہ ہے جو تم پر مسلّط ہو جائے۔ اور سائل وہ ہے جو دونوں ہاتھ پھیلا کر تم سے

سوال کرے۔ اور بائس سے مراد فقیر و نادار ہے۔ (التہذیب)

۲۔ بعض اصحاب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ٹکڑا لے لیا جائے (چنانچہ لیا گیا) پھر حکم دیا کہ اسے پکایا جائے پھر اس سے خود بھی کھایا اور حضرت علی علیہ السلام نے بھی کھایا اور اس سے تھوڑا تھوڑا شوربہ بھی پیا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجنابؑ کو قربانی میں شریک کیا تھا۔ (ایضاً کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی ہم معنی ایک روایت اس سے پہلے اقسام حج (باب ۲) میں گزر چکی ہے۔

۳۔ سیف تمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک بار سعید بن عبدالملک حج پر آئے اور میرے والد ماجد سے ملے اور کہا میں قربانی کا جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لایا ہوں اب کیا کروں؟ میرے والد ماجد نے اس سے فرمایا (اسے ذبح کر کے) ایک تہائی حصہ کو اپنے اہل و عیال کو کھلاؤ اور ایک تہائی حصہ قانع اور معتر کو کھلاؤ (ان کو دو) اور ایک تہائی مسکینوں (سائلوں) کو کھلاؤ (ان کو دو)۔ میں نے عرض کیا مسکینوں سے مراد سائل لوگ ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ اور فرمایا: قانع وہ ہے کہ جو کچھ اس کی طرف بھیج دو وہ اس پر قناعت کر جائے، خواہ ایک ٹکڑا ہو یا اس سے زیادہ اور معتر وہ ہے جس کے لئے اس سے زیادہ چاہئے۔ اور وہ قانع سے زیادہ مالدار ہوتا ہے وہ (کچھ لینے کے لئے) تم پر مسلط ہو جاتا ہے۔ مگر سوال نہیں کرتا (التہذیب، معانی الاخبار)

۴۔ سکونی" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کوئی شخص مستحبی قربانی سے کھائے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر واجبی سے کھائے تو اس پر کھائی ہوئی مقدار کی قیمت ادا کرنا لازم ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ کفارہ وغیرہ سے واجبی قربانی سے مخصوص ہے (کیونکہ یہ فقراء و مساکین کا حق ہے) یہ حج واجبی سے متعلق نہیں ہے۔

۵۔ عبداللہ بن یحییٰ کاہلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ہر قسم کی قربانی کا گوشت کھایا جاسکتا ہے خواہ مضمون ہو جیسے منت اور قسم توڑنے، عورتوں سے مباشرت کرنے کا کفارہ جو کسی وجہ سے حرام ہوئی ہو) یا غیر مضمون ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے ضرورت پر محمول کیا ہے کہ بوقت ضرورت (کفارہ کی قربانی کا گوشت کھایا جاسکتا ہے) مگر اس کی قیمت صدقہ کی جائیگی۔

۶۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے

ذبیحہ (قربانی) میں سے حروریہ (خوارج) کو بھی کھلاتے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا یہ جانتے ہوئے بھی کھلاتے تھے کہ وہ حروریہ ہیں؟ فرمایا۔ ہاں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ مستحبی قربانی پر محمول ہے۔

۷۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا قربانی کا گوشت مشرکوں کو کھلانا مکروہ ہے۔ (التہذیب، المقنع)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی "فاذا وجبت جنوبها فكلوا منها واطعموا القانع والمعتر" کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ (قربانی کا جانور) زمین پر گر جائے۔ تو اس سے خود کھاؤ اور قانع و معتر کو کھلاؤ فرمایا: قانع وہ ہے کہ جسے جس قدر کم یا زیادہ دیا جائے وہ اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ نہ ناراض ہوتا ہے۔ نہ منہ موڑتا ہے اور نہ غیظ وغضب کی وجہ سے جھاگ بہاتا ہے۔ اور معتر وہ ہے جو تمھارے ہاں سے اس لئے گزرتا ہے (اور چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے) کہ تم اسے کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ (الفروع، معانی الاخبار)

۹۔ ابوالصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کے جانوروں کے گوشت (کی تقسیم) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس کا ایک تہائی پڑوسیوں کو دیتے تھے اور ایک تہائی سائلوں پر صدقہ کرتے تھے اور ایک تہائی اپنے اہل وعیال کے لئے رکھتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ، المقنع، علل الشرائع وعلام عمل الطائفۃ الیوم)

۱۰۔ حلبی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کفارہ دینے والا کفارہ کا گوشت کھا سکتا ہے؟ فرمایا: اپنی قربانی کا گوشت تو کھا سکتا ہے۔ مگر کفارہ کے گوشت کو صدقہ کرے۔

(الفروع، الفقیہ، المقنع، الاستبصار)

۱۱۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والا اپنی قربانی میں سے کیا کھا سکتا ہے؟ فرمایا جس طرح اپنی واجبی قربانی سے کھاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۱۲۔ علی بن اسباط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک غلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی اونٹنی طلب کی اور اسے نحر کیا پس جب قصابوں نے اس کی کوچیں کاٹیں اور وہ زمین پر گری اور انہوں نے اس کی کوہان کو کچھ کاٹا تو امام نے ان سے فرمایا اس سے تھوڑا گوشت کاٹو۔ (اور بھون کر) خود کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ "فـــــــاذا وجبـــــت

جنوبھافکلو منھاو اطعموا‘‘۔(الفروع،التہذیب)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند حکیم نے یہ قربانی اس لئے مقرر کی ہے تاکہ لوگوں میں سے مسکینوں کو پیٹ بھر کر گوشت کھلایا جائے۔لہٰذا ان کو کھلاؤ۔(الفقیہ)

۱۴۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام علی علیہ السلام نے عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں فرمایا ’’جب قربانی کرو تو اس سے خود بھی کھاؤ۔اور دوسروں کو بھی کھلاؤ اور (پڑوسیوں) کو ہدیہ کرو۔ اور خدا نے جو تمہیں جانور عطا کئے ہیں ان پر خدا کی حمد ثنا کرو۔(الفقیہ)

۱۵۔ حریز ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ (امام نے حدیث کے ضمن میں فرمایا) مضمون قربانی اگر ہلاک ہوجائے تو اس کا گوشت قربانی کرنے والا نہیں کھاتا۔ اور اگر اس سے کھائے تو پھر اس کی قیمت ادا کرے گا۔(الفقیہ)

۱۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ محرم اپنے فدیہ، کفارات اور شکار کے فدیہ کا گوشت نہ کھائے اور ان کے علاوہ جو گوشت ہے وہ کھا سکتا ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از اقسام حج و باب ۱ از مقدمات طواف اور باب ۵ میں) گزر چکی ہیں۔اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱، ۴۳، ۶۰ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

قربانی کے جانور کا گوشت تین دن کے بعد بھی کھایا جاسکتا ہے۔ اور اسے جمع کرکے رکھنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سویر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابوالصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی تھی۔اور بعد میں اجازت دیدی اور فرمایا۔اس کے بعد بھی قربانی کا گوشت کھاؤ اور اسے ذخیرہ کرو۔(الفروع،التہذیب،الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہمیں حکم دیا کہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھائیں اور بعد میں اجازت دے

دی کہ کھائیں بھی اور اسے خشک کر کے رکھیں بھی اور اپنے اہل خاندان کو ہدیہ بھی کریں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاجت مندوں کی (کثرت کی) وجہ سے ہمیں ممانعت کر دی تھی کہ تین دن سے زیادہ عرصہ تک قربانی کا گوشت نہ رکھیں۔ لیکن آج (جبکہ حاجت مند کم ہیں) تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (علل الشرائع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہم (منیٰ) سے باہر قربانی کا گوشت لے جانے سے روکتے تھے۔ کیونکہ پہلے گوشت کم تھا اور (محتاج) لوگ زیادہ تھے۔ مگر اب جبکہ گوشت زیادہ ہے اور (محتاج) لوگ کم ہیں تو ایسا کرنے مین کوئی مضائقہ نہیں ہے (الفقیہ)

۵۔ زید بن علی اپنے آبا و اجداد کے سلسلہ سند سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں نے پہلے تمہیں تین کاموں سے روکا تھا۔ (مگر اب اجازت دیتا ہوں کہ کرو)

(۱) میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے روکا تھا اب کرو۔

(۲) میں نے تمہیں تین دن کے بعد منیٰ سے قربانی کا گوشت باہر لیجانے سے روکا تھا اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو۔

(۳) میں نے تمہیں نبیذ سے روکا تھا۔ اب نبیذ استعمال کرو۔ اور (یاد رکھو کہ) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ یعنی جس پانی میں صبح (دو تین کھجور کے دانے) ڈالے جائیں اسے شام کو اور جس میں شام کے وقت دو تین دانے ڈالے جائیں اسے صبح پی لو[1] لیکن جب اس میں جوش آجائے (اور وہ مسکر بن جائے) تو وہ حرام ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ از نماز عیدین و باب ۴۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴۲

سوائے کوہان (کے گوشت) کے باقی قربانی کا گوشت منیٰ سے باہر لیجانا مکروہ ہے

(اس سلسلہ میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں

---

۱ مخفی نہ رہے کہ جو نبیذ شریعت مقدسہ میں حرام ہیں اس سے مراد وہ ہے جس میں کھجور یا انگور کے ڈالے جائیں اور وہ جوش میں آ کر مسکر (نشہ آور) بن جائے۔ لیکن وہ نبیذ جس کی حالت کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بدمزہ پانی کا ذائقہ ٹھیک کرنے کے لئے اس میں دو چار دانے کھجور کے ڈال دیئے جاتے ہیں تاکہ اس کی بدمزگی دور ہو جائے۔ فتدبر (احقر مترجم عفی عنہ)

سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا (قربانی کا) گوشت حرم سے باہر نکالا جائے؟ فرمایا سوائے کوہان کے کہ وہ دوا ہے باقی کچھ بھی تین دن کے بعد وہاں سے نہ نکالا جائے۔ (التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی باہر نہ پہنچاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرمارہے تھے کہ حاجی اپنی قربانی کے گوشت سے زاد راہ نہ بنائے۔ ہاں اس کے لئے یہ جائز ہے کہ منیٰ میں قیام کے دوران اس سے کھائے۔ ہاں کوہان کا گوشت باہر لے جایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ دوا ہے۔

(ایضاًو کذاعن علی بن ابی حمزہ عن الصادق)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کا گوشت منیٰ سے باہر لے جانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا پہلے ہم کہتے تھے نہ لے جایا جائے۔ کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت تھی۔ مگر اب جبکہ (باہر) لوگ زیادہ ہوگئے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[1] (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

قصاب کو قربانی کے جانور کے جلال، ان کے ہار، چمڑا، وغیرہ کو منیٰ سے باہر لے جانا مکروہ ہے بلکہ ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت کو صدقہ کیا جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حفص بن البختری اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

---

[1] گزشتہ باب میں بھی اس طرح کی ایک روایت گزر چکی ہے اس سے بھی اور اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ سے گوشت باہر لے جانے کی کراہت اس دور میں تھی جبکہ گوشت کم اور وہاں مستحق زیادہ ہوتے تھے اور اب جب کہ صورت حال یکسر بدل چکی ہے۔ گوشت بہت زیادہ اور مستحق ندارد اور رسل و رسائل کے وسائل بھی زیادہ ہیں۔ تو ضروری ہے کہ وہاں اس گوشت کو ضائع کرنے کے بجائے اسے بیرون ملک حاجتمند مسلمانوں تک پہنچانے کا بندوبست کیا جائے۔ اور اس گوشت سے صحیح فائدہ اٹھایا جائے۔ جیسا کہ موجودہ حکومت کافی حد تک ایسا کر رہی ہیں۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے جانور کا چمڑا اور اس کے جلال قصاب کو دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ معاویہ بن عمار کی روایت از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں وارد ہے کہ قربانی کے جانور کے چمڑے سے ذاتی استفادہ کرنا اور اس سے اپنا مال و متاع خریدنا جائز ہے۔ لیکن اگر اسے صدقہ کر دیا جائے تو افضل ہے اور فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی نحر کی مگر قصابوں کو اس کا چمڑا، گلے کا ہار اور جلال میں سے کوئی چیز نہیں دی۔ بلکہ ان کو صدقہ کر دیا۔ اور چمڑا اتارنے والوں کو بھی ان چیزوں میں سے کچھ نہ دیا جائے۔ بلکہ اسے جو مزدوری دینی ہے وہ (اپنی گرہ سے) دے۔

(ایضاً کذا فی الفقیہ والتہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے سوال کیا کہ قربانی کے جانور کے چمڑے سے جراب بنایا جا سکتا ہے؟ فرمایا ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اسے صدقہ کر دے۔ (التہذیب، الاستبصار، بحار الانوار، قرب الاسناد)

۴۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (قربانی) کے چمڑے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا اسے صدقہ کر دے یا اس کا مصلیٰ بنا دے جس سے گھر میں فائدہ اٹھا سکے۔ اور یہ قصابوں کو نہ دے فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جانوروں کے چمڑے، جلال، چمڑا اور ہار قصابوں کو دینے کی ممانعت فرمائی اور حکم دیا کہ ان چیزوں کو صدقہ کر دیا جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ ارزق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ قربانی کے جانور کا چمڑا اتارنے والے کو دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿فکلوا منہا واطعموا﴾ (کہ قربانی کے جانور کا گوشت کھاؤ اور کھلاؤ) مگر چمڑا تو نہ کھایا جاتا ہے نہ کھلایا جاتا ہے۔[1] (الفقیہ، علل الشرائع)

---

[1] خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ چمڑا وغیرہ قصاب کو نہ دیا جائے تو افضل ہے۔ لیکن اگر دیدیا جائے تو حرام نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مکروہ ہے۔ اور ہر مکروہ جائز ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۴

جس شخص کے پاس جانور خریدنے کے لئے رقم تو موجود ہو۔ مگر جانور نہ ملے تو اس پر واجب ہے کہ کسی قابل وثوق کے پاس رقم رکھ دے جو کہ جانور خرید کر اس سال ذی الحجہ کے مہینے میں ذبح کردے۔ یا اگلے سال اس ماہ میں ذبح کردے اور جسے رقم ذبح کے دن گزر جانے کے بعد ملے تو وہ روزے رکھے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے) (مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس کے پاس رقم تو ہے مگر اسے قربانی کیلئے بھیڑ، بکری نہیں ملتی، فرمایا: وہ اہل مکہ میں سے کسی (ثقہ) آدمی کے پاس رقم رکھ دے اور کسی کو حکم دے جو کہ جانور خرید کر اس کی طرف سے (ذی الحجہ میں) ذبح کرے وہ اس کی طرف سے مجزی ہے۔ اور اگر ذی الحجہ کا مہینہ گزر جائے تو پھر اگلے سال کے ذی الحجہ تک مؤخر کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نضر بن قرواش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا۔ اور اس پر قربانی واجب تھی۔ اس نے تلاش کی مگر نہ مل سکی۔ وہ مالدار ہے اور روزہ رکھ نہیں سکتا تو اسے کیا کرنا چاہئے؟ فرمایا اگر وہ اپنے گھر واپس جانا چاہتا ہے۔ تو کسی شخص کے پاس رقم رکھ جائے جو اس کی طرف سے مکہ میں (جانور خرید کر) ذی الحجہ کے مہینے میں ذبح کردے۔ عرض کیا کہ اس نے جس شخص کو رقم دی اسے بھی ذی الحجہ کے مہینے میں جانور نہ مل سکا۔ اور اس کے بعد مل گیا تو؟ فرمایا ذی الحجہ میں ذبح کرے اگرچہ اس کے اگلے سال میں کرے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا۔ مگر اس کے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے لئے رقم نہ تھی حتیٰ کہ جب (منیٰ سے) واپس لوٹنے کا وقت آیا تو اسے رقم ملی۔ آیا وہ جانور ذبح کرے یا روزہ رکھے؟ فرمایا روزہ رکھے کیونکہ قربانی کے دن گزر گئے ہیں۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۴۵

جو شخص قربانی کے عوض روزے رکھے مگر بعد میں جانور دستیاب ہو جائے تو صرف روزہ کا تمام کرنا کافی ہے اس کے لئے قربانی کا جانور ذبح کرنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ صرف مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حج تمتع کرنے والے ایک شخص نے قربانی کے عوض تین روزے رکھے اس کے بعد اسے منیٰ سے نکلنے والے دن جانور مل گیا تو؟ فرمایا اس کیلئے وہی روزہ رکھنا کافی ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عقبہ بن خالد سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا۔ مگر جانور خریدنے کے لئے اس کے پاس رقم نہ تھی۔ جب اس کے عوض تین روزے رکھ چکا (اور باقی سات روزے واپس گھر جا کر رکھنے تھے) تو اسے رقم دستیاب ہوگئی تو آیا اب جانور خرید کر ذبح کرے یا اسے ترک کر کے صرف باقی ماندہ سات روزے گھر جا کر رکھے؟ فرمایا: جانور خرید کر ذبح کرے اور وہ روزہ جو اس نے رکھا ہے وہ نافلہ بن جائے گا۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے استحباب تخییری پر حمل کیا ہے۔

باب ۴۶

جس شخص کے پاس قربانی کے پیسے نہ ہوں۔ اس پر (دس دن کے روزے اس طرح) لازم ہیں کہ تین روزے تو موسم حج میں مسلسل رکھے۔ اور مستحب یہ ہے کہ تیسرا روزہ عرفہ کے دن ہو اور سات تب رکھے جب واپس اپنے گھر پہنچ جائے۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والا ایک شخص ہے۔ جسے (کسی وجہ سے) قربانی دستیاب نہیں ہوئی تو؟ فرمایا وہ تین روزے اس طرح رکھے کہ ایک روزہ ترویہ سے پہلے دوسرا ترویہ کے دن اور تیسرا عرفہ کے دن ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ وہ آیا ہی ترویہ کے دن ہے فرمایا: ایام تشریق کے بعد تین روزے رکھے! میں نے عرض کیا کہ اتنی مدت تو شتربان نہیں ٹھہرتا تو؟ فرمایا: پھر پہلا روزہ حصبہ کے دن رکھے اور اس کے بعد دو دن اور! میں نے عرض

کیا کہ یوم حصبہ کیا ہے؟ فرمایا اسکے (منیٰ سے) واپس لوٹنے کا دن (یعنی بارہ ذی الحجہ) میں نے عرض کیا۔ آیا وہ سفر کی حالت میں روزہ رکھے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کیا (اگر وہ) عرفہ کے دن (روزہ رکھتا تو پھر) مسافر نہیں تھا؟ ہم اہل البیتؑ جو کہتے ہیں تو خدا کے اس فرمان کی وجہ سے کہتے ہیں جو فرماتا ہے "فصیام ثلاثۃ ایام فی الحج" (تین روزہ ایام حج میں) یعنی ماہ ذالحجہ میں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عیص بن قاسم امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو قربانی دستیاب نہ ہو سکے اور وہ چاہے کہ تین روزے ذی الحجہ کے اوائل میں رکھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حج تمتع کرنے والا ایک شخص ہے جسے قربانی دستیاب نہیں ہے تو؟ فرمایا وہ تین روزے تو ایام حج میں رکھے، ترویہ سے پہلے، ترویہ کے دن اور عرفہ کے دن۔ میں نے عرض کیا اگر یہ تاریخیں فوت ہو جائیں تو؟ فرمایا حصبہ (بارہ ذی الحجہ) کی سحری کھائے اور اس دن روزہ رکھے۔ اور اس کے بعد دو دن (مزید مکہ میں) روزہ رکھے! میں نے عرض کیا۔ اگر اس کا شتربان اتنے دن قیام نہ کرے تو آیا وہ واپسی پر راستہ میں رکھ لے؟ فرمایا: ہاں۔ اگر چاہے تو راستہ میں (تین دن) رکھ لے اور اگر چاہے تو سارے ہی واپس گھر پہنچ کر رکھے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ احمد بن عبداللہ کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حج تمتع کرنے والا ایک شخص آتا ہے اور اس کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے۔ تو آیا وہ قربانی کے واجب ہونے (ذی الحج) سے پہلے اس کے عوض روزہ رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: قربانی کے دن تک صبر کرے! اور اگر صبر نہ کرے تو بھی یہ ان لوگوں میں سے ہے جو قربانی نہیں رکھتے۔ (اور پھر اس کی شرعی تکلیف روزہ رکھنا ہے) (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ صبر کرنے کا حکم استحباب پر محمول ہے نہ کہ وجوب پر۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا۔ اور قربانی نہ مل سکی تو؟ فرمایا (اس کے عوض) تین دن مکہ میں اور سات واپس گھر پہنچ کر روزے رکھے اور اگر اس کے ساتھی نہ رکیں اور وہ مکہ میں قیام نہ کر سکے تو پھر دس روزے ہی واپس گھر پہنچ کر رکھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ عبداللہ بن سلیمان صیرفی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے سفیان ثوری سے فرمایا کہ تم خدا کے اس فرمان: "فمن تمتع بالعمرة الى الحج فما استيسر من الهدى فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام فى الحج وسبعة اذا رجعتم تلك عشرة كاملة" (کہ جو شخص حج تمتع کرے اس پر حسب قدرت قربانی واجب ہے۔ اور

جسے دستیاب نہ ہو وہ تین دن روزے ایام حج میں رکھے اور سات واپس گھر لوٹنے کے بعد۔ یہ ہوئے کامل دس دن) کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اس کاملہ سے خدا کی کیا مراد ہے؟ اس نے کہا کہ سات اور تین یہ ہوئے دس امام نے فرمایا: آیا یہ بات کسی بھی عقلمند پر پوشیدہ ہے کہ سات اور تین دس ہوتے ہیں (پھر وضاحت کی کیا ضرورت ہے؟) اس نے عرض کیا اصلحك الله! آپ ہی فرمائیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟ امام نے فرمایا: تم پھر غور کرو اس نے کہا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ یہ روزے فضل وکمال میں قربانی کے برابر ہیں خواہ قربانی کرو اور خواہ روزے رکھو دونوں برابر ہیں۔ (التہذیب)

۷۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا (قربانی کے عوض) تین دن کے روزوں کو اگر عرفہ سے مؤخر کردے تو جائز ہے۔ اور اگر اس کے بعد بھی وہاں نہ رکھے تو پھر واپس گھر پہنچنے تک مؤخر کردے تو جائز ہے کہ وہاں پہنچ کر رکھے اور سفر میں نہ رکھے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس نفی کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ سفر میں رکھنا لازم نہیں ہے۔ (بلکہ گھر پہنچ کر رکھ سکتا ہے۔)

۸۔ جناب علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا تین اور سات روزوں کو جمع نہ کرے (بلکہ افضل یہ ہے کہ ان کے درمیان ایک دن کا فاصلہ رکھے) (التہذیب)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس قربانی کی قیمت نہ ہو۔ اور وہ چاہے کہ تین روزے ذی الحجہ کے آخری عشرہ میں رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود ربیع بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے آیت مبارکہ "فصیام ثلاثة ایام فی الحج" کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: (ایک دن) ترویہ سے پہلے دوسرا ترویہ کے دن اور تیسرا عرفہ کے دن رکھے۔ اور جس سے یہ دن فوت ہو جائیں وہ ذی الحجہ کے باقی ماندہ دنوں میں رکھے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ "الحج اشهر معلومات" (حج چند معلوم ومعروف مہینوں میں ہوتا ہے)۔ (تفسیر عیاشی)

۱۱۔ جناب علی بن جعفر نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ (قربانی کے عوض) جو تین اور سات روزے رکھے جاتے ہیں۔ وہ مسلسل رکھے جائیں یا ان میں فاصلہ رکھا جائے؟ فرمایا تین روزوں میں تو تفریق نہ کرے اور نہ ہی سات کے درمیان تفریق کرے۔ ہاں البتہ سات اور تین کو اکٹھا نہ کرے (بلکہ مستحب ہے کہ ان کے درمیان

ایک دن کا فاصلہ رکھے) (ایضاً)

۱۲۔ ابراہیم بن ابویحیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جس حج تمتع کرنے والے نے (قربانی کے عوض) روزے رکھنا ہوں وہ ترویہ سے ایک دن پہلے، ترویہ کے دن اور عرفہ کے دن تین روزے رکھے۔ اور اگر یہ دن فوت ہو جائیں اور اسکے پاس خون (جانور) نہ ہو تو جب ایام تشریق گزر جائیں تو حصبہ (بارہ ذی الحجہ) کی رات سحری کھا کر روزہ رکھے (اور دو دن اسکے بعد) (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و باب ۳ و باب ۱۰ اور باب ۴۴ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴۷

جو شخص (قربانی کے عوض) عمداً ذی الحجہ کے مہینے میں روزہ نہ رکھے۔ تو اس پر ایک بکری کا خون بہانا واجب ہے۔ صرف روزہ رکھنا کافی نہیں ہے۔ اور اگر کسی عذر شرعی کی بنا پر نہ رکھ سکے تو پھر راستہ میں رکھے۔ یا گھر پہنچ کر یا پھر قربانی بھیجے!

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ جو شخص (قربانی کے عوض) تین روزے ذی الحجہ میں نہ رکھے یہاں تک کہ ہلال محرم نمودار ہو جائے تو اس پر ایک بکری کا خون بہانا لازم ہے۔ اور اس کا روزہ (کافی) نہیں ہے۔ اور اسے منیٰ میں ذبح کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے عبد صالح (حضرت) موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جس حج تمتع کرنے والے شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو۔ اور وہ (مکہ میں تین) روزے نہ رکھ سکے۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے روانہ ہو جائے اور وہاں قیام کرنے کی گنجائش نہ ہو تو؟ فرمایا چاہے تو راستہ میں رکھے۔ اور چاہے تو گھر پہنچ کر پورے دس دن روزے رکھے۔

(التہذیب والاستبصار)

۳۔ عمران کلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جس حج تمتع کرنے والے کو قربانی کا جانور نہ ملنے کی وجہ سے تین روزے (مکہ میں) رکھنے پڑتے ہیں۔ اگر وہ روزے رکھنا بھول جائے۔ یہاں تک

کہ گھر پہنچ جائے تو؟ فرمایا وہاں سے خون (جانور) بھیجے گا۔ (التہذیبین، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جس (حج تمتع کرنے والے) کو قربانی کا جانور نہ مل سکے۔ اور لاعلمی کی وجہ سے تین دن روزے بھی نہ رکھے تو وہ کیا کرے؟ (یہاں تک کہ واپس گھر چلا جائے تو؟) فرمایا میں نہ اسے یہ حکم دیتا ہوں کہ وہ واپس مکہ جائے (اور وہاں جا کر روزہ رکھے) اور نہ ہی مشقت میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ اور نہ ہی اسے سفر میں روزہ رکھنے کا (الزامی) حکم دیتا ہوں۔ ہاں البتہ جب واپس گھر پہنچ جائے تو وہاں پہنچ کر (پورے دس دن) روزے رکھے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۶ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۰، ۵۱، و ۵۲ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴۸

جب حج تمتع کرنے والے شخص کے قربانی کے بدل والے روزے قضا ہو جائیں تو اسکے ولی پر صرف تین روزہ کی قضا واجب ہے۔ سات کی نہیں۔ اور بچے کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص (حاجی) مرجائے اور اسکے پاس قربانی کا جانور نہ تھا تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔

(الفروع، المقنع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، المعنعہ)

۲۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا۔ مگر اس کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا۔ لہذا اس نے اس کے عوض ذی الحجہ مین تین روزے تو رکھے۔ مگر واپس گھر پہنچ کر باقی ماندہ روزے رکھنے سے پہلے مرحوم ہو گیا۔ آیا اس کے ولی پر ان دنوں کی قضا لازم ہے؟ فرمایا: میں اس پر لازم نہیں سمجھتا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس سلسلہ کی پہلی روایت درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ائمہ ھدیٰ سے مروی ہے کہ جو شخص (صرف تین روزے رکھکر اور) واپس وطن جانے اور وہاں پہنچ کر سات روزے رکھنے سے پہلے مرجائے تو اس کے ولی پر ان کی قضا نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ عبدالرحمن بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب (حج تمتع کرنے والے) بچہ کو قربانی دستیاب نہ ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے گا۔ (ایضاً)

باب ۴۹

جب حج تمتع کرنے والے کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو۔ اور وہ اسکے بدل وہاں تین روزے رکھ کر واپس وطن لوٹ جائے تو اس کے لئے بحالت اختیاری باقی ماندہ سات روزوں کے عوض صدقہ دینا مجزی نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ احمد بن قاسم نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا۔ مگر اس کے پاس قربانی کرنے کے لئے رقم نہ تھی۔ لہذا اس نے (اس کے عوض) وہاں تین روزے تو رکھے۔ اور جب واپس گھر پہنچا تو روزہ رکھنے کی قدرت نہ ہوئی۔ لہذا چاہا کہ صدقہ دے تو سوال یہ ہے کہ کتنے (مسکینوں) کو صدقہ دے؟ امام نے فرمایا روزہ رکھنا ہی ضروری ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس سوال کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ وہ روزہ پر قادر نہ ہو مگر سخت مشقت کے ساتھ۔ ورنہ اگر وہ بالکل ہی عاجز ہو تو امام کس طرح حکم دیتے کہ وہ ضرور روزہ رکھے۔

باب ۵۰

جو شخص مکہ کا مجاور ہو اور قربانی کے عوض تین روزے رکھ چکے۔ تو باقی سات روزے رکھنے کے لئے اسے اس قدر صبر کر لینا ضروری کہ اس کے ہم وطن واپس وطن پہنچ جائیں یا ایک ماہ تک صبر کرے پھر سات روزے رکھے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس مقیم کے بارے میں جس نے (قربانی کے عوض) تین روزے رکھے۔ اور پھر مکہ کی مجاورت اختیار کر لی تو؟ فرمایا: کہ اپنے ہموطنوں کی واپسی تک انتظار کرے۔ پس جب اسے ظن غالب ہو جائے کہ وہ وطن پہنچ گئے ہونگے تو پھر سات روزے رکھے۔ (التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر (قربانی کر سکنے والے) حاجی نے مکہ ہی میں قیام (مجاورت) کرنا ہو (اور تین روزے رکھنے کے بعد) باقی سات روزے رکھنا چاہے تو اتنی دیر تک روزہ نہ رکھے جتنی دیر اسے واپسی پر لگتی ہے۔

یا ایک ماہ تک نہ رکھے اسکے بعد رکھے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا۔ اور قربانی کا جانور نہ مل سکا۔ پس اس نے اسکے عوض تین روزے تو رکھ لئے۔ اب اس نے ارادہ کیا کہ مکہ میں ایک سال تک مجاورت کرے تو؟ (باقی سات روزے کا کیا کرے؟) فرمایا وہ اپنے ہموطنوں کا اپنے وطن واپس پہنچنے تک کا انتظار کرے پس جب ظن غالب ہو کہ وہ پہنچ گئے ہونگے۔ تو پھر سات روزے رکھے۔ (الفقیہ، الفروع، کذا فی المقنعہ)

باب ۵۱

بمقام منیٰ ایام تشریق میں قربانی کے عوض یا کوئی اور روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا۔ مگر اسے قربانی دستیاب نہ ہو سکی تو؟ فرمایا ایسے دنوں میں تین روزے رکھے کہ ان میں ایام تشریق نہ آئیں۔ البتہ مکہ میں قیام کر کے رکھے۔ اور سات روزے واپس وطن پہنچ کر رکھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ صفوان بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ابن سراج نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے آپ کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے حج تمتع کیا تھا تو اس کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا تو؟ آپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ تین روزے منیٰ میں رکھے اور اگر ان دنوں میں نہ رکھ سکے تو پھر حصباء (بارہ ذی الحجہ) کی صبح کو روزہ رکھے اور اس کے بعد دو دن اور۔ امامؑ نے یہ (بات سنکر) کہ ایام منیٰ میں روزہ رکھنے والی بات کو غلط ٹھہراتے ہوئے) فرمایا۔ جہاں تک ایام منیٰ کا تعلق ہے تو وہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ ان میں روزہ نہیں ہے۔ اور سات روزے اس وقت رکھے جب اپنے وطن لوٹ جائے۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ جبکہ میرے آگے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف فرما تھے جس کا مجھے علم نہ تھا۔ عباد بصری (مشہور صوفی) آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اور عرض کیا اے ابوالحسن! آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے حج تمتع کیا مگر اس کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا؟ فرمایا ان دنوں میں تین روزے رکھے جن میں رکھنے کا مولا نے حکم دیا ہے

۔عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ جب مجھے امام کی موجودگی اور اس سوال وجواب کا پتہ چلا تو میں نے اپنے کان ادھر متوجہ کیئے،عباد نے عرض کیا وہ ایام کونسے ہیں؟ فرمایا ترویہ سے ایک دن پہلے،ترویہ کے دن اور عرفہ کے دن !اس نے کہا آپ اس طرح کیوں نہیں کہتے جس طرح عبداللہ بن الحسن کہتے ہیں ! امام نے فرمایا: وہ کیا کہتا ہے؟ عرض کیا وہ کہتا ہے کہ وہ شخص ایام تشریق میں روزہ رکھے؟ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بدیل (بلال) کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں میں منادی کرائیں کہ یہ دن کھانے پینے کے ہیں لہذا ان میں کوئی شخص روزہ نہ رکھے۔اس پر عباد نے کہا یاابالحسن علیہ السلام! خدا فرماتا ہے۔"فصیام ثلاثة ایام فی الحج وسبعة اذا رجعتم" (کہ تین روزے تو ایام حج میں رکھو۔اور باقی سات جب لوٹ کر اپنے گھر پہنچو)امام نے فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے کہ پورے کا پورا ذی الحجہ اشہر حج میں سے ہے۔(ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن میمون قورح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ایام حج یعنی ترویہ سے ایک دن پہلے،ترویہ کے دن اور عرفہ کے دن (قربانی کے عوض) روزے نہ رکھ سکے۔تو وہ ایام تشریق میں روزہ رکھے کہ اس کے لئے اجازت ہے (ایضاً کذا عن اسحاق بن عمار عن الصادق علیہ السلام)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں روایات شاذ ہیں اور اس سلسلہ کی جملہ روایات کے منافی ہیں۔لہذا ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔نیز ان کے محمول برتقیہ ہونے کا بھی احتمال ہے یا ممکن ہے کہ دن کو حصبہ (بارہ ذی الحجہ) کی صبح اور اسکے دو دن بعد پر محمول کیا جائے۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ ازرق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ حج تمتع کرنے والے ایک شخص کے پاس اس قدر رقم تھی کہ وہ قربانی کا جانور خرید سکتا تھا۔مگر وہ خریدنے میں برابر تاخیر کرتا رہا یہاں تک کہ قربانی کے دن کے آخر تک جانوروں کی قیمتیں چڑھ گئیں۔اور وہ رقم ناکافی ہوگئی تو؟ فرمایا وہ ایام تشریق کے بعد تین دن روزے رکھے الحدیث۔

(الفروع،الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خداؐ نے بدیل بن ورقاء خزاعی کو اونٹ پر سوار کرکے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ خیموں کے درمیان جا کر لوگوں میں منادی کرائیں کہ منیٰ کے دنوں میں روزہ نہ رکھیں کیونکہ یہ

دن کھانے پینے اور مباشرت و مقاربت کے دن ہیں۔ (الفقیہ، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے۔۔الصوم (باب ۲ار باب ۱۲ از اقسام حج میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۵۲ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

جو شخص قربانی کے عوض ترویہ کے اور عرفہ کے دن روزہ رکھے تو اسکے لئے ایام تشریق کے بعد ایک روزہ اور رکھنا کافی ہے۔ اور اگر عرفہ کے دن روزہ رکھے تو پھر ایام تشریق کے بعد اسے مسلسل تین روزے رکھنا پڑینگے۔ اسی طرح اگر عید کے علاوہ کوئی اور چیز حائل ہو جائے تو تینوں روزے بعد میں رکھنا واجب ہیں۔

(اس باب مین کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے صرف ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ترویہ کے دن اور عرفہ کے دن روزہ رکھا (اور عید کی وجہ سے تیسرا روزہ نہ رکھ سکا) فرمایا اسکے لئے صرف ایک روزہ رکھ لینا کافی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ یحیٰ ازرق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ترویہ کے دن حج تمتع کرتے ہوئے حاضر ہوا۔ اور اس کے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے لئے رقم نہ تھی۔ پس اس نے ترویہ اور عرفہ کے دن روزہ رکھا تو؟ فرمایا ایام تشریق کے بعد ایک روزہ اور رکھ لے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ بروایت عبدالرحمن بن الحجاج حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام اور عباد بصری کے سوال و جواب والی حدیث میں مروی ہے کہ امام نے فرمایا جس کو قربانی دستیاب نہ ہو وہ اس طرح تین روزے رکھے۔ کہ ایک دن ترویہ سے پہلے، ترویہ کے دن اور عرفہ کے دن! اور اگر اس طرح تین روزے نہ رکھ سکے تو صرف ترویہ یا عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے۔ بلکہ ایام تشریق کے بعد مسلسل تین روزے رکھے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے ترویہ یا عرفہ کے تنہا روزہ رکھنے پر محمول کیا ہے۔ (جس کے مطابق ہم نے ترجمہ کیا ہے) (ورنہ دو دن کا روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ اور پھر ایام تشریق کے بعد ایک روزہ اور رکھا جائے گا۔

۴۔ علی بن فضل واسطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی حج تمتع کرنے والا (قربانی کے عوض) صرف دو روزے رکھے اور ان سے متصل تیسرا روزہ نہ رکھ

سکے تو اس سے گویا ایام حج کے تین روزے فوت ہوگئے ہیں۔ لہٰذا وہ مکہ میں مسلسل تین روزے رکھے۔ اور اگر اس کا شتربان نہ ٹھہرتا ہو۔ تو پھر راستہ میں رکھے۔ یا جب واپس وطن پہنچے تو وہاں دس روزے رکھے۔

(التہذیب، الاستبصار، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب عید کے علاوہ کوئی اور چیز درمیان میں حائل ہو۔ (وگرنہ عید حائل ہوتو پھر بعد میں صرف ایک روزہ رکھنا کافی ہے)

باب ۵۳

قربانی کے عوض تین روزوں میں تسلسل واجب ہے بشرطیکہ درمیان میں عید حائل نہ ہو (ورنہ جائز ہے)

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (قربانی کے عوض) تین روزے متفرق کر کے نہ رکھو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حماد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا (قربانی کے عوض) ایام حج میں تین روزے یہ ہیں ایک دن ترویہ سے پہلے، ترویہ کے دن اور عرفہ کے دن! اور جس کے یہ روزے فوت ہوجائیں تو وہ حصبہ (منیٰ سے واپسی والے دن) سحری کھا کر روزہ رکھے اور اس کے بعد دو دن روزے رکھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ایسی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۶، ۴۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۴

جس شخص کے پاس نہ قربانی کا جانور ہو اور نہ اسکی قیمت تو اس کے لئے اوائل ذی الحجہ میں روزہ رکھنا جائز ہے اس سے پہلے نہیں اور جس کے پاس قیمت موجود ہو وہ اس وقت تک روزہ نہ رکھے جب تک قربانی کا وقت گزر نہ جائے۔

(اس سلسلہ میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اور وہ اوائل ذی الحجہ میں تین روزے رکھنا چاہے تو اس میں کوئی

مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔کہ ایک شخص حج تمتع کرتے وقت ذی القعدہ میں داخل (مکہ) ہوتا ہے۔اور اسکے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے لئے رقم نہیں ہے تو؟ فرمایا: جب تک مہینہ تبدیل نہ ہو جائے (ذی الحجہ شروع نہ ہو جائے) تب تک تین روزے نہ رکھے۔(المقنع)

باب ۵۵

قربانی کے عوض سات روزوں میں تسلسل واجب نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے اور اپنے شہر کے اندر ان کا رکھنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ میں اپنے شہر کوفہ میں وارد ہوا۔جبکہ ہنوز میں نے (قربانی والے) سات روزے نہیں رکھے تھے کہ ایک ضروری کام کے سلسلہ میں مجھے بغداد جانا پڑ گیا تو؟ فرمایا بغداد میں رکھ لے۔میں نے عرض کیا۔آیا متفرق طور پر رکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ قربانی کے عوض جو تین روزے ایام حج میں اور سات وطن واپسی پر رکھے جاتے ہیں۔آیا ان کو مسلسل رکھا جائے یا ان میں تفریق جائز ہے؟ فرمایا۔تین روزے رکھے اور ان میں تفریق نہ کرے۔اور پھر سات رکھے اور ان میں تفریق نہ کرے۔مگر ان دونوں (تین اور سات کو) اکھٹا نہ کرے۔(التہذیب، الاستبصار، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان سات روزوں میں تفریق نہ کرنے کے حکم کو حضرت شیخ طوسیؒ نے استحباب پر محمول کیا ہے۔اور تین اور سات کو اکھٹا کرنے کی نہی سے اس صورت کو مستثنیٰ قرار دیا ہے کہ جو تین روزے مکہ میں نہ رکھ سکا ہو (کہ وہ ان کو وطن واپسی پر اکھٹا رکھ سکتا ہے) اور قبل ازیں (باب ۴۶ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ان سات روزوں میں تسلسل کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۶

جس شخص پر (کفارہ منّت وغیرہ کے سلسلہ میں) ایک اونٹ واجب ہو اور وہ اس سے عاجز ہو تو اس کے لئے سات بکریاں کافی ہیں اور اگر ان سے بھی عاجز ہو تو پھر اس پر مکہ میں اپنے گھر میں اٹھارہ دن کے روزے لازم ہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد رقی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس پر کسی کفارہ کے سلسلہ میں ایک اونٹ واجب تھا۔ (اور وہ دستیاب نہ ہوسکا) فرمایا۔ جب اونٹ دستیاب نہ ہو تو پھر سات بکریاں دیدے۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر مکہ میں یا اپنے گھر میں اٹھارہ روزے رکھے۔ (التہذیب وغیرہ)

باب ۵۷

قربانی کا جانور خریدنے کے سلسلہ میں اپنے زیب وزینت کے کپڑوں کا بیچنا واجب نہیں ہے۔ اس کے لئے روزہ رکھنا مجزی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص حج تمتع کر رہا ہے جس کے پاس ضروری لباس سے زائد ایک ایسی (خوبصورت) چادر ہے جو سو درہم کے برابر ہے۔ تو آیا یہ شخص ان لوگوں میں سے ہوگا جن پر قربانی واجب ہے؟ فرمایا آیا اس کے پاس کرایہ کی رقم اور نان نفقہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں اس کے پاس کرایہ کی مد سے نفقہ کی قسم سے مال ہے اور وہ اس چادر کا محتاج نہیں ہے۔ فرمایا بھلا کونسی چادر سو درہم کے برابر ہوسکتی ہے؟ وہ ان لوگوں میں سے ہے۔ جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے ﴿فمن لم یجد فصیام ثلاثہ ایام فی الحج وسبعة اذا رجعتم﴾ (التہذیب)

۲۔ علی بن اسباط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں

عرض کیا کہ ایک شخص حج تمتع کرتا ہے اور اسکے گھر میں کچھ (زیب وزینت) کے کپڑے موجود ہیں آیا وہ ان کپڑوں کو فروخت کر کے قربانی کا جانور خریدے؟ فرمایا نہیں۔ یہ کپڑے تو ایسے ہیں کہ جن سے ایک بندہ مؤمن زینت حاصل کرتا ہے! وہ (قربانی کے عوض) روزے رکھے اور کپڑوں کو نہ بیچے۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۵۸

جب قربانی کا جانور نہ ملتا ہو تو پھر اس کی قیمت کو بطور صدقہ دے دینا مجزی ہے اور اگر قیمتوں میں اختلاف ہو تو پہلی، دوسری اور تیسری قیمتوں کو جمع کر کے ان کی ایک تہائی صدقہ دے دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم مکہ میں موجود تھے کہ ہمیں قربانی کے جانوروں کی مہنگائی نے آلیا۔ چنانچہ ہم نے ایک دینار میں (ایک جانور) خریدا۔ پھر وہی جانور دو دینار میں خریدا اور پھر سات دیناروں تک پہنچ گیا۔ اور بالآخر اس سے کم وبیش پر بھی ناپید ہو گیا۔ ان حالات میں ہشام مکاری نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں رقعہ لکھا اور اس میں یہ تمام صورت حال لکھ بھیجی۔ تو امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے جواب لکھا کہ پہلی، دوسری اور تیسری قیمتوں پر نگاہ کرو اور پھر اس کی ایک تہائی صدقہ کر دو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۵۹

جو شخص قربانی کرنے کی منت مانے اور اس کے ذبح کرنے کی کوئی جگہ بھی معیّن کر دے تو پھر اسی جگہ اس کا ذبح کرنا لازم ہوگا، اور اگر جگہ کا تعیّن نہ کرتے تو پھر مکہ میں اس کا ذبح کرنا واجب ہے۔ اور جو شخص اونٹ کی منت مانے آیا اس کے عوض گائے کافی ہے؟ اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق ازرق صائغ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی نعمت کے شکرانے میں یہ منت مانی کہ وہ کوفہ شہر میں ایک اونٹ

نحر کرے گا تو؟ فرمایا۔ جہاں اس کے نحر کرنے کی منت مانی ہے۔ وہیں اسے نحر کرے! اور اگر نحر کرنے کی کوئی جگہ معیّن نہیں کی ہے تو پھر کعبہ کے بالمقابل (مکہ میں) نحر کرے گا۔ (التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک "بدنہ" (جس کے معنی قربانی کے اونٹ یا گائے کے ہیں) راہ خدا میں دینے کی منت مانی؟ فرمایا اس کے لئے گائے مجزی ہے۔ مگر یہ کہ اس نے اونٹ مراد لیا ہو۔ (ایضاً)

باب ۶۰

مستحبی قربانی کرنا مستحب مؤکد ہے اور جو (بمقام منیٰ) واجبی قربانی کر رہا ہو وہ مستحبی سے مجزی ہے۔ اور جو بچہ ہنوز شکم مادر میں ہے اس سے اور جسے جانور دستیاب نہ ہو اس سے ساقط ہے۔ اور قربانی کرتے وقت منقولہ دعا کا پڑھنا اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے بھی کرنا مستحب ہے اور اس کے دوسرے احکام۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جسے جانور ملتا ہو اس پر (اضحیہ میں عام شہروں میں قربانی کرنا) اپنے اور اپنے اہل عیال کے لئے واجب ہے؟ فرمایا: خود تو ترک نہ کرے ہاں البتہ اگر چاہے تو اپنے اہل وعیال کے لئے ترک کر سکتا ہے۔

(الفروع وکذا فی الفقیہ عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا آدمی کے لئے مستحبی قربانی کی جگہ واجبی قربانی مجزی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا عام شہروں میں قربانی ہر اس بڑے یا چھوٹے پر واجب ہے جسے دستیاب ہو اور یہ سنت ہے۔[1] (الفقیہ)

۴۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ عام شہروں میں قربانیاں خداوند عالم نے اس لئے مقرر کی ہیں کہ لوگوں کے مسکینوں کو پیٹ بھر کر گوشت کھلایا جائے۔ لہٰذا ان کو (گوشت) کھلاؤ۔

(ایضاً کذا فی العلل)

---

[1] حدیث کا یہ آخری جملہ اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں وجوب کا لفظ "سنت مؤکدہ" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ فرماتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھوں کی عام قربانی کی جبکہ ایک کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اور ذبح کے وقت یہ فرمایا ﴿اللّٰھم ھذا عنّی وعمّن لم یضح من اھلبیتی ﴾ (یا اللہ! یہ میری طرف سے اور میری اہلبیتؑ میں سے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی) اور جب دوسرے کو ذبح کیا تو یہ کہا ﴿اللّٰھم ھذا عنّی وعمّن لم یضح من امتی ﴾ (یا اللہ! یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی)۔ (ایضاً)

۶۔ امامؑ نے فرمایا جو بچہ ہنوز شکم مادر میں ہے۔ اس کی طرف سے قربانی نہیں کی جائے گی۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی۔ (ایضاً)

۸۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اضحیہ (عام شہروں میں قربانی کرنے) کی علت کیا ہے؟ فرمایا۔ (اس کے چند اغراض ہیں) (۱) جب قربانی کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو قربانی کرنے والے کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں (۲) خداوند عالم یہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ کہ پوشیدہ رہ کر بھی اس سے کون ڈرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ﴿لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم ﴾ (کہ قربانیوں کے گوشت اور ان کے خون خدا کو نہیں پاسکتے۔ اگر اسے پاسکتا ہے تو وہ تمہارا تقوی اور ڈر ہے)۔ پھر فرمایا کہ دیکھو۔ کہ خدا جلیل نے کس طرح جناب ہابیل کی قربانی قبول کی تھی اور قابیل کی قربانی رد کی تھی۔ (علل الشرائع)

۹۔ جناب علی ابن جعفر اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عام شہروں میں قربانی کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں ایک موٹے تازے، سینگ والے اور نر مینڈھے کی قربانی کرو۔ اور اگر موٹا مینڈھا نہ مل سکا تو پھر نر بکرا کی قربانی کرو۔ یا پھر دنبہ یا بکری کی قربانی کرو۔ جس کے خصیے کوٹے ہوئے ہوں۔ اور اگر وہ بھی نہ مل سکے تو پھر موٹی مادہ دنبہ کی قربانی کرو۔ فرمایا حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ (سن وسال کے اعتبار سے) ثنی کی قربانی کرو (مینڈھا دنبہ چھ ماہ کا ہو ساتویں میں داخل ہو اور گائے، بکرا ایک سال کامل ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو) اور جب خریدو تو اس کے دونوں کان اور دونوں آنکھیں صحیح وسالم ہوں۔ اور جب اسے ذبح کرنے لگو تو قبلہ کی طرف منہ کرو۔ اور یہ دعا پڑھو: ﴿وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفاً مسلماً لاشریک لہ وبذالک امرت وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللّھم منک ولک اللّٰھم تقبل منیٰ بسم اللہ الذی لا الہ الا ھو واللہ اکبر وصلی اللہ علی محمد وعلی

اھلبیتہ) پھر اس کا گوشت کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ و ۳۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب (۶۴ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۱

اس جانور کی عام قربانی کرنا مکروہ ہے جسے اپنے ہاتھوں سے پالا پوسا ہو قربانی (ذی الحجہ کے) پہلے عشرہ میں خرید کرو جانور کے علاوہ کسی اور چیز کی قربانی کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میرے پاس قربانی کے لئے ایک موٹا تازہ مینڈھا تھا۔ جب میں نے اسے پکڑ کر زمین پر لٹایا۔ تو اس نے (عجیب) نگاہوں سے مجھے دیکھا مجھے اس پر ترس آ گیا اور دل نرم ہو گیا مگر میں نے اسے ذبح کر دیا تو؟ فرمایا میں تمہارے لئے ایسا کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ خبردار۔ کسی جانور کو پال پوس کر ذبح نہ کرو۔[1] (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا گھریلو پالتو بکریوں کی قربانی نہ دی جائے۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز فرمایا قربانی نہ دی جائے مگر اس جانور کی جسے (ذوالحجہ کے پہلے) عشرہ میں خریدا گیا ہو۔ (ایضاً)

باب ۶۲

قربانی کے جانور کا مرفہ الحال ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی قربانی کے جانوروں کو مرفہ

---

[1] عام لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ گھر میں پالے پوسے ہوئے جانور کی قربانی کیوں مکروہ ہے؟ اس حدیث سے اس کا فلسفہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جب پالتو جانور سے قلبی لگاؤ ہو تو اسے قربان کرنے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی۔ اور اسے آمادہ کرنے کے لئے اس پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ پھر وہ حیوان بھی اپنے مالک و مربی سے یہ توقع نہیں رکھتا۔ لہذا اسے ذبح کرتے وقت خاص قساوت قلبی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

الحال بناؤ کیونکہ (کل کلاں) یہ پل صراط پر تمہاری سواری ہونگی۔[1] (علل الشرائع)

باب ۶۳

مستحبی قربانی کے جانوروں کا گوشت قسم توڑنے کے کفارہ کے طور پر (مساکین کو) کھلانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا قسم توڑنے کے کفارہ کے سلسلہ میں قربانی کے جانوروں کا گوشت مسکینوں کو کھلایا جائے؟ فرمایا نہ۔ کیونکہ یہ خداوند عالم کے نام پر قربانی ہے۔ (علل الشرائع، الفروع)

باب ۶۴

جس شخص کے پاس مستحبی قربانی کے لئے رقم نہ ہو اس کے لئے قرض لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار جناب ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! عید قربان آجاتی ہے۔ مگر میرے پاس قربانی کے لئے رقم نہیں ہے۔ تو آیا میں قرض لے کر قربانی کرسکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں قرض لے (کر بھی کر) کیونکہ یہ وہ قرضہ ہے جو (منجانب اللہ) ادا کیا جائے گا۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۲۔ شریح بن ہانی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ قربانی کرنے کی کیا فضیلت ہے۔ تو وہ قرضہ لے کر بھی قربانی کرتے (پھر فرمایا) جب جانور کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو قربانی کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے۔ (علل الشرائع)

---

[1] یہ روایت الفقیہ میں مرسلاً مذکور ہے اور علل الشرائع میں گو مسند ہے مگر اس کی سند میں بعض ایسے راوی موجود ہیں کہ جو مجروح ہیں نیز اسکے محمول بر تقیہ ہونے کا بھی احتمال ہے بہر حال یہ روایت روایۃً و درایۃً قابل اعتماد و لائق استناد نہیں ہے۔ واللہ اعلم (مترجم عفی عنہ)

حلق اور تقصیر کرانے کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل انیس (۱۹) باب ہیں)

باب ۱

جانور ذبح کرنے کے بعد حاجی پر حلق و تقصیر میں سے ایک ضرور واجب ہوتا ہے۔ اور مستحب ہے کہ حلق (سر منڈوانے) اور تقصیر کرانے یعنی ناخن کٹوانے اور مونچھیں کاٹنے کو جمع کیا جائے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب جانور کو ذبح کر چکو تو پھر سر منڈواؤ۔ اور اپنے ناخن کاٹو اور لبوں کو بھی۔ (التہذیب)۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محمد علوی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ جب جناب آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو انہوں نے سر کس چیز سے مونڈا تھا؟ فرمایا جناب جبرئیلؑ ان کے لئے جنت سے ایک یاقوت لائے تھے۔ جسے انہوں نے سر پر پھیرا جس سے ان کے بال گر گئے تھے۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿ثم لیقضوا تفثھم﴾ (وہ اپنی کثافت دور کریں) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس (تفث) سے مراد مونچھوں اور ناخنوں کا کاٹنا ہے۔ (الفقیہ، معانی الاخبار)

۴۔ بزنطی از حضرت امام رضا علیہ السلام کی روایت میں وارد ہے کہ تفث سے مراد ناخن کٹوانا، میل کچیل کا دور کرنا اور احرام کے کپڑے اتارنا ہے۔ (الفقیہ، المعانی، العیون)

۵۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا تفث سے (سر) منڈوانا اور جو کچھ انسان کے چمڑے پر (کثافت) ہوتی ہے اس کا زائل کرنا مراد ہے۔ (معانی الاخبار، الفقیہ)

۶۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿ثم لیقضوا تفثھم﴾ کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ تفث سر منڈوانا ہے۔ پھر فرمایا کہ اور یہ بات بھی ''تفث'' میں سے ہے کہ تم احرام

کی حالت میں کوئی قبیح کلام کرو۔ تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب مکہ میں داخل ہو تو خانہ کعبہ کا طواف کرو اور اس میں پاکیزہ کلام کرو۔ (معانی الاخبار)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی والے دن اپنا سر منڈواتے تھے، ناخن کاٹتے تھے، لبوں میں سے لیتے تھے اور اپنی ریش کے اطراف میں سے ترشواتے تھے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از اقسام حج و باب ۲۲ از اقسام احرام، باب ا از طواف و باب ۱۴ از سعی و باب ۴ از وقوف مشعر و باب ۱۱ از تقصیر و باب ۱۱ از رمی جمرہ و باب ۳۹ از ذبح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اس شخص کا حکم جو حلق و تقصیر کو جان بوجھ کر یا بھول کر یا لاعلمی کی وجہ سے ترک کردے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے (منیٰ میں) سر منڈوانے سے پہلے خانہ کعبہ کی زیارت کی (طواف الزیارۃ) کیا فرمایا: اگر اس نے یہ جانتے ہوئے کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا کیا ہے۔ تو پھر اس پر (کفارہ میں) ایک بکری کا خون بہانا واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے باسناد خود محمد بن عمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے سر منڈوانے سے پہلے خانہ کعبہ کی زیارت کی تو؟ فرمایا اس نے بھول کر ہی ایسا کیا ہوگا؟ پھر فرمایا چند آدمی قربانی کے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے بعض نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے (بھول کر یا لاعلمی کی وجہ سے) رمی جمرہ سے پہلے قربانی کی بعض نے کہا کہ میں نے سر منڈوانے سے پہلے قربانی کی، اس طرح انہوں نے کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی جسے انہوں نے مؤخر نہ کیا ہو جسے مقدم کرنا چاہئے تھا۔ اور نہ کوئی ایسی چیز چھوڑی جسے انہوں نے مقدم نہ کیا ہو جسے مؤخر کرنا چاہئے تھا؟ آنحضرت نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب الذبح میں باب ۳۹ میں) اور احرام عمرہ کی تقصیر ترک کرنے کے

بارے میں بعض حدیثیں اپنے مقام پر گزر چکی ہیں۔

باب ۳

جو شخص عمرہ میں قربانی کا جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لے جائے اس کا حکم کیا ہے آیا وہ سر منڈوانے سے پہلے ذبح کرے یا اس کے بعد؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص عمرہ (مفردہ) میں قربانی کا جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لائے وہ اسے سر منڈوانے سے پہلے نحر کرے! (الفروع، الفقیہ)

۲۔ نیز معاویہ بن عمار سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عمرہ (مفردہ) کرنے والا شخص جب قربانی کا جانور اپنے ہمراہ ہانک کر لائے تو اسے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوائے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ظاہری اختلاف تخییر پر مبنی ہے کہ ایسے شخص کو اختیار ہے کہ جسے چاہے مقدم کرے اور جسے چاہے مؤخر کرے۔

باب ۴

جو شخص تقصیر کرکے خانہ کعبہ کا طواف وسعی کرے۔ تو اس پر ترتیب کے مطابق سب کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے رمی جمرہ کیا، جانور ذبح کیا۔ مگر تقصیر نہیں کی۔ یہاں تک کہ اس نے (اس کے بعد) خانہ کعبہ کی زیارت کی، اور رات کے وقت سعی بھی کی۔ اس کا کیا حال ہوگا؟ اور اگر کوئی مرد اس طرح کرے تو اس کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں وہ (پہلے) تقصیر کرکے (اس کے بعد) خانہ کعبہ کا طواف حج کرے پھر طواف زیارۃ کرے۔ بعد ازاں وہ ہر چیز سے محل ہو جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ اور اس سے قبل باب ۳۹ از ذبح میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی

ہیں جو اس مقصد پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵

جو شخص حلق اور تقصیر کرنا ترک کرے یہاں تک کہ منیٰ سے باہر چلا جائے۔ تو اس پر تاحد امکان اس کی خاطر واپس آنا واجب ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر اپنی جگہ میں حلق یا تقصیر کرے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص سر منڈوانا یا تقصیر کرنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ منیٰ سے چلا گیا تو؟ فرمایا: واپس لوٹ کر آئے تاکہ حلق یا تقصیر کے ذریعہ اپنے بال وہاں ڈال دے۔ (التہذیب، والاستبصار)

۲۔ مسمع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنا سر منڈوانا یا تقصیر کرنا بھول گیا یہاں تک کہ منیٰ سے باہر نکل گیا تو؟ فرمایا: راستہ میں جہاں کہیں بھی یاد آئے وہیں سر منڈوائے (یا تقصیر کرے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب واپس لوٹنا خاصا مشکل ہو۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جو کہ حج کر رہا تھا (بمقام منیٰ) تقصیر کرنا بھول گیا یہاں تک کہ وہاں سے کوچ کر گیا تو؟ فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ وہ اپنے بال منیٰ کے سوا کسی اور جگہ ڈالے۔ اور قول خداوندی ﴿ثم لیقضوا تفثہم﴾ کے بارے میں فرمایا اس سے مراد بال مونڈنا اور جو کچھ انسانی چمڑے پر، (میل کچیل) ہے اس کا ازالہ کرنا ہے۔ (الفروع)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے تقصیر یا حلق نہیں کیا۔ یہاں تک کہ منیٰ سے کوچ کر گیا تو؟ فرمایا: واپس لوٹ کر منیٰ آئے تاکہ وہاں اپنے بال منڈوائے یا تقصیر کرلے! اور "صرورہ" (پہلی بار حج کرنے والے) پر واجب ہے کہ سر منڈوائے۔

(کتب اربعہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ مکہ میں سر منڈوائے اور بال اٹھا کر منیٰ لے جائے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ میں) آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۶

مستحب یہ ہے کہ منیٰ میں (حلق یا تقصیر کے بعد) بالوں کو دفن کر دیا جائے اور اگر کسی عذر کی بنا پر کسی اور جگہ حلق کرایا جائے تو بالوں کو منیٰ بھیجا جائے تاکہ وہاں ان کو دفن کیا جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے مکہ میں اپنا سر منڈوایا۔ فرمایا۔ بالوں کو منیٰ بھیجے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوشبل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب مؤمن منیٰ میں سر منڈوائے اور پھر اپنے بالوں کو وہاں دفن کر دے تو وہ اس حالت میں قیامت کے دن آئے گا کہ اس کے ہر ہر بال کی زبان ہوگی جو اس کے نام پر لبیک کہتی ہوگی۔ (الفروع، الفقیہ، المقنع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے کو کہتا ہے کہ اس کی طرف سے (منیٰ میں) قربانی کردے۔ اور وہ خود بمقام مکہ اپنے بال ڈالتا ہے (حلق یا تقصیر کراتا ہے) تو؟ فرمایا اس کے لئے روا نہیں کہ وہ اپنے بال منیٰ کے علاوہ کہیں اور ڈالے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام (حلق یا تقصیر کرا کے) اپنے بالوں کو بمقام منیٰ اپنے خیمہ کے اندر دفن کر دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ (اگلے لوگ) اسے مستحب جانتے تھے۔ روای کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بالوں کو منیٰ سے باہر لیجانا مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو باہر لے جائے اس پر لازم ہے کہ وہ واپس لوٹائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام حکم دیا کرتے تھے کہ ان کے بال منیٰ میں دفن کئے جائیں۔ (قرب الاسناد)

باب ۷

صرورہ (پہلی بار حج کرنے والے پر) سر منڈوانا واجب ہے اور جو پہلے حج کر چکا ہے اسے اختیار ہے کہ حلق کرے یا تقصیر اور یہی حکم عمرہ مفردہ کرنے والے کا ہے ہاں البتہ ان دونوں کے لئے حلق مستحب ہے اور جس کے بال جڑے ہوئے ہوں اور جس نے بالوں کا جوڑا بنا رکھا ہو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا صرورہ (پہلی بار حج کرنے والے) کو چاہئے کہ وہ سر منڈ وائے۔ اور اگر اس نے پہلے حج کیا ہوا ہے۔ تو پھر چاہے تو تقصیر کرے اور چاہئے تو حلق کرے۔ اور اگر اس کے بال جڑے ہوئے ہوں یا اس نے جوڑا بنا رکھا ہو تو اس پر حلق لازم ہے۔ اور اس کے لئے تقصیر جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کوئی شخص اپنے بالوں کا جوڑا بنائے یا حج وعمرہ میں ان کو جوڑ دے تو اس پر حلق کرنا واجب ہے۔ (التہذیب)

۳۔ ابو سعید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا تین شخصوں پر سر منڈوانا واجب ہے۔ (۱) جس کے بال جڑے ہوئے ہوں (۲) جو پہلی بار حج کرے (۳) جس نے اپنے بالوں کا جوڑا بنا رکھا ہو۔ (ایضاً)

۴۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے سر میں پھوڑے پھنسیاں ہیں وہ سر نہیں منڈ واسکتا تو؟ فرمایا اگر وہ اس سے پہلے حج کر چکا ہے تو پھر تو کچھ بال کٹوا لے۔ اور اگر اس نے پہلے حج نہیں کیا۔ تو پھر سر منڈوانا ہر صورت میں لازم ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ "صرورہ" (پہلی بار حج کرنے والے) پر لازم ہے کہ وہ سر منڈوائے اور تقصیر نہ کرے۔ تقصیر صرف اس کے لئے ہے جو پہلے حجۃ الاسلام ادا کر چکا ہو۔

(التہذیب، الفروع)

۶۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن دو بار فرمایا: اللّٰهم اغفر للمحلقين (یا اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے) عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اور تقصیر کرنے والے؟ فرمایا وللمقصرين (اور تقصیر کرانے والوں کو بھی بخش دے) دوسری روایت میں محلقین کے لئے تین بار اور مقصرین کے لئے ایک بار استغفار مذکور ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنع)

۷۔ عیص بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو کہ حج تمتع کر رہا تھا اس نے اپنے سر کے بالوں کا جوڑا بنایا۔ پھر مکہ آیا۔ مناسک حج ادا کئے۔ اور جوڑا کھول دیا اور تقصیر کر کے تیل لگا کر محل ہو گیا۔ تو؟ فرمایا اس پر ایک بکری کا خون بہانا لازم ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۸۔ بکر بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا صرورہ کے لئے تقصیر کرنا روا نہیں ہے۔ اور اس پر سر منڈوانا واجب ہے۔ (التہذیب)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ مروی ہے کہ جو شخص سر منڈوائے گا تو اس کے لئے ہر ہر بال کے عوض قیامت کے دن نور ہوگا۔ (الفقیہ)

۱۰۔ سالم ابو الفضل (سالم بن فضیل) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم عمرہ (مفردہ) کرتے ہوئے (مکہ میں) داخل ہوئے ہیں آیا تقصیر کرائیں یا سر منڈوائیں؟ فرمایا سر منڈواؤ۔ کیونکہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈوانے والوں کے لئے تین بار اور تقصیر کرانے والوں کے لئے ایک بار رحمت و مغفرت کی دعا کی ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ سلیمان بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ صرورہ کے لئے سر منڈوانا واجب ہے؟ اور جو پہلے حج کر چکا ہو اس پر واجب نہیں ہے؟ فرمایا تا کہ اس پر محفوظ و مأمون ہونے کی علامت لگ جائے۔ کیا تم خدائے عزوجل کا ارشاد نہیں سنتے کہ فرماتا ہے ﴿لیدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم و مقصرین لاتخافون﴾ (تا کہ مسجد الحرام میں سر منڈواتے ہوئے امن وامان کے ساتھ داخل ہوں اور تقصیر کراتے ہوئے اور کوئی خوف نہ ہو)
(الفقیہ، علل الشرائع)

۱۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں نوادر بزنطی سے اور وہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے جو شخص اپنے (سر کے بال) بالوں کو گوندھے یا جوڑا بنائے اس کے لئے تقصیر کرانا روا نہیں ہے۔ بلکہ اس پر سر منڈوانا واجب ہے۔ اور جو نہ گوندھے اسے اختیار ہے کہ چاہے تو تقصیر کرے اور چاہے تو منڈوائے البتہ منڈوانا افضل ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تقصیر کی حدیثوں (باب ۴ کے اندر) میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمرہ مفردہ کے حکم پر دلالت کرتی ہیں اور جو صرورہ کے حکم پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۸
عورت پر تقصیر کرانا واجب عینی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عورتوں کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا اگر ان پر قربانی لازم نہیں ہے تو (تقصیر کراتے ہوئے) اپنے کچھ بال ترشوائیں اور اپنے ناخن کٹوائیں۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن ابو جعفر امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ عورت تقصیر کرائے اور مرد سر منڈوائے۔ اور اگر پہلے حج کر چکا ہے تو پھر چاہے تو تقصیر کرے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا عورتوں پر حلق نہیں ہے اور ان کے لئے تقصیر کافی ہے۔(التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد و خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا یا علی! عورتوں پر نماز جمعہ اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور سر منڈوانا نہیں ہے۔(الفقیہ)

باب ۹
دوسرا شخص سر مونڈ سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ حدیبیہ کے دن جس شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مونڈا وہ خراش بن امیہ خزاعی تھا۔ اور جس نے حج میں آپ کا سر مونڈا وہ معمر بن عبداللہ تھا۔ قوم قریش نے کہا اے معمر! اس وقت محمد تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیرے ہاتھ میں استرا ہے۔(ان کا کام تمام کردے) اس نے کہا بخدا۔ میں تو اپنے لئے خداوند کریم کا فضل عظیم سمجھتا ہوں۔(کہ اس نے مجھے آنحضرتؐ کی خدمت کرنے کی توفیق دے دی)۔(الفقیہ، التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(باب ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۱۰

سر منڈواتے وقت بسم اللہ اور منقولہ دعا کا پڑھنا اور سر کے دائیں قرن[1] سے منڈوانے کی ابتداء کرنا اور کھوپڑی کی دونوں ہڈیوں تک پہنچنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ (بن عمار) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حجام کو حکم دیا کہ وہ (سر مونڈتے وقت) آپ کے سر کے دائیں قرن سے ابتداء کرے۔ اور مونڈے اور آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر یہ دعا پڑھی ﴿اللّٰھم اعطنی بکل قرۃ نوراً یوم القیامۃ﴾ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا سر منڈوانے میں سنت یہ ہے کہ سر کی دونوں بڑی ہڈیوں تک پہنچ جائے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۱

جس شخص کے سر پر بال نہ ہوں یا گنجا آدمی تو اسکے لئے سر پر استرا پھروا دینا کافی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جو کہ حج تمتع کر رہا تھا اس نے تقصیر کرنی تھی مگر (غلطی سے) سر منڈوایا تو؟ فرمایا: اسے ایک خون بہانا چاہئے! اور جب قربانی کا دن ہو تو سر منڈواتے وقت سر پر استرا پھیر دے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کہ ایک شخص نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوا دیا تو؟ فرمایا: قربانی کرنے کے بعد سر پر استرا پھیر دے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ولا تحلقوا رؤسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلّہ﴾ (اس وقت تک سر نہ منڈواؤ جب تک قربانی کا جانور اپنے مذبح تک نہ پہنچ جائے)۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ خراساں کا رہنے والا ایک شخص حج پر آیا جس

---

[1] قرن کے معنی سینگ کے ہیں ویسے انسان کے سر کی اس جگہ کو بھی قرن کہا جاتا ہے جہاں جانور کے سینگ اگتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کا سر گنجا تھا۔ اور احسن طریقے پر تلبیہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فتویٰ طلب کیا گیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا اس کی طرف سے دوسرا شخص تلبیہ کہہ دے اور سر پر استرا پھیر دیں کہ ایسا کرنا مجزی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

حج کے موسم میں حج و عمرہ میں سر منڈوانے کے بعد (عام حالات میں) سر منڈوانے میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بندہ برابر خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ تک سر پر بال رہیں (یعنی سر نہ منڈوائے) (الفروع، کذا فی الفقیہ)

۲۔ ابن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم لوگ جب منیٰ سے واپس آئے تو چندون تک تو ہم نے کچھ نہ کیا مگر اسکے بعد آرام طلبی کی خاطر سر منڈوا دیا جس کی وجہ سے مجھے دل میں فاسد خیال گزرا تو؟ فرمایا: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب مکہ چھوڑنے لگتے تھے تو ان کے لئے (مخصوص) کپڑے لائے جاتے (جنہیں زیب بدن فرماتے) اس وقت آپ سر منڈواتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر امام نے اس ارشاد خداوندی ﴿ثم لیقضوا تفثهم ولیوفوا نذورهم﴾ کی تفسیر میں فرمایا: تفث سے ناخن کٹوانا میل کچیل کا دور کرنا اور احرام کا اتارنا مراد ہے۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حج و عمرہ کے علاوہ عام سر منڈوانا مثلہ۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب (سر منڈوانے) کی عادت نہ ہو اور اس کے باوجود یہ حدیث حرمت یا کراہت پر دلالت نہیں کرتی اور قبل ازیں آداب حمام میں اس کا مستحب[1] ہونا گزر چکا ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حج کرنے والا شخص جب اپنے گھر سے نکلتا ہے تو پھر واپس اپنے گھر

---

1. سر کے بال بڑھانے اور منڈوانے میں سے کون سا طریقہ افضل ہے؟ اس سلسلہ میں سرکار علامہ مجلسی نے حلیۃ المتقین میں یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ اگر بالوں کی باقاعدہ حفاظت کی جا سکے (دھونا، تیل لگانا، اور کنگی کرنا) تو پھر بال بڑھانا افضل اور اگر نہ کی جا سکے تو پھر منڈوانا افضل ہے۔ فراجع (احقر مترجم عفی عنہ)

آنے تک وہ برابر (اجر ثواب میں) خانہ کعبہ کا طواف کرنے والا متصور ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ بزنطی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب روایت کرتے ہیں کہ حج وعمرہ کے علاوہ (عام حالت میں) سر منڈوانا مثلہ ہے؟ فرمایا جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مناسک حج سے فارغ ہو جاتے تھے تو سایہ نامی قریبی گاؤں میں تشریف لے جاتے اور وہاں سر منڈواتے تھے (یعنی یہ حدیث درست نہیں)۔ (ایضاً)

۶۔ فرماتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: حج اور عمرہ کے علاوہ سر منڈوانا دشمنوں کے لئے مثلہ ہے اور تمہارے لئے حسن وجمال کا باعث ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۴

حج تمتع کرنے والا شخص جب سر منڈوائے تو اس کے لئے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے سوائے خوشبو اور عورتوں اور شکار کے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب آدمی قربانی کا جانور ذبح کرے اور سر منڈوائے تو اس کے لئے سوائے عورتوں اور خوشبو کے باقی ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ جو کہ احرام کی وجہ سے اس پر حرام ہوئی تھی اور جب (منیٰ سے واپسی پر) خانہ کعبہ کا طواف (زیارت) کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے تو عورتوں کے سوا باقی ہر چیز حلال ہو جاتی ہے اور جب طواف النساء کرے تو پھر سوائے شکار کے باقی ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے رمی کی اور سر منڈوایا لہذا اب وہ ایسی غذا کھا سکتا ہے جس میں زردی (زعفران وغیرہ کوئی نہ کوئی چیز ہو)؟ فرمایا: نہ یہاں تک کہ طواف کعبہ کر کے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے، تو اب اس کے لئے عورتوں کے سوا ہر چیز حلال ہو جائے گی، اور جب خانہ کعبہ کا ایک اور طواف (النساء) کرے گا تو پھر عورت بھی حلال ہو جائیگی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ علاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حج تمتع کر رہا ہوں (قربانی کے دن) جانور ذبح کیا اور سر منڈایا تو اب سر پر مہندی لگا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں مگر کسی خوشبو کو نہ چھونا۔ عرض کیا آیا (سلا ہوا) قمیص پہن سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں جب چاہے۔ عرض کیا: آیا سر ڈھانپ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (منیٰ سے واپسی پر) خانہ کعبہ کا طواف (زیارت) کرنا بھول گیا تو؟ فرمایا میں بعض اوقات اسے اس قدر۔ مؤخر کرتا ہوں کہ ایام تشریق گزر جاتے ہیں ہاں البتہ جب تک طواف نہ کر لو تب تک عورتوں اور خوشبو کے قریب نہ جاؤ۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والا شخص جب (منیٰ میں) سر منڈوالے تو اسکے لئے کیا حلال ہوجاتا ہے؟ فرمایا سوائے عورتوں کے باقی ہر چیز حلال ہوجاتی ہے۔ (الفروع)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیدی باسناد خود حسین بن علوی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب جمرہ عقبہ کو کنکر مار چکو تو تمہارے لئے عورتوں کے سوا باقی ہر چیز حلال ہوجائے گی جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھی (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب سر منڈوا کر طواف (الزیارۃ) بھی کرے۔

۷۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہوجاؤں! ایک شخص نے (بھول کر) رمی جمرہ کرنے کے بعد اور سر منڈوانے سے پہلے فالودہ کھایا جس میں زعفران پڑا ہوا تھا۔ تو؟ فرمایا۔ کوئی حرج نہیں ہے پھر عرض کیا آیا حرم رسول (مدینہ) میں مجھ پر سب کچھ حرام ہے جو حرم خدا (مکہ) میں حرام تھا؟ فرمایا نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (یہاں سر منڈوانے اور طواف الزیارۃ کرنے سے پہلے زعفران والا فالودہ کھانے کی امامؑ نے جو اجازت دی ہے۔) یہ تو بھول کر کھانے پر محمول ہے۔ (ورنہ عمداً وعلماً ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔) نیز مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اور کچھ ایسی بھی آئینگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں اور ہم ان کی توجیہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جس کا حج تمتع نہ ہو۔ جب وہ سر منڈوائے تو اس کے لئے عورتوں کے سوا خوشبو بھی حلال ہوجاتی ہے۔ مگر وہ اس وقت حلال ہونگی جب حاجی طواف (النساء) کرے گا اور عورت کے لئے اس وقت تک شوہر حلال نہیں ہوگا۔ جب تک وہ طواف النساء نہیں کرے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس حاجی کا حج تمتع نہ ہو اس کے لئے قربانی والے دن کیا حلال ہوتا ہے؟ فرمایا عورتوں کے سوا باقی ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ پھر سوال کیا کہ جس کا حج تمتع ہو اس کے لئے اس دن کیا حلال ہوتا ہے؟ فرمایا عورتوں اور خوشبو کے سوا باقی ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف الزیارۃ کرنے سے پہلے خوشبو استعمال کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ میں نے آنحضرتؐ کو طواف الزیارۃ سے پہلے کستوری کا ضماد کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس حاجی پر محمول کیا ہے جس کا حج تمتع نہ ہو۔ اور یہ بات قریب ہے۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ (جس کی خوشی میں) آپ نے قربانی والے دن ہمارے لئے ایک خاص قسم کا حلوا بھیجا جس میں زعفران پڑا ہوا تھا جبکہ ہم سر منڈوا چکے تھے۔ تو میں نے تو کھا لیا مگر کاہلی اور مرازم نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا! اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ہم نے ہنوز طواف زیارت نہیں کیا (جس کے بعد خوشبو حلال ہوتی ہے) جب امام علیہ السلام نے ان کا کلام سنا تو آپؑ نے مصادف سے فرمایا: (اور یہی مصادف وہ حلوا لایا تھا اور اسی نے امام کو بتایا کہ عبدالرحمن نے کھا لیا ہے مگر اس کے دوسرے ساتھیوں نے یہ کہہ کر اسے کھانے سے انکار کیا کہ ہم نے ابھی تک طواف زیارت نہیں کیا) عبدالرحمن نے ٹھیک کیا ہے! پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جب اسی قسم کے دن ہمارے پاس اسی قسم کا حلوا لایا گیا تھا اور میں نے کھا لیا تھا۔ مگر میرے بھائی عبداللہ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا تھا اور جب میرے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) تشریف لائے تو اس نے ان کو میرے خلاف اکساتے ہوئے کہا: بابا جان! موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آج ایسا حلوا کھایا ہے جس میں زعفران پڑا ہوا تھا۔ جب کہ ہنوز انہوں نے طواف زیارت نہیں کیا تھا۔ تو میرے والد نے ان سے کہا تھا کہ وہ (موسیٰ کاظم علیہ السلام) تجھ سے زیادہ فقہ دان ہیں۔ کیا تم سر منڈوا نہیں چکے؟ (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں گزشتہ و آئندہ حدیثوں کی روشنی میں حضرت شیخ طوسیؒ نے اس حدیث کو بھی اس حاجی پر محمول کیا ہے جس کا حج تمتع نہ ہو۔ نیز فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے طواف کے باب میں اس عورت کے احکام کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔ جیسے حیض طواف کرنے سے مانع ہو۔

باب ۱۵

اس شخص کا حکم جو سر منڈوانے سے پہلے طواف الزیارۃ کرے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے سر منڈوانے سے پہلے طواف الزیارۃ کیا تھا۔ فرمایا: اگر اس نے یہ جانتے ہوئے ایسا کیا ہے کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا تو پھر اس پر ایک بکری کا خون بہانا واجب ہے۔ (الفروع،)

باب ۱۶

ایام تشریق میں شکار کرنے کا حکم

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص نفر اول میں (منیٰ سے) لوٹے اس کے لیے کب شکار حلال ہوتا ہے؟ فرمایا: تیسرے دن! (۱۳ ذی الحجہ) جب کہ سورج ڈھل جائے۔ (التہذیب)

۲۔ حماد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص نفر اول میں لوٹ جائے اس کے لیے اس وقت تک شکار حلال نہیں ہوتا جب تک (ایام تشریق کے بعد منیٰ سے) عام لوگ نہ لوٹ آئیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کے کچھ حدیثیں وہاں بیان کی جائیں گی جہاں اس شخص کا تذکرہ کیا جائے گا جو اپنے احرام میں شکار اور عورتوں سے اجتناب نہ کرے اور واپس لوٹ آئے۔

باب ۱۷

حلق یا تقصیر کرنے سے پہلے خطمی سے سر دھونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی شخص سر منڈوانے سے پہلے خطمی سے سر دھو سکتا ہے؟ فرمایا: تقصیر کر کے دھو سکتا ہے۔ (الفروع، المقنع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے اماماین علیہما السلام میں سے ایک امام سے سوال کیا کہ محرمہ عورت جب (حیض) سے پاک ہو جائے تو آیا اپنا سر خطمی سے دھو

سکتی ہے؟ فرمایا: اس کے لیے (صرف) پانی کافی ہے (یعنی خطمی سے نہ دھوئے) (الفقیہ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک (حاجی) شخص قربانی والے دن سر منڈوانے سے پہلے خطمی سے اپنا سر دھو سکتا ہے؟ فرمایا: میرے والد ماجد اپنی اولاد کو اس سے منع کرتے تھے۔ (قرب الاسناد، المقنع)

باب ۱۸

حج تمتع کرنے والے شخص کے لیے سر منڈوانے کے بعد اور طواف (الزیارۃ) اور سعی سے پہلے (سلے ہوئے) کپڑے پہننا اور سر کا ڈھانپنا مکروہ ہے۔ مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں۔ جس میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو حج تمتع کر رہا تھا اور اس نے وقوف عرفات مشعر الحرام کیا اور (منیٰ) میں قربانی کا جانور بھی ذبح کیا اور سر بھی منڈوایا تو؟ فرمایا: جب تک طواف الزیارۃ نہ کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تب تک کپڑے نہ پہنے کیونکہ میرے والد ماجد اسے مکروہ جانتے تھے۔ اور اس کی ممانعت فرماتے تھے۔ ہم نے عرض کا اور اگر ایسا کرے تو؟ فرمایا: میں اس پر کوئی چیز (کفارہ وغیرہ) نہیں دیکھتا اور اگر ایسا نہ کرے تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ (التہذیب، والاستبصار)

۲۔ ادریس قمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارا ایک غلام ہے جس نے حج تمتع کیا اور سر منڈوا کر طواف الزیارۃ کرنے سے پہلے (سلے ہوئے) کپڑے پہن لیئے تو؟ فرمایا: اس نے برا کام کیا ہے۔ میں نے عرض کیا آیا اس پر کچھ (کفارہ) ہے؟ فرمایا: نہ۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے ابن سماک کو دیکھا ہے کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہا تھا جب کہ اس نے خفین، قبا پہن رکھی تھی اور کمر بند باندھ رکھا تھا؟ فرمایا: اس نے بھی برا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا آیا اس پر کچھ ہے؟ فرمایا: نہ۔

(التہذیب، والاستبصار، المقنع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے رمی جمرات کیا، قربانی کا جانور ذبح کیا، سر منڈوایا تو آیا اب وہ طواف الزیارۃ کرنے سے پہلے قمیص اور ٹوپی پہن سکتا ہے؟ فرمایا: اگر حج تمتع کر رہا ہے تو نہ اور اگر حج افراد ہے تو پھر ہاں۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ ایسا شخص سر پر مہندی تو لگا سکتا ہے مگر کستوری نہیں لگا سکتا کیونکہ مہندی خوشبو نہیں ہے۔ اور سر کو ڈھانپ بھی سکتا ہے کیونکہ اس کا سر منڈوانا اس کے سر ڈھانپنے سے بڑا فعل ہے (جو وہ کر چکا ہے۔) (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کو کراہت پر محمول کیا ہے اور ایسا نہ کرنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

باب ۱۹

حج تمتع کرنے والے شخص کے لیے طواف النساء سے پہلے خوشبو کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آیا حج کرنے والے کے لیے طواف النساء کرنے سے پہلے خوشبو کا استعمال کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نہ (التہذیب، والاستبصار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر بعض علماء نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس کے لیے خوشبو کا استعمال نہ کرنا مستحب ہے۔

بیت اللہ کی زیارت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چار (۴) باب ہیں)

باب ا

قربانی والے دن ہی یا دوسرے دن خانہ خدا کی زیارت کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے اور اس سے مؤخر کرنا بالخصوص حج تمتع والے کے لئے مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے قربانی والے دن خانہ خدا کی زیارت کے بارے میں فرمایا: اس کی زیارت کرا اور اگر کسی مصروفیت کی بنا پر اس دن نہ کر سکے تو پھر دوسرے دن کرا اور اسے مؤخر نہ کر۔ کیونکہ حج تمتع والے کے لئے تاخیر مکروہ ہے۔ البتہ حج افراد والے کے لیے اس تاخیر کی گنجائش ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ایام تشریق گزرنے تک خانہ خدا کی زیارت کو مؤخر کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر عورتوں اور خوشبو کے نزدیک نہ جاؤ۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص خانہ خدا کی زیارت کرنا بھول گیا یہاں تک کہ اپنے گھر چلا گیا تو؟ فرمایا جب دوسرے مناسک ادا کر چکا تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس کی قضا کرے یا کسی کو اپنا نائب بنائے یا پھر یہ الوداعی زیارت پر محمول ہے۔ جو کہ مستحب ہے نہ کہ طواف الزیارۃ پر جو کہ واجب ہے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ حج تمتع کرنے والا کب خانہ کعبہ کی زیارۃ کرے؟ فرمایا قربانی والے دن۔

(التہذیب، الاستبصار)

۵۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حج تمتع کرنے والا قربانی کے دن منیٰ میں رات نہ گزارے جب تک طواف الزیارۃ نہ کرے۔ (ایضاً)

۶۔ عمران حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حج تمتع کرنے والے کو چاہیئے کہ قربانی والے دن یا اس سے اگلی رات خانہ خدا کی زیارت کرلے اور اس دن (گیارہ ذی الحجہ) سے زیادہ مؤخر نہ کرے۔ (ایضاً الفروع)

۷۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والے کب خانہ خدا کی زیارت کریں؟ فرمایا قربانی والے دن یا اس سے اگلے دن اس سے زیادہ مؤخر نہ کریں۔ ہاں البتہ حج افراد اور قران کرنے والے اسے مزید مؤخر کرسکتے ہیں کیونکہ یہ تمتع کی مانند نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستصار)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: منیٰ سے واپسی کے دن تک طواف الزیارۃ کے مؤخر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس میں جلدی کرنا اس لئے مستحب ہے کہ مبادا کوئی حدث (رکاوٹ وغیرہ) پیدا نہ ہوجائے۔ (ایضاً والفقیہ)

۹۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا خانہ خدا کی زیارت تیسرے دن (بارہ ذی الحجہ) تک مؤخر کی جاسکتی ہے؟ فرمایا جلدی کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر مؤخر کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۲

سرمنڈوانے کے بعد طواف الحج کرنا واجب ہے۔ اگر وقوف عرفات سے پہلے نہ کرچکا ہو، اور ہر حج اور عمرہ میں طواف النساء واجب ہے اور مرد و زن کے لئے مسجد الحرام میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا اور ناخن کٹوانا اور مرد کے لئے لبین لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی والے دن سر منڈواتے تھے، ناخن کٹواتے تھے، اور لبین لیتے تھے اور اپنی ریش مبارک کو اس کے اطراف سے ترشواتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا "پھر اپنا سر منڈوا، غسل کر، ناخن کٹوا، اور لبین لے۔ اور (پھر) خانہ خدا کی زیارت کر۔ اور پھر اس طرح سات چکر لگا جس طرح اس دن لگائے تھے جب مکہ پہنچا تھا۔ (التہذیب)

۳۔ عمران حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ عورتیں جب خانہ خدا کی زیارت کے لئے آئیں تو غسل کریں؟ فرمایا۔ ہاں! خدا فرماتا ہے ﴿وطهرا بيتي للطائفين والعاكفين والركع السجود﴾ (میرے گھر کو طواف کرنے، اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک کرو) اور فرمایا بندہ کو چاہیئے کہ جب اس میں داخل ہو۔ تو پسینہ اور میل کچیل کو دھو چکا ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲ از اقسام حج باب ۱۱ از اغسال مسنونہ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

خانہ خدا کی زیارت کے لئے منیٰ میں غسل کر لینا کافی ہے۔ نیز اگر زیارت رات کو کرنی ہو تو دن کے وقت غسل کر لینا کافی ہے۔ اور اگر غسل ٹوٹ جائے اگرچہ حدث اصغر (موجب وضو) سے ہو تو پھر اس کا اعادہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو العلاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب میں منیٰ سے واپسی پر خانہ خدا کی زیارت کرنا چاہوں تو غسل کروں؟ فرمایا: میں تو منیٰ میں غسل کر کے زیارت کرتا ہوں۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایک شخص دن کے وقت غسل کر کے اس سے رات کے وقت خانہ خدا کی زیارت کر سکتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ وہی غسل کافی ہے۔ بشرطیکہ اس کے بعد کوئی حدث سرزد نہ ہو۔ اور اگر کوئی حدث سرزد ہو جائے (اگرچہ) موجب وضو ہو تو پھر اس غسل کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو بروایت اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کیا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس میں دن کی بجائے رات کا لفظ وارد ہے کہ ایک شخص رات کے وقت غسل کرکے رات میں ہی زیارت کرتا ہے فرمایا: ہاں! مجزی ہے۔ (الفروع)

باب ۴

مسجد الحرام کے دروازہ پر منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔ اور طواف اور سعی کرنے کی کیفیت؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب قربانی والے دن (طواف الزیارۃ کے لئے) مسجد الحرام کے دروازہ پر پہنچو۔ تو وہاں کھڑے ہوکر یہ دعا پڑھو ﴿اللّٰهم اعنی علیٰ نسكك و سلمني له و سلمني اسئلك مسألة العليل الزليل المعترف بذنبه ان تغفرلي ذنوبي و ان ترجعني بحاجتي اللّٰهم اني عبدك و البلد بلدك، و البيت بيتك، جئت أطلب رحمتك، وأؤم طاعتك متبعاًلأمرك راضياًبقدرك، أسألك مسئلت المضطر اليك، المطيع لامرك، المشفق من عذابك الخائف لعقوبتك، أن تبلغني عفوك ان تجيرني من النار برحمتك﴾ پھر حجر اسود کے پاس جاؤ۔ اسے چھوؤ اور بوسہ دو۔ اور اگر بوسہ نہ دے سکو۔ تو پھر اسے ہاتھ سے چھو کر اپنے ہاتھ کو چومو۔ اور اگر ہاتھ بھی نہ لگا سکو تو پھر اس طرف منہ کرکے تکبیر (اللہ اکبر) کہو۔ اور وہی دعا پڑھو جو پہلی بار مکہ پہنچ کر طواف کرتے وقت پڑھی تھی۔ اور پھر بیت اللہ کے سات چکر لگاؤ جس طرح کہ مکہ پہنچ کر لگائے تھے۔ بعد ازاں مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھو جس میں (پہلی رکعت میں) قل ھو اللہ احد اور (دوسری رکعت میں) قل یا ایہا الکافرون پڑھو۔ اور پھر حجر اسود کے پاس جاؤ اور ہو سکے تو اسے بوسہ دو۔ اور اس کی طرف منہ کرکے تکبیر کہو۔ پھر کوہ صفا کی طرف جاؤ اور اس پر چڑھو اور پھر مروہ پر چڑھو۔ اور ان کے درمیان سات چکر لگاؤ۔ جس کی ابتداء صفا سے کرو اور مروہ پر اختتام کرو۔ جب تم یہ اعمال بجالا چکو گے تو تم پر عورتوں کے سوا باقی ہر چیز حلال ہو جائے گی جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھی۔ پھر خانہ کعبہ کے سات چکر لگاؤ (طواف النساء کرو) بعد ازاں مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد تم پر ہر چیز حلال ہو جائے گی۔ اور تم حج سے فارغ ہو جاؤ گے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

(مکہ مکرمہ سے) منیٰ کی طرف واپس لوٹنے، رمی جمرات کرنے اور وہاں پر شب باشی کرنے اور پھر واپس لوٹنے کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بیس (۲۰) باب ہیں)

باب ۱

ایام تشریق میں منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ شب باشی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر حاجی کسی اور جگہ رات گزارے تو ہر رات کے عوض اسے ایک بکری ذبح کرنا پڑے گی۔ مگر یہ کہ مکہ میں عبادت میں مشغول رہ کر رات گزارے، یا منیٰ سے نصف شب کے بعد نکلے یا راتوں رات مکہ سے نکل آئے۔

(اس باب میں کل تئیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب طواف حج اور طواف النساء سے فارغ ہو جاؤ تو منیٰ کے سوا کسی اور جگہ شب باشی نہ کرو۔ مگر یہ کہ (مکہ میں رہ کر) مشغول عبادت رہو۔ یا نصف شب کے بعد (منیٰ سے) نکلو کہ اس صورت میں منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ شب باشی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے منیٰ والی راتیں (شبہائے تشریق) صبح تک مکہ میں گزاریں تو؟ فرمایا اگر وہ دن کے وقت وہاں گیا تھا اور پھر صبح تک وہاں رہا تو اس (پر ہر رات کے عوض) ایک بکری کا خون بہانا لازم ہے۔ (التہذیبین)

۳۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے منیٰ سے جا کر زیارت بیت اللہ کرنے کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا فرمایا اگر وہ دن کے وقت یا عشاء کے وقت جا کر زیارت کرے تو پھر چاہیئے کہ اسے پو نہ پھٹے مگر منیٰ میں۔ لیکن اگر اس زیارت کے لئے (منیٰ سے) نصف شب کے بعد یا سحری کے وقت نکلے تو پھر

اگر اسے مکہ میں پو پھٹ جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ صفوان بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے بعض لوگوں نے سوال کیا کہ ایک شخص نے منیٰ والی راتیں مکہ میں گزاریں تو اس پر کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ پس میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ میں آپ پر قربان ہوجاؤں! آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: جب حاجی (منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ) شب باشی کرے تو اس پر ایک بکری کا خون بہانا واجب ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ لذت واستراحت کی خاطر وہاں شب باشی نہ کرے بلکہ طواف سعی (اور دیگر عبادات بجالانے) کے لئے کرے تو بھی اس پر یہ (کفارہ) ہے۔ فرمایا: یہ اس کی مانند نہیں ہے تاہم میں چاہتا ہوں کہ جب پو پھٹے تو یہ منیٰ میں ہو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے شبہائے منیٰ میں سے ایک شب وہاں نہیں گزاری تو؟ فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے۔ مگر اس نے ایسا کرکے اچھا نہیں کیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس شخص پر محمول کیا ہے جس نے عبادت خدا میں مشغول رہ کر مکہ میں رات گزاری ہو۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہو جو نصف شب کے بعد منیٰ سے نکلا ہو۔ (کہ ان پر کفارہ نہیں ہے۔)

۶۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شب ہائے تشریق منیٰ کے سوا کسی اور جگہ پر نہ گزار۔ اور اگر کوئی آدمی رات اس کے علاوہ کسی اور جگہ گزارے تو اس پر ایک (بکری کا) خون لازم ہے۔ اور اگر اول شب میں (منیٰ سے) نکلنا چاہو تو پھر تمہیں آدھی رات منیٰ میں گزارنی چاہئے (اس کے بعد نکلو) مگر یہ کہ تم وہ رات (مکہ میں) عبادت خدا میں مشغول رہ کر گزارو یا تم مکہ سے نکل آؤ۔ (مگر صبح کے وقت منیٰ پہنچو) اور اگر (منیٰ سے) نیمۂ شب کے بعد نکلو تو پھر کسی اور جگہ صبح کرنے میں کوئی ضرر وزیاں نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی اس مذکورہ بالا روایت کو درج کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص نے عشاء کے وقت طواف الزیارۃ کیا۔ اور طلوع فجر تک برابر طواف، دعا وپکار اور سعی (وغیرہ) میں مشغول رہا ہو تو؟ فرمایا اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی اطاعت میں مصروف تھا۔ (الفروع)

۸۔ علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے طواف الزیارۃ کیا، اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کی اور پھر (منیٰ کی طرف) لوٹا مگر راستہ میں اس کو نیند غالب آگئی اور وہ صبح تک وہاں

سویا رہا تو؟ فرمایا اس پر ایک بکری واجب ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۹۔ ابوالصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا میں قیام منیٰ کے ایام میں منہ اندھیرے (صبح صادق سے پہلے) طواف الزیارۃ کے لئے مکہ جا سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ! یہاں تک کہ صبح صادق ہو جائے۔ امام علیہ السلام نے یہ بات منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ شب باشی کو ناپسند کرتے ہوئے فرمائی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے افضلیت پر محمول کیا ہے۔ ورنہ نصف شب کے بعد جانا جائز ہے۔

۱۰۔ عبدالغفار جازی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص طواف الزیارۃ کرنے کے ارادہ سے نصف شب سے پہلے منٰی سے نکلا اور صبح مکہ میں کی تو؟ فرمایا: ایسا کرنا روا نہیں اور اگر ایسا کرے تو کچھ صدقہ دے یا خون بہائے ہاں البتہ اگر نصف شب کے بعد وہاں سے نکلے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ محمد بن اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے طواف الزیارۃ کیا اور (واپسی پر) منیٰ (پہنچنے) سے پہلے سو گیا تو؟ فرمایا: اگر "عقبۃ المدینین" سے گزر کر سوئے تو پھر سونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً، الفروع)

۱۲۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب کوئی حاجی منیٰ سے نکل کر اور طواف الزیارۃ کر کے مکہ سے نکل جائے۔ اور مکہ کے مکانوں سے باہر جا کر سو جائے اور منیٰ پہنچنے سے پہلے اور صبح صادق تک سوتا رہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۱۳۔ ابن بکیر بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یعنی اہل مکہ سے کہ تم جب طواف الزیارۃ کر چکو تو اپنے مکانوں میں داخل نہ ہو (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ کراہت پر محمول ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ یا مکانوں میں داخل ہونے سے مراد وہ داخلہ ہے۔ جس کے ہمراہ نیند بھی ہو۔

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مالک بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جناب عباسؓ نے سقایۃ الحاج (حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام کرنے کے لئے) شب ہائے منیٰ مکہ میں گزارنے کے لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ اور آنحضرتؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ (علل الشرائع)

۱۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ والد ماجد سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو منیٰ سے مکہ (طواف الزیارۃ کی خاطر) آیا اور اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا اور صبح تک وہیں سوتا رہا؟ فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ خدا سے طلب مغفرت کرے اور پھر ایسا نہ کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی (باب ۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲

قیام منیٰ کے دنوں میں مستحبی طواف کرنے کی خاطر مکہ جانا بشرطیکہ وہاں شب باشی نہ کی جائے جائز ہے۔ مگر ان دنوں میں منیٰ میں قیام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص قیام منیٰ کے دنوں میں مکہ جائے تا کہ (مستحبی) طواف کرے مگر وہاں رات نہ گزارے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص ایام منیٰ میں خانہ کعبہ کی زیارت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو (دوسری روایت کے مطابق فرمایا: ہاں اچھا ہے)۔

(التہذیب، الاستبصار)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے (منیٰ سے آکر) طواف حج کیا۔ اب وہ (وہیں ٹھہر کر مستحبی) طواف کرتا رہا ہے تو یہ بات آپ کو زیادہ پسند ہے یا سیدھا واپس منیٰ چلا جائے؟ فرمایا: ان میں سے جو شق چاہے اختیار کرے بشرطیکہ منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ شب باشی نہ کرے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق باسناد خود لیث مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (ایام منیٰ میں) مکہ جاتا ہے اور طواف الزیارۃ کرتا ہے۔ تو آیا (مستحبی) طواف کرنے کے لئے وہاں ٹھہر جائے؟ فرمایا اس کا منیٰ میں قیام مجھے زیادہ پسند ہے۔ (کتب اربعہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایام تشریق میں طواف الزیارۃ کے بعد طواف کرنا کیسا ہے؟ فرمایا:

نہ۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے امام کے اس جواب کو افضلیت کی نفی پر محمول کیا ہے۔نہ کہ جواز کی نفی پر (افضل یہ کہ مزید طواف نہ کرے بلکہ واپس منیٰ جائے لیکن اگر مزید مستحی طواف کے لئے وہاں رک جائے تو جائز ہے۔)

باب ۴

جو شخص بھول کر یا لاعلمی کی وجہ سے رمی جمرات ترک کردے یہاں تک کہ منیٰ سے چلا جائے اس پر رمی کے لئے واپس لوٹنا واجب ہے۔اور اسے چاہئے کہ ہر رمی کے درمیان ایک گھنٹہ کا فاصلہ رکھے۔اور اگر کسی وجہ سے خود نہ لوٹ سکے تو کسی کو اپنا نائب بنائے اور اگر ایام تشریق گزر جائیں تو پھر اگلے سال کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس عورت کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے لاعلمی کی وجہ سے رمی جمرات نہیں کی۔یہاں تک کہ چلی گئی؟ فرمایا وہ لوٹ کر منیٰ جائے اور جس طرح رمی کرنی چاہئے اس طرح کرے اور یہی حکم مرد کا ہے۔(کتب اربعہ)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص رمی جمرات کرنا بھول گیا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گیا فرمایا: واپس لوٹ کر جائے اور رمی کرے اور ہر دو رمی کے درمیان ایک گھنٹہ کا فاصلہ رکھے میں نے عرض کیا کہ اس سے بالکل ہی رمی فوت ہوگئی اور وہ چلا گیا فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے جب ایام تشریق گزر جائیں تو اس صورت میں آئندہ سال بجالائے گا۔(جیسا کہ اس سے اگلی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔)

۳۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو پوری رمی جمرات یا بعض سے غافل ہو جائے (ترک کردے) یہاں تک کہ ایام تشریق گزر جائیں تو اس پر لازم ہے کہ آئندہ سال رمی جمرات کرے۔اور اگر خود حج نہ کرے تو اس کا ولی اس کی طرف سے رمی کرے۔اور اگر ولی نہ ہو (یا حج پر نہ جائے) تو پھر کسی مسلمان سے مدد طلب کرے۔(اسے اپنا وکیل بنائے) جو اس کی طرف سے رمی کرے کیونکہ رمی صرف ایام

تشریق میں ہی ہوتی ہے۔ (التہذیب، والاستبصار)

باب ۴

رمی جمرات واجب ہے اور جو اسے ترک کرے اس کا حکم

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی باسناد خود عمر بن اذینہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿الحج الاکبر﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا: حج اکبر وقوف عرفات اور رمی جمرات ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمی جمرات ذخیرہ آخرت ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ رمی جمرات کیوں مقرر ہوئی ہے۔ فرمایا: اس لئے کہ رمی جمرات کے موقع پر حضرت ابراہیمؑ کو شیطان نظر آیا تھا (اور اس نے ان کو فرزند کی قربانی سے باز رکھنے کی ناکام کوشش کی تھی) اور حضرت خلیل نے اسے کنکر مار کر بھگا دیا تھا تو اس لئے یہ سنت جاری ہوگئی۔ (علل الشرائع)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا سب سے پہلے جناب آدم نے رمی جمرات کی اور فرمایا جناب جبرئیلؑ جناب خلیلؑ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے ابراہیمؑ کنکر ماریئے پس انہوں نے جمرہ عقبہ کو کنکر مارے کیونکہ شیطان یہاں ہی متمثل ہوا تھا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن جبلہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر رمی جمرات ترک کردے تو اس پر عورت حلال نہ ہوگی اور اس پر اگلے سال حج واجب ہوگا (یعنی رمی واجب ہوگی) (التہذیب استبصار)

۶۔ عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: رمی جمرات اس لئے مقرر ہوئی ہے کہ جبرئیلؑ نے جب حضرت ابراہیم کو مشاعر دکھائے تو ابلیس لعین ظاہر ہوا تو جناب جبرئیلؑ نے اس سے کہا کہ اسے کنکر مارو چنانچہ آپ نے اسے سات کنکر مارے جس کی وجہ سے وہ زیر زمین چلا گیا اور پھر دوسرے جمرہ کے پاس ظاہر ہوا تو آپ نے پھر اسے سات کنکر مارے، وہ پھر زیر زمین چلا گیا اور آپ رک گئے پھر تیسرے جمرہ کے پاس ظاہر ہوا اور آپ نے پھر اسے سات کنکر مارے اور وہ

اس جگہ زمین کے نیچے چلا گیا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں جمرہ عقبہ کی رمی (باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ (باب ۲ از اقسام حج باب ۴ از وقوف مشعر باب ۱ از رمی جمرہ عقبہ وغیرہ) اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اور جن حدیثوں میں یہ وارد ہے کہ رمی سنت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا وجوب بطریق سنت ثابت ہے۔ نہ بطریق قرآن کما ذکرہ الطوسیؒ

باب ۵

رمی میں جمرہ اولیٰ سے ابتداء کرنا اور پھر وسطیٰ کو اسکے بعد جمرہ عقبہ کو کنکر مارنا واجب ہے۔ اگر اسکے برعکس مارے تو واجب ہے کہ وسطیٰ اور عقبہ کا اعادہ کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جمرات کو (ترتیب کے) برعکس کنکر مارتا ہے تو؟ فرمایا اس طرح اعادہ کرے کہ پہلے وسطیٰ کو مارے اور پھر جمرہ عقبہ کو۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے بھول کر اس طرح رمی جمرات کی کہ پہلے جمرہ عقبہ کو پھر وسطیٰ کو اور آخر میں اولیٰ کو کنکر مارے۔ فرمایا۔ جس کو سب کے آخر میں کنکر مارا ہے۔ (اولیٰ) اسے مؤخر کر دے (یعنی اسے نہ مارے) پس وسطیٰ کو مارے اور اس کے بعد جمرہ عقبہ کو (اس طرح اولیٰ قہراً اولیٰ بن جائے گا)۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

چار کنکر پے در پے مارنے سے (مذکورہ بالا) ترتیب حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر اسکے بعد ترتیب کی مخالفت کرے تو اس مقدار (چار) پر بنا رکھ کر سات سات کنکر مکمل کرنا جائز ہے۔ اور اگر چار کنکر مارنے سے پہلے ترتیب کی خلاف ورزی کرے تو پھر ترتیب کے مطابق اعادہ کریگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں اس شخص کے بارے میں جس نے پہلے جمرہ کو چار اور دوسرے دونوں کو سات سات کنکر مارے تھے فرمایا پلٹ کر پہلے کو تین کنکر اور مارے اس طرح وہ رمی سے فارغ ہو جائے گا۔ اور اگر اس نے پہلے کو تین اور دوسرے دونوں کو سات سات کنکر مارے تھے۔ تو پھر پلٹ کر سب کو سات سات کنکر مارے اور اگر وسطی کو تین اور آخری کو سات مارے تھے تو پھر وسطی کو سات مارے (اور پھر آخری کو) اور اگر اس نے وسطی کو چار کنکر مارے (اور آخری کو سات) تو لوٹ کر وسطیٰ کو تین اور مارے (اس طرح سات مکمل ہو جائیں گے۔) (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے جمرہ اولیٰ کو تین دوسرے (وسطیٰ) کو سات اور تیسرے کو بھی سات کنکر مارے؟ وہ اس رمی کا از سر نو اعادہ کرے اور سب کو سات سات کنکر مارے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس نے پہلے کو چار اور دوسرے کو تین اور تیسرے کو سات مارے ہوں تو؟ فرمایا: پہلے کو مزید تین، دوسرے کو پورے سات اور جمرہ عقبہ کو سات مارے گا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس نے جمرہ اولیٰ کو چار، دوسرے کو چار اور تیسرے کو سات مارے ہوں تو؟ فرمایا پلٹ کر پہلے اور دوسرے کو مزید تین کنکر مارے گا اور تیسرے کا اعادہ نہیں کرے گا۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن اسباط حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص جمرات کو چار کنکر سے کمتر مارے تو وہ مجزی نہیں ہے۔ اسے از سر نو اس کا اور دوسرے والے کا اعادہ کرنا پڑے گا اگرچہ بعد والے کو پورے ہی مارے ہوں۔ اور جب ان میں سے کسی کو چار مارے تو اس پر بنا رکھ کر (اسے مکمل کرے گا) اور بعد والے کا اعادہ کرے گا اگر اس نے (ناقص طور پر) رمی کو تمام کیا ہو۔ (ایضاً)

باب ۷

اگر رمی جمرات میں ایک کنکر کی کمی رہ جائے۔ مگر مشتبہ ہو (کہ کس میں ہوئی ہے؟) تو واجب ہے کہ ہر جمرہ کو ایک ایک کنکر مارے۔ اور اگر معیّن ہو (کہ فلاں میں کمی ہوئی ہے) تو اسے مارے اگرچہ دوسرے دن ہی کیوں نہ مارے۔ اور رمی کے دوسرے احکام

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس کے پاس کل اکیس کنکر تھے جب رمی جمرات کر چکا تو اسکے پاس

ایک کنکر بچ گیا۔اب اسے معلوم نہیں کہ کس جمرہ میں کمی واقع ہوئی ہے، فرمایا پلٹ کر ہر ایک کو ایک ایک کنکر مارے اور اگر کسی شخص کے ہاتھ سے ایک کنکر گر جائے اور معلوم نہ ہو سکے کہ وہ کونسا ہے؟ تو اپنے پاؤں کے نیچے سے ایک کنکر اٹھائے اور مارے الحدیث۔ (الفقیہ، الفروع۔ التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے چھ کنکریاں ماریں اور ایک کنکری کہیں کنکریوں میں گر گئی تو؟ فرمایا (اسے اٹھا کر) اسی وقت اور اگر چاہے تو کل جب رمی کرنا چاہے تو اسی ایک کا اعادہ کرے۔اور جو کنکریاں پہلے ماری جا چکی ہوں ان سے نہ اٹھائے الحدیث (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (جمرہ عقبہ کی رمی کے تذکرہ میں) وہ حدیثیں گزر چکی ہیں جو رمی کے احکام پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اور ایام تشریق میں بکثرت ذکر خدا کرنا اور مسجد خیف میں بکثرت نماز پڑھنا اور منیٰ میں بکثرت تکبیر کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد خداوندی ﴿واذکروا اللّٰہ فی ایام معلومات﴾ (کہ معلوم و معروف دنوں میں خدا کو یاد کرو) کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد ایام تشریق ہیں۔ (معانی الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿واذکروا اللّٰہ فی ایام معدودات﴾ (گنتی کے چند دنوں میں ذکر خدا کرو) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا اس سے ایام تشریق مراد ہیں (پندرہ نمازوں کے بعد) یعنی قربانی والے دن کی نماز ظہر سے شروع کر کے تیرہویں کی نماز صبح تک اور عام شہروں میں دس نمازوں کے بعد (یعنی قربانی والے دن کی ظہر سے لیکر بارہویں کی نماز صبح تک) ہر نماز کے بعد تکبیر کہنا مراد ہے۔ پس عام لوگ نفر اول (بارہ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے) لوٹ جائیں۔ تو عام شہروں والے تکبیر کہنے سے رک جائیں اور جو شخص وہیں منیٰ میں رک جائے اور (۱۲ ذی الحجہ کو) نماز ظہر وہیں پڑھے تو وہ تکبیر کہے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عیسےٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آیت مبارکہ ﴿واذکروا اللّٰہ فی ایام معدودات﴾ سے (ذی الحج کا پہلا) عشرہ مراد ہے اور ﴿واذکروا اللّٰہ فی ایام معدودات﴾ سے مراد ایام تشریق ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں جو ظاہری اختلاف پایا جاتا ہے اس میں جمع کی توجیہ یہ ہے کہ ﴿ایام معدودات﴾ چونکہ عشرہ اور ایام تشریق سب کو شامل ہیں (لہذا اس سے کبھی عشرہ مراد لیا گیا اور کبھی ایام تشریق؟) یا پھر ایک تفسیر ظاہری ہے اور دوسری باطنی ہے۔ (واللہ عالم)

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں نوادر بزنطی سے اور وہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشادِ خداوندی ﴿واذکروا اللّٰہ کذکرکم آبائکم أو أشد ذکراً﴾ (اپنے اباء کے ذکر کی مانند یا اس سے بھی بڑھ کر خدا کا ذکر کرو) کا مطلب دریافت کیا؟ فرمایا: مشرک لوگ بمقام منیٰ ایام تشریق میں اپنے اباء واجداد کا تذکرہ کرکے ان پر فخر ومباہات کرتے تھے کہ ہمارا باپ ایسا تھا اور ہمارا دادا ایسا تھا۔ اس طرح ان کے (حقیقی اور جعلی) فضل وکمال کا تذکرہ کرتے تھے، تو خدا نے (مسلمانوں کو حکم دیتے ہوئے) فرمایا کہ خدا کا اس طرح ذکر کرو جس طرح اپنے آباواجداد کا ذکر کرتے ہو۔

(السرائر وکذا فی تفسیر العیاشی)

۵۔ جناب سلام ابن طاؤسؒ اپنی کتاب اقبال میں جناب حسن بن محمد بن اسماعیل کی کتاب "عمل ذی الحجہ" سے اور وہ باسنادِ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا (پورے سال میں) ایسے ایام جن میں عمل کرنا خدا کو سب سے زیادہ پسند ہے وہ ذی الحجہ کے (پہلے) عشرہ سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! (حتیٰ کہ اور دنوں میں) جہاد فی سبیل اللہ بھی ان کے برابر نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں وہ بھی برابر نہیں ہے۔ مگر وہ شخص جو جان ومال کے ساتھ اس طرح جہاد کرے کہ کوئی چیز واپس نہ لوٹے (خود شہید ہوجائے اور مال راہ خدا میں خرچ ہوجائے)۔ (کتاب اقبال)

۶۔ نیز جناب ابن طاؤسؒ جناب حسن بن محمد کی کتاب عمل ذی الحجہ سے اور وہ باسنادِ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (پورے سال میں) خدا کے نزدیک ذی الحجہ کے عشرہ سے زیادہ پاکیزہ اور اجر وثواب کے اعتبار سے زیادہ باعث اجر اور کوئی دن نہیں ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ نماز عیدین کے (باب ۲۱ میں) تکبیر والی دعا کا تذکرہ اور احکام مساجد (باب ۵۱) میں

مسجد خیف میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کی جا چکی ہے۔ فراجع

باب ۹

واجب ہے کہ (منیٰ سے) لوٹنا بارہ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد قرار دیا جائے اور اختیاری حالت میں اس سے پہلے قرار نہ دیا جائے اور جو تیرہ ذی الحجہ کو لوٹنا چاہے تو زوال سے پہلے جائز ہے۔ اور احرام میں شکار اور عورتوں سے بچنے والے شخص کے لئے ان دونوں میں جس میں چاہے لوٹنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص نفر اول (بارہ ذی الحجہ زوال کے بعد منیٰ سے) لوٹنا چاہے۔ اور پھر مکہ میں قیام کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ اس حدیث کو حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ البتہ اس قدر اضافہ ہے کہ فرمایا میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص چاہے تو سورج کے بلند ہوتے وقت رمی جمرات کرے اور پھر لوٹ جائے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم دونوں (۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) میں سے کسی دن (منیٰ سے) لوٹنا چاہو تو زوال آفتاب سے پہلے نہیں لوٹ سکتے۔ اور اگر اس لوٹنے کو ایام تشریق کے آخر (۱۳) تک مؤخر کرو جو کہ نفر اخیر ہے۔ (جبکہ ۱۲ نفر اول ہے۔) تو پھر جب چاہو لوٹ سکتے ہو۔ زوال سے پہلے یا اس کے بعد۔ (کتب اربعہ)

۴۔ ابوایوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم جلدی لوٹنا چاہتے ہیں کہا اور جب میں نے سوال کیا تو نفر والی رات تھی۔ فرمایا بارہویں کے دن کو زوال سے پہلے نہ لوٹو۔ البتہ تیرویں کے دن تو جب سورج روشن ہو جائے (کچھ بلند ہو جائے) تو کتاب اللہ پر (بروایتے برکۃ اللہ) پر لوٹ جاؤ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه ومن تأخر فلا اثم علیه﴾ (ان دونوں دنوں میں جو جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تاخیر کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔) فرمایا اگر خدا خاموش رہتا (اور تاخیر کا تذکرہ نہ کرتا) تو پھر ہر شخص جلدی کرتا۔ مگر اس نے فرما دیا کہ "فمن تاخر فلا اثم علیه" (کہ جو تاخیر کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔) (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص نفر اول میں زوال سے پہلے لوٹ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ البتہ اپنا سامان پہلے بھیجد ے مگر زوال تک وہاں سے نہ نکلے۔ (الفقیہ)

۶۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿فمن تعجل فی یومین فلااثم علیه ومن تأخر فلااثم علیه﴾ کا مطلب دریافت کیا گیا؟ فرمایا: اس طرح واپس لوٹے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا (ایضاً)

۷۔ فرماتے ہیں مروی ہے کہ وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح شکم مادر سے نکلا تھا۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص نفر اول میں زوال سے پہلے لوٹ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۹۔ علی امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جو اپنا ساز و سامان تو نفر اول میں بھیج دے اور خود نفر آخر میں جائے؟ فرمایا: یہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے دو دنوں میں سے جانے میں جلدی کی ہے۔ ((التہذیب)

باب ۱۰

جس شخص کو تیرھویں ذی الحجہ کی رات منیٰ میں داخل ہوئے۔ اس پر وہاں شب باشی کرنا واجب ہے۔ اور اگر غروب سے پہلے نکل جائے تو پھر وجوب ساقط ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمۃ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص دو دنوں (۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) میں سے جلدی کرنا چاہتا ہے (یعنی ۱۲ کو جانا چاہتا ہے) تو زوال سے پہلے نہ جائے۔ اور اگر اسے وہیں رات داخل ہو جائے تو وہ رات وہیں گزارے اور کہیں نہ جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نفر اول میں (بارہ ذی الحجہ کو زوال کے بعد) لوٹ جاؤ، تو اگر مکہ میں قیام کرنا چاہو اور وہاں شب باشی کرنا چاہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اگر نفر اول کے بعد وہیں (منیٰ میں) رات داخل ہو جائے تو پھر وہ رات وہیں بسر کرو اور صبح سے پہلے وہاں سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نفر اول میں جانا چاہتا ہے۔ تو؟ فرمایا: وہ اس دن سورج کے زرد ہونے

تک (عصر تک) لوٹ سکتا ہے اور اگر غروب تک نہ لوٹے تو پھر نہ جائے اور رات وہیں گزارے یہاں تک کہ جب صبح ہو جائے اور سورج نکل آئے تو پھر جب چاہے لوٹ جائے۔

باب ۱۱

جو شخص اپنے احرام میں شکار اور عورتوں سے نہ بچ سکے اس کے لیے نفر اول میں (بارہ ذی الحجہ کے بعد) لوٹنا جائز نہیں ہے۔ اور جو لوٹ جائے تو اس پر تیسرے دن (تیرہ ذی الحجہ) کے زوال تک شکار سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مستنیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے احرام میں عورتوں کے پاس جائے (مباشرت کرے) اس کیلئے نفر اول میں لوٹنا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿فمن تعجل فی یومین فلااثم علیہ لمن اتقی﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ ان دو دنوں (۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) میں جلدی اس شخص کے لئے جائز ہے جس نے اپنے احرام میں شکار سے اجتناب کیا ہو۔ اور اگر اس نے شکار کیا ہو تو پھر وہ نفر اول میں نہیں لوٹ سکتا۔ (التہذیب)

۳۔ حماد حضرت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی محرم شکار کرے تو وہ نفر اول میں نہیں لوٹ سکتا۔ اور اگر اس میں لوٹے تو وہ عام لوگوں کے آخری نفر لوٹنے تک (یعنی ۱۳ ذی الحجہ تک) شکار نہیں کر سکتا۔ یہی ہے اس ارشاد خداوندی کا مطلب۔ ﴿فمن تعجل فی یومین فلااثم علیہ لمن اتقی﴾ (کہ جو شکار سے بچے وہ دو دنوں میں جلدی کر سکتا ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو دو دنوں میں جلدی جلدی لوٹ جائے اسے چاہیے کہ وہ تیرویں (ذی الحجہ) کا دن ختم ہونے تک شکار سے اجتناب کرے۔ (الفقیہ)

۵۔ محمد بن مستنیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ﴿لمن اتقی﴾ (جو بچے) کی تفسیر میں، رفث، فسوق، جدال، سے اور جو کچھ خدا نے احرام کی حالت حرام قرار دیا ہے۔ اس سے بچنا مراد لیا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن عطیہ اپنے والد (عطیہ) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ﴿لمن

اتقی ﴾ کی تفسیر میں خدا سے ڈرنا مراد لیا ہے[1] (ایضاً)

باب ۱۲

امام کے لیے مستحب ہے کہ وہ تیسرے دن (۱۳ ذی الحجہ) کو زوال سے پہلے (منیٰ سے) لوٹے اور نماز ظہر مکہ جا کر پڑھے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام (نفر) آخر والے دن نماز ظہر مکہ میں جا کر پڑھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ایوب بن نوح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ہمارے اصحاب نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ نفر اخیر زوال کے بعد افضل ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ زوال سے پہلے افضل ہے۔ تو؟ امام نے جواب میں لکھا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفر (اخیر میں) نماز ظہر و عصر مکہ جا کر پڑھی تھی۔ اور ایسا تب ہی ہو سکتا ہے کہ آپ زوال سے پہلے لوٹے ہوں۔ (ایضاً)

باب ۱۳

لوٹنے کے بعد بھی منیٰ میں قیام کرنا جائز ہے۔ اور اپنے لوٹنے سے پہلے اپنا سامان بھیجنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن علی سرّی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ لوگوں کے لوٹ جانے کے بعد منیٰ میں قیام کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: جب حاجی اپنے تمام مناسک ادا کر چکے تو جس قدر چاہے قیام کرے۔ اور جب اور جہاں چاہے چلا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا آدمی (منیٰ سے) اپنا ساز و سامان پہلے بھیج سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! کیا وہ شخص اپنا سامان پہلے بھیجتا ہے۔ وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ خدا اسے وہاں (کسی عارضہ کی وجہ سے) روک

---

[1] درحقیقت ان مختلف تفسیروں اور تعبیروں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ جو شخص خدا سے ڈرے گا۔ وہ احرام کی حالت میں شکار وغیرہ محرمات احرام سے اجتناب کرے گا۔ وھذا وضح من ان یخفی (احقر مترجم عفی عنہ)

بھی سکتا ہے؟ فرمایا: وہ کچھ سامان پیچھے اپنے پاس رہنے دے۔ جسے مکہ میں (پہلے) داخل نہ کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ میں بھول کے خوف سے جلدی کروں اور جلدی جلدی مناسک حج ادا کروں اور احرام باندھنے اور محل ہونے میں جلدی کروں تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

باب ۱۴

جب حاجی منیٰ سے لوٹے جبکہ پہلے (مکہ والے) مناسک حج ادا کر چکا ہو تو اس پر مکہ جانا واجب نہیں ہے۔ (بلکہ سیدھا گھر جا سکتا ہے)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے لیے منیٰ سے اپنے گھر جانے کے لیے کوئی (سیدھا) راستہ ہوتا تو میں مکہ میں داخل بھی نہ ہوتا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ اور ۲ از اقسام حج میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہے۔

باب ۱۵

منیٰ سے نفر اخیر کے بعد بطحاء کے مقام پر شب باشی کیے بغیر تھوڑا سا قیام کرنا جو وہاں سے گزرے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہیں)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب (منیٰ سے) لوٹتے وقت حصباء یعنی بطحاء کے مقام سے گزرو تو چاہو تو تھوڑے سے وقت کے لیے وہاں اترو کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد ماجد وہاں اترا کرتے تھے۔ پھر وہاں شب باشی کیے بغیر روانہ ہو جاتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ دوسری روایت میں بروایۃ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں اترتے تھے۔ جبکہ (جناب) عائشہ کو اس کے بھائی عبدالرحمن کے ہمراہ تنعیم احرام باندھنے کے لیے بھیجا تھا۔ پس جب وہ طواف وسعی کر کے واپس لوٹ آئے تو آنحضرتؐ اس دن وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ ابومریم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حصبیٰ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا: میرے والد ماجد بطحاء کے مقام پر تھوڑے سے وقت کے لیے اترتے تھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر شب باشی کیے بغیر مکے کے

گھروں میں داخل ہو جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ شخص اہل یمن میں سے ہو اور دو دنوں میں سے جلدی لوٹ آئے (یعنی) نفر اول میں تو اس کو بھی وہاں قیام کرنا چاہیے؟ فرمایا: نہ (پس معلوم ہوا کہ یہ استحباب صرف نفر آخر والے کے لیے ہے۔) (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی روایت میں مقام حصبہ (بطحاء) کے بارے میں یہ وضاحت موجود ہے۔ کہ وہ مقام خبط اور حرمان سے پہلے واقع ہے۔ (الفقیہ)

باب ۱۶

کعبہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے اور اس کے آداب

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن قداح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: اس میں داخل ہونا خدا کی رحمت میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔ اور اس سے نکلنا گناہوں سے نکلنے کے برابر ہے۔ اور باقی ماندہ زندگی میں گناہوں سے حفاظت کی ضمانت ہے۔ اور گزشتہ گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مقدمات طواف (باب ۳۴ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

حج کی ادائیگی کے بعد اپنے تمام برادران ایمانی کی طرف سے طواف کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم حضرمی سے اور وہ اپنے والد (ابراہیم) سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے میں مکہ سے واپسی پر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کہ آپ مسجد (نبوی) میں قبر اور منبر کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول! بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں مکہ جاتا ہوں اور کوئی آدمی مجھے کہتا ہے کہ میری طرف سے طواف کرنا۔ (سات چکر لگانا) اور میری طرف سے وہاں دو رکعت نماز پڑھنا۔ اور میں بسا اوقات بھول جاتا ہوں۔ اور واپسی پر سمجھ میں کچھ نہیں آتا (اگر وہ پوچھے تو)

اسے کیا کہوں؟ فرمایا: جب تم مکہ جاؤ اور اپنے مناسک حج ادا کر چکو تو ایک طواف کرو۔ یعنی سات چکر لگاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو اور کہو: ﴿اللّٰهم ان هذا الطواف وهاتين الركعتين عن ابى و امى و وعن زوجتى وعن خاصتى وعن جميع اهل بلدى حرهم و عبد هم و ابيضهم واسودهم﴾ جب ایسا کرو گے تو تم (ہر) شخص سے کہہ سکو گے کہ میں نے تمہاری طرف سے طواف کیا ہے۔ اور دو رکعت نماز بھی پڑھی ہے۔ اور اس کہنے پر تم سچے ہو گے۔ جھوٹے نہیں ہو گے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۸

مستحب ہے کہ منقولہ یا غیر منقولہ دعا پڑھ کر کعبۃ اللہ کو الوداع کہا جائے۔ طواف کیا جائے۔ دعا کی جائے اور بہت دیر تک اسے گلے لگایا جائے۔ آب زم زم پیا جائے اور مسجد کے دروازے کے پاس سجدہ کیا جائے۔ اور حناطین والے دروازے سے نکلا جائے اور دیگر آداب الوداع

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب مکہ چھوڑ کر اپنے اہل وعیال کے پاس جانے کا ارادہ کرو تو بیت اللہ کو الوداع کہو۔ یعنی طواف کرو۔ اور اگر ہر چکر میں حجر اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دے سکو تو دو۔ ورنہ صرف ابتدا اور اختتام میں دینے پر اکتفا کرو۔ اور اگر ایسا بھی نہ کر سکو تو بھی گنجائش ہے۔ پھر مستجار کے پاس جاؤ تو وہاں پہنچ کر اسی طرح کرو۔ (پیٹ کو اس کے ساتھ لگاؤ۔ اور اس سے چمٹ جاؤ) جس طرح مکہ آنے کے وقت کیا تھا۔ پھر جو (جائز) دعا پسند ہو وہ کرو۔ پھر حجر اسود کو بوسہ دو پھر اپنا پیٹ بیت اللہ سے چمٹاؤ۔ اور خدا کی حمد وثنا اور سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھو۔ پھر کہو: ﴿اللّٰهم صل على محمد عبدك ورسولك ونبيك و امينك وحبيبك و نجيبك وخيرتك من خلقك، اللهم كما بلغ رسالتك وجاهد فى سبيلك وصدع بامرك واوذى فيك وفى جنبك حتى اتاه اليقين، اللهم اقبلنى مصلحا منجحاً مستجاباً لى بافضل ما يرجع به احد من وفدك من المغفرة والبركة والرضوان والعافية مما يسعنى ان اطلب، ان تعطينى مثل الذى اعطيته افضل من عبدك "وتزيدنى عليه اللهم ان امتنى فاغفرلى وان احييتنى فارزقنيه من قابل، اللهم لا تجعله آخر العهدى من بيتك اللهم انى

عبدك وابن عبدك وابن أمتك حملتني علىٰ دابتك "دوابك" وسيرتني في بلادك حتى ادخلتني حرمك وامنك، وقد كان في حسن ظني بك عن تغفرلي ذنوبي فان كنت قد غفرت لي ذنوبي فاذدد عني رضا، وقلبني اليك زلفي وتباعدني وان كنت لم تغفرلي فمن الآن فاغفرلي قبل ان تناى عن بيتك داري، وهذا او ان انصرافي ان كنت اذنت لي غير راغبٍ عنك ولا عن بيتك، ولا مستبدل بك ولابه اللهم احفظني من بين يدي ومن خلفي وعن يميني وعن شمالي حتىٰ تبلغني اهلي واكفني مؤنة عبادك وعيالي، فانك ولي ذالك من خلقك و مني﴾ پھر زمزم کے پاس جاؤ اور اس کا پانی پیو پھر باہر نکلو اور کہو: ﴿آبون، تابون، عابدون، تامه لربنا حامدون الى ربنا راغبون الى ربنا راجعون﴾ کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جیسے کعبۃ اللہ کو الوداع کیا اور باہر نکلنا چاہا تو مسجد کے دروازے کے پاس بہت دیر تک سجدے میں گرے رہے اور بعد ازاں باہر نکلے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابراہیم بن ابو محمود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے خانہ کعبہ کو الوداع کہا۔ اور جب مسجد کے دروازے سے نکلنے لگے تو سجدے میں گر گئے۔ اور جب کھڑے ہو گئے تو رو بقبلہ ہو کر یہ دعا پڑھی: ﴿اللهم انى انقلب على ان لا اله الا الله انت﴾

(الفروع، التہذیب، عیون الرضا)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی کوفی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ۲۱۵ھ میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے سورج بلند ہونے کے بعد بیت اللہ کو الوداع کرتے ہوئے اس کا طواف کیا۔ اور ہر چکر میں رکن یمانی کو بوسہ دیا۔ اور ساتویں چکر میں اسے بھی بوسہ دیا اور حجر اسود کو بھی۔ اور اسے ہاتھ سے بھی چھوا اور پھر ہاتھ منہ پر ملا۔ پھر مقام ابراہیم پر گئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر کعبہ کی پچھلی جانب ملتزم کے مقام پر گئے اور پیٹ سے کپڑا ہٹا کر خانہ کعبہ کے ساتھ چمٹ گئے۔ اور اسی حالت میں وہاں کافی دیر تک کھڑے رہے اور دعا کرتے رہے۔ بعد ازاں حناطین والے دروازے سے باہر نکلے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر میں نے ۲۱۹ھ کو آپ کو رات کے وقت بیت اللہ کو الوداع کرتے ہوئے دیکھا کہ ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے۔ اور ساتویں چکر میں کعبہ سے اس کی پچھلی جانب رکن یمانی کے قریب چمٹ گئے اور اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا دیا۔ بعد ازاں حجر اسود کے پاس گئے اور اسے بوسہ دیا۔ اور اسے ہاتھ سے چھوا اور پھر مقام ابراہیم پر نماز پڑھی۔ پھر باہر چلے گئے۔ اور دوبارہ خانہ کعبہ کے پاس گئے اور آپ ملتزم کے مقام پر اتنی دیر تک

کعبہ سے چمٹے رہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے سات اور بعض نے آٹھ چکر مکمل کر لیے۔ (الفروع)

۴۔ قثم بن کعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: آیا تم ہمیشہ حج کرتے ہو؟ عرض کیا: ہاں! پھر فرمایا: جب تم خانہ کعبہ سے الوداع کرنے لگو تو آخری بار کعبہ کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھو ﴿المسکین علی بابک فتصدق علیہ بالجنۃ﴾ (الفروع، التہذیب)

۵۔ ابو اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ میں کس طرف سے خانہ کعبہ کو الوداع کروں؟ فرمایا: مستجار کے مقام پر آ، جو حجر اسود اور دروازے کے درمیان ہے اور وہاں سے الوداع کر پھر باہر نکل اور آب زمزم پی پھر چلا جا میں نے عرض کیا: آیا آب زمزم سر پر بھی ڈالوں؟ فرمایا: اس کے قریب بھی مت جاؤ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۰) از طواف میں گزر چکی ہے۔

باب ۲۰

مستحب ہے کہ مکہ کو خیر باد کہنے سے پہلے ایک درہم کی کھجوریں خرید کر صدقہ کی جائیں۔ تاکہ اگر حرم اور احرام کے اندر کوئی کوتاہی ہوئی ہو جس کا اسے کوئی علم نہیں ہے تو یہ اس کا کفارہ بن جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرد اور عورت کے لیے مستحب ہے کہ وہ مکہ چھوڑنے سے پہلے کھجوریں خرید کر صدقہ کریں۔ تاکہ اگر ان سے حرم اور احرام میں کوئی فروگزاشت ہوگئی ہو تو یہ اس کا کفارہ بن جائے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار اور حفص بن البختری سے اور وہ دونوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاجی کو چاہیئے کہ جب مناسک حج ادا کر چکے اور اب مکہ کو خیر باد کہنا چاہے تو ایک درہم کی کھجوریں خریدے اور (مٹھی مٹھی کر کے فقیروں کو) صدقہ دے۔ تاکہ حج کے دوران اگر اس نے (غیر شعوری طور پر) بدن کو کھجلا ہو یا کوئی جوں ماری ہو یا اس قسم کا کوئی اور کام کیا ہو تو یہ اس کا کفارہ بن جائے۔ (الفروع، التہذیب)

عمرۂ مفردہ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل دس (۱۰) باب ہیں)

باب ۱

صاحب استطاعت پر عمرہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ (حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے مکمل کرو) فرمایا یہ دونوں فرض ہیں۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج کی مانند مخلوق خدا پر عمرہ بھی فرض ہے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ اور یہ عمرہ کا حکم مدینہ میں نازل ہوا۔ (ایضاً)

۳۔ اس روایت کو حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح روایت کیا ہے ہاں البتہ اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ راوی نے عرض کیا کہ جو شخص حج تمتع کرے جس میں عمرہ (تمتع) داخل ہے تو آیا وہ اس عمرہ (مفردہ) سے مجزی ہے؟ فرمایا۔ ہاں (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا عمرہ (مفردہ) حج کی طرح فرض ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ فرماتے ہیں حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کو حج اور عمرہ کا حکم دیا گیا ہے۔ پس تم اس بات کی کوئی پروانہ کرو کہ آدمی نے کس سے ابتدا کی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آنجنابؑ کی عمرہ سے مراد عمرہ مفردہ ہے۔ نہ کہ عمرہ تمتع کیونکہ اس سے پہلے حج سے ابتدا کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود عمر بن اذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی

خدمت میں عرض کیا کہ خداوند عالم کے اس ارشاد ﴿وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا﴾ (جو شخص استطاعت رکھتا ہے اس پر حج بیت اللہ واجب ہے۔) آیا اس سے مراد صرف حج ہے یا عمرہ فرمایا: نہ۔ بلکہ اس سے مراد حج اور عمرہ دونوں ہیں۔ کیونکہ دونوں فرض ہیں۔ (تفسیر عیاشی کذا فی العلل الشرائع)

۷۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس سے عرفات اور مزدلفہ میں وقوف اور منیٰ میں رمی جمرات مراد ہے۔ اور حج اصغر سے مراد عمرہ ہے۔ (العیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس پہلے وجوب حج وغیرہ کے ابواب میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

مستحبی عمرہ کرنا اور بار بار کرنا بالخصوص ذی القعدہ میں مستحب ہے۔ اور اس کے مواقیت کا تذکرہ

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ زرارہ بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو چیز فضیلت کے اعتبار سے حج کے بعد دوسرے مرتبہ پر ہے وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ عمرہ مفردہ ہے۔ پھر اس کی ادائیگی کے بعد جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تین) عمرے کئے۔ جو سب کے سب ذی القعدہ کے مہینہ میں تھے (۱) عمرۃ الحدیبیہ (جس کا احرام عفان سے باندھا تھا) (۲) اس کی قضا اگلے سال کی تھی (اور اس کا احرام جحفہ سے باندھا تھا۔) (۳) طائف سے واپسی پر (جنگ حنین کے بعد) عمرہ کیا تھا جس کا احرام جعرانہ سے باندھا تھا۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو عمرے ادا کئے۔ (الفقیہ)

۴۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے چار عمرے ادا کئے۔ (تین تو وہی جن کی تفصیل ابھی حدیث نمبر ۲ میں گزر چکی ہے۔) اور چوتھا وہ جو حج کے ساتھ ادا کیا (عمرہ تمتع)۔ (الخصال للصدوق)

باب ۳

رجب المرجب میں عمرہ ادا کرنا مستحب مؤکد ہے۔ اگرچہ اس طرح ہو کہ احرام رجب میں باندھا جائے اور اس کی تکمیل شعبان میں کرے۔ اور اس سلسلہ میں رجب کو تمام مہینوں پر حتیٰ کہ ماہ رمضان پر بھی ترجیح حاصل ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں نے جو حج کیے ہیں۔ ان میں سے افضل حج کون سا ہے؟ فرمایا افضل یہ کہ رجب میں عمرہ کیا جائے اور اسی سال حج افراد کیا جائے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمرہ افضل ہے۔ رجب میں یا ماہ رمضان میں؟ فرمایا رجب میں عمرہ ادا کرنا افضل ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم (عمرہ کا) احرام اس وقت باندھو جب کہ ہنوز رجب کا ایک شب و روز باقی ہو تو (اگرچہ تم اس کی تکمیل شعبان میں ہی کرو مگر) تمہارا عمرہ رجبی ہی تصور کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے عمرہ کا احرام ایک مہینہ میں باندھا اور محل دوسرے مہینہ میں ہوا۔ فرمایا اس کا عمرہ اس مہینہ میں لکھا جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان (تمام) گناہوں کا کفارہ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا حج کا ثواب جنت ہے۔ اور عمرہ ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ اور سب سے افضل رجب کا عمرہ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ جگہ خلق نہیں فرمائی۔ اس کا ایک حرم ہے۔ اور مسلسل تین ماہ حج کے لئے مقرر ہیں اور ایک الگ تھلگ مہینہ عمرہ کے لئے ہے جو کہ رجب ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب خزاز سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رجب کی ایک یا دو راتیں باقی ہوتی تھیں کہ میں (عمرہ کی ادائیگی کے لئے) گھر سے نکلتا تھا۔ تو (میری بیٹی) ام فروہ کہتی بابا جان! ہمارا عمرہ تو شعبانیہ ہے۔ اور میں اس سے کہتا تھا کہ بیٹی! یہ اس ماہ کا شمار ہوگا جس میں احرام باندھا ہے۔ (یعنی رجبیہ) نہ اس کا جس میں محل ہوں گا۔ (الفروع)

۹۔ عیسیٰ الفراء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص عمرہ کا احرام رجب میں باندھے او رمحل کسی اور مہینہ میں ہو تو اس کا عمرہ رجب کا شمار ہوگا۔ اور جب احرام کسی اور مہینہ میں باندھے مگر طواف (وغیرہ) رجب میں کرے تو اس کا عمرہ رجبی شمار ہوگا۔ (یعنی دو مہینوں میں سے جو افضل ہوگا عمرہ اسی کا شمار ہوگا۔ کما ورد فی بعض الروایات) (ایضاً)

۱۰۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عمرہ ادا کرنے والا سال کے جس مہینہ میں چاہے عمرہ ادا کر سکتا ہے۔ مگر تمام عمروں سے افضل رجب کا عمرہ ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رجب کے عمرہ میں بڑی فضیلت ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے اخبار وآثار وارد ہوئے ہیں (مسار الشیعہ)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ رجب کے مہینہ میں عمرہ (مفردہ) ادا کرنا فضل وشرف میں حج سے دوسرے نمبر پر ہے۔ (مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ و باب ۱۱ از اقسام حج اور باب ۱۲ از مواقیت میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴

ماہ رمضان میں عمرہ کی ادائیگی مستحب مؤکد ہے بالخصوص اس کی تیئسویں تاریخ میں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ماہ رمضان میں عمرہ (مفردہ) ادا کرنا حج کے برابر ہے؟ فرمایا: یہ صرف اس شخص کے لئے تھا کہ جس کے لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کہ تو ماہ رمضان میں عمرہ بجالا وہ تیرے لئے حج متصور ہوگا۔ (الفروع)

۲۔ علی بن حدید بیان کرتے ہیں کہ میں ماہ رمضان ۲۱۳ھ میں مدینہ میں قیام پذیر تھا جب عید الفطر قریب آئی تو میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں (عمرہ کی

ادائیگی کے لئے) ماہ رمضان میں باہر جاؤں (اور روزہ قضاء کروں) یا اس کے اختتام تک مکہ میں قیام کر کے روزہ رکھوں؟ تو اس کے جواب میں امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے جوابی مکتوب ارسال فرمایا جس میں لکھا تھا۔ "خدا تجھ پر رحم فرمائے تو نے سوال کیا ہے۔ کہ کونسا عمرہ افضل ہے۔؟ تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ماہ رمضان کا عمرہ افضل ہے۔ یرحمك الله (ایضاً)

۳۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب (ماہ رمضان میں) عمرہ ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تھے تو اس کی تیسویں تاریخ کا انتظار فرماتے تھے۔ جب یہ تاریخ آجاتی تو آپ تشریف لیجا کر احرام باندھتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی حیثیت سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵
جو شخص حج تمتع کرے تو اس سے عمرہ (مفردہ) کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص حج تمتع کرے (جس میں عمرہ تمتع ہوتا ہے) تو اس نے گویا عمرہ مفردہ کا فریضہ ادا کیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا عمرہ (مفردہ) واجب ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر عرض کیا۔ جو حج تمتع کرے آیا وہ اس سے مجزی ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ خدا فرماتا ہے۔ ﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ تو جب کوئی شخص عمرہ تمتع ادا کرے تو آیا وہ عمرہ مفردہ سے مجزی ہوتا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا۔ (التہذیب، والاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: عمرہ (مفردہ) حج کی طرح فرض ہے۔ پس جب کوئی شخص حج تمتع کرے تو گویا اس نے عمرہ مفردہ ادا کیا۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عمرہ بمنزلہ حج واجب کے ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ ﴿واتموا الحج والعمرۃ للہ﴾ پس یہ حج کی مانند واجب ہے۔ اور جو شخص حج تمتع کرے وہ اس کے لئے مجزی ہے۔ اور وہ عمرہ جو اشہر حج میں ادا کیا جائے وہ تمتع ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس سے پہلے (باب ۱میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

ہر مہینے میں بلکہ ہر دس دن میں (ایک بار) عمرہ مفردہ ادا کرنا مستحب ہے۔ مگر عمرہ تمتع سال میں صرف ایک بار ہی ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ عمرہ (مفردہ) ہر مہینہ میں ہے۔ (الفروع)

۲۔ علی ابن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص سال میں ایک بار، دو بار، اور چار بار مکہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا جب بھی داخل ہو تو (عمرہ کا) احرام باندھ کر داخل ہو۔ اور جب اس سے باہر نکلے تو محل ہو کر پھر فرمایا: ہر مہینہ میں ایک عمرہ ہے۔ میں نے عرض کیا: اور کم از کم کتنے دنوں کے بعد؟ فرمایا: ہر دس دن میں ایک بار۔ پھر فرمایا: مجھے تیرے حق کی قسم میں نے اس سال چھ عمرے ادا کیے ہیں۔ میں نے کہا وہ کس طرح؟ فرمایا: میں طائف میں محمد بن ابراہیم کے ہمراہ تھا۔ تو جب بھی (مکہ میں) داخل ہوتا اور وہ (عمرہ کرتا) تو میں بھی داخل ہوتا اور عمرہ کرتا۔ اور ایسا چھ بار ہوا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہر مہینے میں ایک عمرہ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ہر سال عمرہ (تمتع) ایک بار ہوتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ زرارہ بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک سال میں دو عمرے نہیں ہوسکتے۔ (ایضاً)

مؤلف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان دو حدیثوں کو عمرہ تمتع پر محمول کیا ہے۔ (کیونکہ

حج تمتع سال میں ایک ہی بار ہوتا ہے)

۶۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ عمرہ کب کیا جاتا ہے؟ فرمایا: سال کے تمام مہینوں میں سے جس مہینے میں چاہے۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۲ از قسام حج و باب ۱۲ از کفارات استمتاع میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو کہ بظاہر اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ مکہ میں داخل ہونے کے لیے ایک مہینے کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

باب ۷

اشہر حج میں عمرہ مفردہ ادا کرنا جائز ہے۔ اور پھر جہاں چاہے چلا جائے اور اگر حج کو درک کرے تو اسے عمرہ تمتع بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اشہر حج میں عمرہ مفردہ ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر بے شک اپنے گھر چلا جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابرہیم بن عمر یمانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص اشہر حج میں عمرہ (مفردہ) کرنے کے لیے آیا اور ادا کر کے اپنے وطن چلا گیا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (فرمایا) اور اگر اسی سال حج افراد کرے تو اس پر خون (قربانی) نہیں ہے۔ (فرمایا) حضرت امام حسین علیہ السلام ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کے دن عراق تشریف لے گئے تھے۔ جبکہ عمرہ ادا کر رہے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حج تمتع اور عمرہ مفردہ ادا کرنے والے میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: عمرہ تمتع کرنے والا حج سے وابستہ ہے۔ (کہ اس کی ادائیگی سے پہلے کہیں نہیں جاسکتا) لیکن عمرہ (مفردہ) ادا کرنے والا جب اس سے فارغ ہو جائے تو جہاں چاہے جاسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ذی الحجہ میں عمرہ (مفردہ) ادا کیا اور ترویہ والے دن عراق تشریف لے گئے۔ جبکہ لوگ منیٰ (اور وہاں سے عرفات) جا رہے تھے۔ اور جو شخص حج نہ کرنا چاہے اس کے لیے ذی الحجہ میں عمرہ (مفردہ)

ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عمرہ مفردہ کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہو اور عمرہ ادا کر چکنے کے بعد باہر جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ اور اگر وہاں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ ایام حج کو درک کر لے۔ تو اس کا وہی عمرہ (مفردہ) عمرہ تمتع بن جائے گا۔ اور فرمایا: کہ عمرہ تمتع اشہر حج کے علاوہ دوسرے مہینوں میں نہیں ہو سکتا۔ (التہذیب)

۵۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عمرہ ادا کرتے ہوئے مکے میں داخل ہو اور پھر ذی الحجہ کا چاند نظر آنے تک مکہ میں قیام پذیر رہے تو وہ جب تک لوگوں کے ہمراہ حج نہ کرے اس وقت تک کہیں نہیں جا سکتا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس شخص پر محمول کیا ہے جس نے عمرہ تمتع کیا ہو (ورنہ) عمرہ مفردہ والا تو جب چاہے کہیں بھی جا سکتا ہے۔ نیز اسے استحباب پر محمول کرنے کا بھی احتمال ہے۔ (کہ مستحب ہے کہ عمرہ مفردہ والا بھی حج کے بغیر وہاں سے نہ جائے۔)

۶۔ علی بیان کرتے ہیں کہ ابو بصیر نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا جب کہ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ کہ ایک شخص نے اشہر حج میں عمرہ کا احرام باندھا۔ تو آیا اس کے لیے (اس کی ادائیگی کے بعد) واپس گھر لوٹنا جائز ہے؟ فرمایا: اشہر حج میں کوئی ایسا عمرہ نہیں ہے۔ جس سے (ادائیگی حج سے پہلے) واپس لوٹا جا سکتا ہو۔ بلکہ وہ برابر مکہ میں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ وہ حج ادا کرے۔ کیونکہ اس نے اسی کے لیے احرام (تمتع) باندھا تھا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عمرہ مفردہ ادا کرے وہ جب چاہے اپنے گھر لوٹ سکتا ہے۔ مگر یہ کہ (مکہ میں) ترویہ کے دن لوگوں کو (منیٰ جاتے ہوئے) درک کرے۔ (تو پھر حج کر کے واپس جائے۔) (الفقیہ)

۸۔ عبدالرحمن بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: (ذی الحجہ کے پہلے) عشرہ میں جو عمرہ ہوتا ہے۔ وہ تمتع ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابی الجارود بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے پوچھا کہ حج کی ادائیگی کے بعد ماہ ذی الحجہ میں عمرہ ادا کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: خوب ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حسن بن علی الوشاء حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب ذی الحجہ کا چاند ثابت ہو جائے اور ہم

مدینے میں ہوں تو ہمارے لیے حج کے سوا کوئی اور (عمرہ مفردہ وغیرہ کا) احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ہم مسجد شجرہ سے احرام باندھتے ہیں۔ جسے حضرت رسول خداﷺ نے میقات مقرر کیا ہے۔ اور تم لوگ جب عراق سے آؤ اور راستہ میں ہلال ذی الحجہ ثابت ہو جائے تو تم عمرہ (تمتع) کر سکتے ہو۔ کیونکہ تمہارے سامنے ذات عرق وغیرہ آنحضرتؐ کی مقرر کردہ میقات موجود ہیں۔ اس پر فضل بن ربیع نے عرض کیا: تو کیا میرے لیے اب (حج) تمتع کرنا جائز ہے۔ جب کہ میں (عمرہ میں) خانہ کعبہ کا طواف کر چکا ہوں۔ فرمایا: ہاں! تو وہ اس بات کو محمد بن جعفر، سفیان بن عیینہ اور اس کے اصحاب کے پاس لے اڑا۔ کہ فلاں امامؑ اس طرح کہتے ہیں۔ اس سے اس کا مقصد امام پر طعن و تشنیع کرنا تھا۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ وغیرہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

حج کی ادائیگی کے بعد عمرہ (مفردہ) ادا کرنا مستحب ہے۔ جبکہ سر پر استرا پھروانا ممکن ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے حج افراد کیا ہے۔ آیا وہ حج کے بعد عمرہ (مفردہ) کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! جب کہ اسے سر پر استرا پھروانا ممکن ہو تو پھر خوب ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حج کے بعد عمرہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب سر پر استرا پھروانا ممکن ہے تو (اچھا ہے)۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ جناب عیاشی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عیینہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿واتمو الحج والعمرة لله﴾ کے بارے میں فرمایا: حج تو تمام مناسک کے مجموعہ کا نام ہے اور عمرہ میں تو مکہ سے تجاوز نہیں کیا جاتا۔ (تفسیر عیاشی)

۴۔ زرارہ حمران اور محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے پوچھا کہ خدا جو ﴿واتمو الحج والعمرة لله﴾ یہ تمامیت کیا ہے؟ فرمایا: حج اور عمرہ کا تمام وکمال یہ ہے کہ آدمی اس دوران نہ جماع کرے، نہ فسق کرے اور نہ قسم کھائے۔ (ایضاً)

باب ۹

عمرہ کی کیفیت اور اس کے احکام کا بیان

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو عمرہ مفردہ کرنے کے لیے آئے۔ فرمایا: اس کے لیے مجزی ہے کہ جب چاہے ۱۔ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ ۲۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ ۳۔ اور سر منڈوائے۔ ۴۔ اور خانہ کعبہ کا ایک اور طواف (النساء) کرے۔ اور اگر چاہے تو (حلق کی بجائے) تقصیر کر سکتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی شخص (عمرہ) تمتع کے علاوہ عمرہ (مفردہ) کرتے ہوئے مکہ میں داخل ہو تو جب خانہ کعبہ کا طواف کر کے مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز پڑھے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے تو اگر چاہے تو بے شک اپنے گھر چلا جائے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں طواف سے مراد دو طواف ہیں۔ (ایک عام طواف اور دوسرا طواف النساء) نیز فرماتے ہیں کہ عنوان میں جن احکام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل اس سے پہلے احرام کے طواف و سعی اور تقصیر وغیرہ کے ابواب کی حدیثوں میں گزر چکی ہے۔

باب ۱۰

عمرہ میں پیدل چلنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہمراہ چار عمروں میں نکلے ہیں۔ آپ اپنے اہل و عیال سمیت مکہ کی طرف ان میں سے ایک عمرہ میں تو (۲۶) چھبیس دنوں تک چلتے رہے تھے دوسرے میں پچیس دنوں تک، تیسرے میں چوبیس دنوں تک اور چوتھے میں اکیس دنوں تک۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے اس سے پہلے (باب ۳۲ از وجوب حج میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ (وہاں رجوع کیا جائے۔)

﴿ زیارت اور اس سے مناسبت رکھنے والے ابواب ﴾

(اس سلسلے میں کل ایک سو چھ (۱۰۶) باب ہیں)

باب ۱

مستحب یہ ہے کہ حاجی مدینہ (کی زیارات) سے ابتداء کرے پھر مکہ جائے اور اس کے برعکس کرنا بھی جائز ہے اور جمع کرنا افضل ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک حاجی کو جو کہ کوفہ سے (یا کسی اور دور دراز مقام سے حج پر) آتا ہے۔ وہ مدینہ (کی زیارات) سے ابتدا کرے تو افضل ہے۔ یا مکہ سے؟ فرمایا مدینہ سے (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ (حاجی کے لئے) پہلے مدینہ جانا افضل ہے یا آخر میں؟ فرمایا جس طرح کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں (سفر حج میں) مدینہ سے ابتداء کروں یا مکہ سے؟ فرمایا ابتداء مکہ سے کر اور اختتام مدینہ پر کہ یہ افضل ہے۔ (الفروع، کذا فی الکتب ثلاثہ)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس شخص پر محمول کیا ہے۔ جس نے عراق کے راستہ سے حج نہ کیا ہو۔ نیز اسے وقت کی تنگی پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ اس مطلب اور جمع کے استحباب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲ و ۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ

باب ۲

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی زیارت کرنا مستحب مؤکد ہے بالخصوص حج کے بعد

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا

سوائے اس کے نہیں کہ لوگوں کو ان پتھروں (خانہ کعبہ) کے پاس آنے کا اس لئے حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ آئیں اور ان کا طواف کریں۔ اور پھر ہمارے پاس حاضر ہوں۔ اور ہمیں اپنی محبت وولایت سے آگاہ کریں اور ہمیں اپنی نصرت وامداد کی پیشکش کریں۔ (الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۲۔ سریز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا مکہ سے ابتداء کرو اور ہم پر اختتام کرو۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ذریح نے مجھ سے آپ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آیت مبارکہ ﴿لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم﴾ میں ''تفث'' سے مراد امام (زمانہ) کی ملاقات اور ایفاء نذر سے مراد مناسک حج کی ادائیگی ہے؟ فرمایا ذریح نے سچ کہا ہے اور تو نے بھی (پھر فرمایا) قرآن کے ظاہری معنیٰ بھی ہیں اور باطنی بھی اور جو کچھ ذریح برداشت کرسکتا ہے۔ وہ اور کون برداشت کرسکتا ہے؟ (الفقیہ، الفروع، معانی الاخبار)

۴۔ حسن بن علی الوشاء حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ہر امام (وقت) کا ان کے محبوں اور شیعوں کی گردن میں ان کا عہد و پیمان ہوتا ہے۔ اور اس عہد و پیمان کی ایفا کا کمال یہ کہ ان کی قبور (مقدسہ) کی زیارت کی جائے پس جو شخص ان کی زیارت میں رغبت کرتے ہوئے اور جس چیز کی انہوں نے رغبت دلائی ہے اس کی تصدیق کرتے ہوئے۔ ان کی زیارت کرے تو بروز قیامت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام اس کے شفیع ہونگے۔

(الفقیہ، المقنع، عیون الاخبار، علل الشرائع، الفروع، التہذیب، وکامل الزیارۃ)

۵۔ زیاد بن ابوالحلال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی نبیؑ اور کوئی وصی (دفن کے بعد) تین دن سے زیادہ زمین میں نہیں رہتا۔ بلکہ اسے اس کی، ہڈیوں اور گوشت پوست سمیت آسمان کی طرف اٹھالیا جاتا ہے۔ اور صرف ان کے آثار کی زیارت کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان کو دور سے سلام کیا جائے تو وہ ان تک (بقدرۃ اللہ) پہنچادیا جاتا ہے۔ اور ان کے آثار کے پاس سے کیا جائے تو وہ براہ راست سن لیتے ہیں۔[1]

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۶۔ اسماعیل بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص حج ادا کر چکے تو اس کا اختتام ہماری زیارت سے کرے کیونکہ یہ چیز حج کے تمام کمال میں سے ہے۔

(عیون الاخبار، علل الشرائع)

---

1 اس مضمون کی اور بھی بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل جلیل آقائے عبداللہ شبر (جنہیں مجلسی ثانی کہا جاتا ہے) اپنی کتاب قیم مصابیح الانوار فی حل مشکلات الاخبار میں رقمطراز ہیں (احقر مترجم عفی عنہ)

۷۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج کی تمامیت اور اس کی تکمیل ملاقات امام علیہ السلام میں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث اربعمأۃ کے ضمن میں فرمایا۔ جب بیت اللہ کی زیارت (حج) کے لئے جاؤ تو اس کا تمام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (زیارت) سے کرو۔ کیونکہ اس کا ترک کرنا (ان پر) جور و جفا ہے۔ اور تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور اس (حج) کا اتمام ان قبور (کی زیارت) سے کرو جن کا حق اور جن کی زیارت خداوند عالم نے تم پر لازم قرار دی ہے۔ اور ان کے پاس (ان کے وسیلے سے خدا سے) رزق طلب کرو (الخصال)

۹۔ عبدالسلام بن صالح ہروی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس حدیث کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے محدثین نے بیان کیا ہے۔ کہ اہل ایمان جنت میں اپنے مکانوں سے خدا کی زیارت کریں گے؟ فرمایا اے ابوصلت خداوند عالم نے اپنے نبی (خاتم) کو اپنی تمام مخلوق پر خواہ وہ انبیاء و مرسلین ہوں یا ملائکہ مقربین فضیلت دی ہے اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی پیروی کو اپنی پیروی اور دنیا اور آخرت میں ان کی زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ﴿ومن يطع الرسول فقد اطاع الله﴾ (جو رسول کی اطاعت کرے تو اس نے گویا خدا کی اطاعت کی ہے) اور فرماتا ہے ﴿ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله﴾ (جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں گویا وہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے خدا کی زیارت کی ہے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ تمام درجوں سے بلند و بالا ہے پس جس شخص نے جنت میں بیٹھ کر آپ کی کسی بھی درجہ میں بھی زیارت کی تو گویا اس نے خدائے تبارک وتعالیٰ کی زیارت کی۔ الحدیث (کتاب التوحید)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مبارک) اور شہداء کے قبور اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی زیارت کرنا (اجر و ثواب میں) اس حج کے برابر ہے جو آنحضرت کے ہمراہ کیا جائے (الفروع)

۱۱۔ معلی بن ابوشہاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا نانا جان جو شخص آپ کی زیارت کرے اس کا اجر و ثواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص میری زندگی میں یا میری موت کے بعد میری زیارت کرے یا تمہارے باپ یا تمہارے

بھائی یا تمہاری زیارت کرے تو اس کا مجھ پر یہ حق ہوگا کہ بروز قیامت میں اس کی زیارت کروں۔
(الفروع، کامل زیارۃ، الفقیہ، ثواب اعمال، الامالی، علل الشرائع۔ التہذیب)

۱۲۔ زید شحام بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص آپ (ائمہ اہل بیت) میں سے کسی کی زیارت کرے اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے؟ فرمایا وہ ایسا ہے جیسے اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ ((الفروع، عین الاخبار، الفقیہ، علل الشرائع۔ التہذیب)

۱۳۔ محمد بن علی مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی علیہ السلام جو شخص میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد میری زیارت کرے، یا آپ کی زندگی میں یا وفات کے بعد آپؑ کی زیارت کرے یا آپؑ کے ان بیٹوں (حسنین شریفین) کی ان کی زندگی میں یا ان کی موت کے بعد زیارت کرے تو قیامت کے دن میں اس کا ضامن ہوں کہ قیامت کے شدائد و مصائب سے اس کی گلوخلاصی کراؤں۔ اور اسے (جنت میں) اپنے درجہ کے اندر لیجاؤنگا۔ (الفروع، کامل الزیارات)

۱۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امام حسین علیہ السلام (بچپن میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بیٹھے تھے کہ سر بلند کیا اور کہا کہ بابا جان! جو آپ کی وفات کے بعد آپ کی زیارت کرے اسے کیا ملے گا؟ فرمایا بیٹا؟ جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرنے آئے اس کے لئے جنت ہے۔ اور جو شخص آپ کے باپ کی وفات کے بعد انکی زیارت کے لئے جائے گا اس کے لیے بھی جنت ہے۔ اور جو شخص آپکے بھائی کی وفات کے بعد انکی زیارت کے لئے جائیگا تو اسکے لئے بھی جنت ہے۔ اور جو آپکی وفات کے بعد آپکی زیارت کے لئے جائیگا اس کے لیے بھی جنت ہے۔) (التہذیب، المقنعہ، کامل الزیارات)

۱۵۔ ابو عبداللہ حرزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کا اجر و ثواب کیا ہے؟ فرمایا جو انکی بارگاہ میں جائے اور ان کی زیارت کرے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھے، اسکے لئے ایک حج مبرور و عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور اگر وہاں چار وقت نماز پڑھے تو اس کے لئے حج و عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے، میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آیا ہر امام مفترض الطاعۃ کی زیارت کرنے کا یہی ثواب ہے۔ (یا یہ ثواب صرف امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے؟) فرمایا: ہاں ہر امام مفترض الطاعہ کی زیارت کرنے کا یہی اجر و ثواب ہے۔ (التہذیب)

۱۶۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک (طویل) حدیث کے ضمن میں حضرت

امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بار (ہمارے گھر میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت گریہ فرمایا تو (حضرت امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا (باباجان) آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا جبرئیل نے (ابھی ابھی) مجھے خبر دی ہے کہ آپ (سب) شہید کئے جائیں گے اور آپ کی قتل گاہیں جدا جدا ہونگی۔ امام نے عرض کیا باباجان، جو شخص باوجود اختلاف قبور کے ہماری قبور کی زیارت کرے گا اس کے لئے کیا اجر وثواب ہوگا؟ فرمایا بیٹا! میری امت کے کئی گروہ برکت وثواب حاصل کرنے کے ارادہ سے آپ کی زیارت کرینگے اور مجھ پر لازم ہے کہ میں قیامت کے دن ان کے پاس جاؤں، اور ان کے گناہوں کی وجہ سے قیامت کی ہولناکیوں سے انکی گلوخلاصی کراؤں، اور اس طرح خدائے کریم ان کو جنت میں جگہ دے گا۔ (الامالی شیخ طوسی)

۱۷۔ حمران بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی جب واپس آیا تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے حمران! تمہیں خوشخبری ہو کہ جو شخص آل محمد علیہم السلام کے شہداء میں سے کسی کی قبر کی زیارت کرے اور اس زیارت سے اس کا مقصد صرف خدا کی خوشنودی حاصل اور اسکے پیغمبر سے صلہ رحمی کرنا ہو۔ تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اسکی ماں نے اسے جنا تھا۔ (ایضاً)

۱۸۔ جناب جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے خادم یحیٰی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جو شخص میری یا میری ذریت میں سے کسی ایک کی زیارت کرے تو میں قیامت کے دن اس کی زیارت کرونگا۔ اور اسے قیامت کے شدائد سے چھڑاؤنگا۔

(کامل الزیارات)

۱۹۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص ہماری وفات کے بعد ہماری زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے ہماری زندگی میں ہماری زیارت کی ہے۔ (المقنعہ)

۲۰۔ فرمایا جو شخص کسی امام مفترض الطاعہ کی زیارت کرے اور وہاں چار رکعت نماز پڑھے اس کے نامہ اعمال میں حج وعمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۴ احکام مساجد کے باب ۴۲ از وجوب حج اور یہاں باب ۱ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۴

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنا مستحب مؤکد ہے۔اور حاکم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اس کے کرنے پر مجبور کرے اور ہر سال یہ زیارت کرنا واجب کفائی ہے۔

اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی نجران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص ارادتاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے اس کے لئے کیا درجہ ہے؟ فرمایا اسکے لئے جنت ہے۔(الفروع، التہذیب، کامل الزیارات)

۲۔ سندی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص میری زیارت کرنے کے لئے آئے گا میں بروز قیامت اس کی شفاعت کرونگا(ایضاً)

۳۔ ابواحمر اسلمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے کیلئے مکہ آئے، اور مدینہ میں میری زیارت نہ کرے تو اس نے مجھ پر جفا کی ہے اور جو مجھ سے جفا کرے گا۔تو قیامت کے دن میں بھی اس قطع تعلق کرونگا، اور جو میری زیارت کے لئے میرے پاس آئیگا، اسکے لئے میری شفاعت واجب ہوجائے گی اور جو (اہل ایمان) مکہ یا مدینہ کے دو حرموں میں سے کسی حرم کے اندر مرجائے اسے (مقام حساب میں) پیش نہیں کیا جائیگا اور اس کا حساب و کتاب نہیں لیا جائے گا، اور جو شخص خدا کی بارگاہ میں ہجرت کرتے ہوئے مرجائیگا تو وہ قیامت کے دن اصحاب بدر کے ساتھ محشور ہوگا۔(الفروع، الفقیہ، علل الشرائع، کامل الزیارات، التہذیب)

۴۔ یحییٰ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حج کیا، اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو آپ نے (لکھ کر) فرمایا خدا کے گھر کے حاجی، اسکی نبی کی قبر کے زائر اور آل محمدؐ کے شیعو! مبارک ہو تمہارے لئے

(الفروع)

۵۔ صفوان بن یحییٰ (مرفوعاً) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا، وہ (قیامت کے دن) میرے پڑوس میں ہوگا (الامالی، التہذیب)

۶۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے اسکے لئے اجر و ثواب ہے؟ فرمایا: وہ اس شخص کی مانند ہے جو عرش پر خدا کی زیارت کرے، (الفروع، المقنعہ، التہذیب، کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخین نے اس کی یوں تاویل فرمائی ہے۔ کہ اس شخص کے لئے اس شخص کی مانند ثواب ہے کہ جسے خدا اپنے آسمان تک بلند کرے اور اپنے عرش کے قریب کرے اور جسے اپنے خاص الخاص ملکوت سماوی دکھائے جس سے اسکی عزت وکرامت پختہ ہوجائے، الغرض یہ حدیث اپنی ظاہری شبیہہ پر باقی نہیں ہے۔

۷۔ شیخ جعفر بن محمد قولویہ باسنادخود جمیل بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت کرنا اس حج مبرور کے برابر ہے جو آنحضرتؐ کے ہمراہ کیا جائے۔ (کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) اور وجوب حج کے بیان (نمبر ۵ وجوب اجبار الوالی میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا اگر دور سے ہو اور آپ پر درود وسلام بھیجنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود اشعث سے اور وہ موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے گا وہ اس شخص کی مانند سمجھا جائے گا جس نے میری زندگی میں میری طرف ہجرت کی (فرمایا) اور اگر تم اس طرح (زیارت) کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر میری طرف درود وسلام ہی بھیجو، کیونکہ وہ مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔ (التہذیب والمقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا تم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پہلو میں درود بھیجو اگرچہ اہل ایمان کا درود وسلام ان تک پہنچ جاتا ہے خواہ جہاں بھی ہوں۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ اسحاق بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب مدینہ سے گزرو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرو۔ اگرچہ دور سے بھیجو تمہارا درود وسلام ان تک پہنچ جاتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عبداللہ بن مسعود سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا خدا کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں سیر وسیاحت کرتے رہتے ہیں اور میری امت کے سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ (الامالی)

۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ سے اور وہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ جو شخص زمین کے کسی خطہ میں بھی مجھ پر سلام کرے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور جو میری قبر کے پاس سلام کرتے ہیں تو خود میں اسے (براہ راست) سنتا ہوں۔ (امالی فرزند شیخ طوسی)

۶۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ جس قدر ہو سکتا ہے مسجد نبوی میں بکثرت نماز پڑھ۔ اور فرمایا تم ہر وقت جب چاہو اس پر قادر نہیں ہو۔ اور مجھ سے فرمایا کیا تم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مبارک) کے پاس جاتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا قریب سے وہ تمہارا سلام سنتے ہیں۔ اور اگر تم دور ہو (اور وہاں سے سلام کرو) تو ان تک (بذریعہ ملائکہ) پہنچ جاتا ہے۔ (کامل الزیارۃ)

۷۔ عامر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنے شتربان کو دو تین دینار اس لئے دیئے کہ وہ مجھے مدینہ کے راستے سے لے چلے؟ امام نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ کیا آسان طریقہ ہے؟ اس طرح تم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مبارک) پر حاضر ہو کر سلام کر سکو گے۔ کیونکہ اگر تم قریب سے سلام کرو تو وہ خود سنتے ہیں اور اگر دور سے کرو تو ان تک تمہارا سلام پہنچ جاتا ہے۔ (ایضاً، ومصباح الزائر لسید بن طاؤس ؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و باب ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۵

آدمی جب بھی مسجد (نبوی) میں داخل ہو یا اس سے نکلے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرنا مستحب ہے۔ اور سلام کئے اور آپ کے قریب گئے بغیر وہاں سے گزرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں مسجد نبوی کے آخری حصہ سے گزرتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام نہیں کرتا تو؟ فرمایا ابوالحسن علیہ السلام (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) تو اس طرح نہیں کرتے تھے۔ (یعنی وہ سلام کر کے گزرتے تھے) میں نے عرض کیا کہ آیا جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو دور سے ہی سلام کرے اور قریب نہ جائے تو؟ فرمایا نہ۔ (وہ ایسا

نہ کرے) پھر فرمایا جب مسجد میں داخل ہو تب بھی سلام کرو۔ اور جب نکلنے لگو تب بھی کرو۔ اور دور سے بھی کرو۔ (الفروع)

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب مسجد (نبوی) میں داخل ہو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور جب اس سے نکلنے لگو تب بھی ایسا کرو۔ اور مسجد نبوی میں بکثرت نماز پڑھو (الفروع، التہذیب، کامل الزیارۃ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۱۸ میں) انشاء اللہ آئیں گی۔

باب ۶

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی کیفیت اس کے آداب اور آپؐ کی قبر مبارک کے پاس دعا کرنے کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مدینہ میں داخل ہو تو داخل ہونے سے پہلے یا داخل ہوتے وقت غسل کرو پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مبارک) کے پاس جاؤ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرو۔ اور پھر قبر مبارک کی دائیں طرف سر اقدس کے قریب اسطوانہ کے نزدیک روبقبلہ ہو کر جبکہ تمہارا بایاں کاندھا قبر مبارک کی بائیں جانب ہو۔ اور دایاں کاندھا منبر کی طرف کر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اقدس کا مقام ہے۔ اس وقت یہ (زیارت) پڑھو: ﴿**اشهد ان لا الـه الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمد أعبده ورسوله اشهد انك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واشهد انك محمد بن عبدالله واشهدانك قد بلغت رسالات ربك ونصحت لامتك وجاهدت فى سبيل الله وعبدت الله حتىٰ اتاك اليقين بالحكمة والموعظة الحسنة واديت الذى عليك من الحق وانك قد روفت بالمؤ منين، وغلظت على الكافرين، فبلغ الله بك افضل شرف محل المكرمين، الحمد لله الذى استنقذنا بك من الشرك والضلالة، اللّهم فاجعل صلواتك وصلوات ملائكتك المقرّبين، وعبادك الصالحين، وأنبيائك المرسلين واهل السمٰوٰت والارضين، ومن سبح لك يارب العالمين من الأولين والآخرين على محمد عبدك ورسولك ونبيّك وأمينك، ونجيّك**

وحبيبك، وصفيّك وخاصتك، وصفوتك وخيرتك من خلقك اللّٰهم اعطه الدرجة والوسيلة من الجنة والجثه مقاماًمحموداً، يغبطه به الاولون والآخرون اللّٰهم انك قلت ولوانهم اذظلموا انفسهم جاؤوك فاستغفروا الله وستغفرلهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيماًوانّي اتيت نبيّك مستغفراً تائباً من ذنوبي انّي اتوجه بك الى اللّٰه ربّي وربك ليغفر ذنوبي ﴾ (فرمایا) اگر تمہیں کوئی حاجت درپیش ہوتو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کو اپنے کاندھوں کے پیچھے قرار دے اور روبقبلہ ہوکر اور ہاتھ بلند کر کے (خدا سے) اپنی حاجت طلب کر جو کہ پوری ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(الفروع، کامل الزیارۃ، التہذیب)

۲۔ علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا طریقہ (زیارت) یہ تھا کہ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مبارک) کے پاس کھڑے ہوکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کرتے اور ان کے خدا کا پیغام پہنچانے کی شہادت دیتے اور پھر جو مستحضر ہوتی وہ دعا کرتے۔ پھر اس باریک اور سبز رنگ کے سنگ مرمر سے ٹیک لگا کر اور قبر مبارک سے چمٹ کر اور روبقبلہ ہوکر یہ دعا پڑھتے: ﴿اللّٰهم اليك الجات ظهري، والى قبر نبيك و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبدك ورسولك اسندت ظهري، والقبلة النبي رضيت لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استقبلت، اللهم انى اصبحت لا املك لنفسي خير ما ارجو، ولا ادفع عنها شر ما احذر عليها، واصبحت الامور بيدك فلا فقير افقر منى رب انى لما انزلت من خير فقير، اللهم اردنى منك بخير فانه لارادّ لفضلك، اللّٰهم اعوذ بك من أن تبدّل اسمي، اوتغير جسمي اوتزيل نعمتك عندى، اللهمّ كرمنى، زيّنى، بالتقوىٰ، وحملني بالنعم، واعمرني بالعافية، وارزقني شكراً العافيتك. (الفروع، کامل الزیارات)

۳۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مقدس) کے پاس آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: کہو:

السلام على رسول الله! السلام عليك يا حبيب الله! السلام عليك يا صفوة الله! السلام عليك يا امين الله اشهد انك نصحت لامتك وجاهدت فى سبيل الله وعبدته حتى اتاك اليقين، فجزاك الله افضل ما جزى نبياً عن امته، اللهم صل على محمد وعلى آل محمد افضل ما صليت على ابراهيم وآل ابراهيم انك حميد مجيد. (الفروع، التہذیب، کامل الزیارات)

۴۔ علی بن حسان بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہارون کی موجودگی میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مقدس) کی طرف بڑھے اور یوں سلام کیا: السلام علیك یا ابتَ اسئل الله الذی اصطفاك و اجتباك وهداك وهدی بك ان یصلی علیك (الفروع، التہذیب).

۵۔ محمد بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مبارک) کے پاس پہنچے تو اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا: ﴿اسئل الله الذی اجتباك واختارك وهداك وهدی بك ان یصلی علیك، ثم قال: ان الله وملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما.﴾ (الفروع، کامل الزیارات)

باب ۷

منبر اور روضہ (باغیچہ) اور مقام نبی والی جگہ پر جانا اور اسے چھونا اور اس سے تبرک حاصل کرنا، اور وہاں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس دعا کرنے سے فارغ ہو جاؤ۔ تو منبر کے پاس جاؤ اور اسے اپنے ہاتھ سے چھوؤ۔ اور اس کے نچلے حصے کو پکڑو۔ اور اس پر آنکھیں اور چہرہ رگڑو۔ کیونکہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ آنکھ کے لیے شفا کا باعث ہے۔ اور وہاں کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثنا کرو اور خدا سے اپنی حاجت طلب کرو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میری قبر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر قائم ہے۔ بعد ازاں مقام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور وہاں جس قدر چاہو نماز پڑھو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبکر حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے گھر (جہاں اب قبر ہے) اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر قائم ہے۔ اور میری قبر کے پائے جنت میں گڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا: آیا وہ باغ آج بھی ہے؟ فرمایا: اگر (تمہاری آنکھوں سے) پردے ہٹ جائیں تو تم (بچشم خود) دیکھو گے۔ (الفروع)

۳۔ مرازم بیان کرتے ہیں کہ روضہ (باغیچہ) کے بارے میں جو کچھ لوگ کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال

کیا: فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر قائم ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اس روضہ کی حد کیا ہے؟ فرمایا: منبر کے بعد چار ستونوں سے لیکر سایہ تک! میں نے عرض کیا: آیا صحن کا کچھ حصہ بھی اس میں داخل ہے۔ فرمایا: نہ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہین کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۹ از احکام مساجد میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۱ و ۱۷ میں) بیان کی جائینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

مقام جبرئیلؑ پر جانا اور وہاں دعا کرنا مستحب ہے بالخصوص حائض کیلئے اپنے پاک ہونے کیلئے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مقام جبرئیلؑ پر جاؤ۔ اور وہ پرنالہ کے نیچے ہے۔ کیونکہ وہ جب بارگاہ نبویؐ میں باریابی کا اذن طلب کرتے تھے تو یہیں کھڑے ہوتے تھے۔ (بہرحال) وہاں جا کر یہ دعا پڑھو: ﴿ای جواد ای کریم ای قریب ای بعید، اسالك ان تصلی علی محمد واهل بیته، وان ترد علیّ نعمتك﴾ فرمایا: یہ وہ مقام ہے جہاں جب کوئی حائض خون کے خاتمہ کی دعا کرتی ہے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ انشاء اللہ۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

مدینہ میں قیام کرنا اور اس میں بکثرت عبادت کرنا اور اسے مکہ میں قیام پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مکہ میں قیام کرنا افضل ہے یا مدینہ میں؟ فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ کے قول کے بالمقابل میرے قول کی کیا قیمت ہے؟ فرمایا: تمہارے قول کی بازگشت بھی تو میرے قول کی طرف ہے! اس پر میں نے عرض کیا کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ مکہ کی نسبت مدینہ میں قیام کرنا افضل ہے۔ فرمایا: اگر تم یہ کہتے ہو تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی عید الفطر کے دن یہی بات کہی تھی۔ جبکہ رسول خدا ﷺ (کی قبر) کے پاس جا کر آں حضرتؐ پر سلام کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم آج کے دن لوگوں پر اس بات کی وجہ سے فضیلت

رکھتے ہیں۔ کہ ہم نے آج آنحضرتؐ پر سلام کیا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ مرازم بیان کرتے ہیں کہ میں اور عمار اور (رفقاء کی) ایک جماعت مدینہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امامؑ نے ہم سے پوچھا: تمہارا یہاں کس قدر قیام ہے؟ عمار نے عرض کیا کہ ہم ظہر کے وقت آئے ہیں اور پندرہ دن قیام کا پروگرام ہے! فرمایا: تم نے یہاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں قیام کرنے اور ان کی مسجد میں نماز پڑھنے کا ٹھیک پروگرام بنایا ہے۔ (پھر فرمایا) اپنی آخرت کے لیے توشہ اٹھا کر لے جاؤ۔ اور زیادہ لے جاؤ۔ بعض اوقات ایک آدمی دنیا کے معاملات میں بڑا عقلمند ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ کتنا بڑا عقلمند ہے؟ مگر حقیقت میں عقلمند وہ ہے جو آخرت کے معاملہ میں عقلمند ہے۔ (الفروع)

۳۔ محمد بن عمر زیات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص مدینہ میں مرجائے تو وہ بروز قیامت ان لوگوں میں محشور ہوگا جو (عذاب قبر سے) مامون ہونگے۔ انہی میں سے یحیٰی بن حبیب، ابوعبیدہ حذاء اور عبدالرحمٰن بن حجاج بھی ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس دجال کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا: کوئی گھاٹ اور راستہ ایسا نہیں رہ جائے گا۔ جسے وہ اپنے پاؤں تلے نہیں روندے گا۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ کیونکہ اس کے ہر ہر سوراخ کے پاس ایک فرشتہ موجود ہے۔ جو ان کی ظالموں اور دجال سے حفاظت کرتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے تو یہ دعا کی ﴿اللهم حبب الينا المدينة كما حببت الينا مكة، واشد وبارك فى صاعها ومدّها وانقل حماها وو باها الى الجحفة.﴾ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱، ۱۲ میں) آئیں گی۔ انشاءاللہ۔

باب ۱۰

مستحبی حج پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود حسن بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مکہ جاتا ہے۔ مگر مدینہ نہیں جاتا۔ دوسرا مدینہ جاتا ہے اور مکہ نہیں

جاتا۔ ان میں سے کون افضل ہے۔ فرمایا: تم لوگ کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کہ ہم تو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں (کہ وہاں حاضری افضل ہے۔) چہ جائیکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں! فرمایا: اگر تم یہ کہتے ہو تو پھر سنو۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام عید الفطر کے دن مدینہ میں تھے وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ پھر حاضرین سے فرمایا: ہم مکہ سمیت تمام شہروں والوں پر فضیلت رکھتے ہیں اس لیے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (نزدیک سے) سلام کر رہے ہیں۔ (کامل الزیارات)

باب ۱۱

مسجد نبوی کے ستونوں کے پاس اعتکاف بیٹھنا اور دعا کرنا اور اس طرح تین روزے رکھنا کہ آخری روزہ جمعہ کے دن ہو۔ مستحب ہے۔ مگر واجب نہیں ہے۔ اگرچہ وہاں صرف تین دن قیام ہو۔ مگر نمازی پوری نماز پڑھے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر تم نے مدینہ میں (کم از کم) تین دن قیام کرنا ہو۔ پہلا دن بدھ کے روز روزہ رکھو اور بدھ کی رات ابولبابہ کے ستون کے پاس نماز پڑھو۔ یہ وہی ستون ہے جس کے ساتھ ابولبابہ نے اپنے آپ کو باندھ دیا تھا۔ یہاں تک کہ آسمان سے اس کی توبہ کی قبولیت کی نوید آئی تھی۔ اور بدھ کے دن وہاں جا کر بیٹھو۔ پھر خمیس کی رات مقام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔ اور اس کے دن بھی یعنی خمیس کے دن وہاں نماز پڑھو اور روزہ رکھو پھر شب جمعہ مقام النبی اور اسکے مصلی کے پاس جاؤ اور وہاں شب و روز جمعہ میں نماز پڑھو اور جمعہ کے دن بھی روزہ رکھو۔ اور اگر ہو سکے تو ان (تین) دنوں میں ضروری بات کے علاوہ کوئی (فضول) بات نہ کرو۔ اور سوائے کسی خاص ضروری کام کے مسجد سے باہر نہ جاؤ۔ اور اگر ہو سکے تو شب و روز نہ سوؤ۔ (بلکہ جاگ کر عبادت خدا بجا لاؤ) کیونکہ اس میں بڑی فضیلت ہے۔ پھر جمعہ کے دن خدا کی حمد و ثنا کرو۔ اور سرکار محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو۔ اور (خدا سے) اپنی حاجت برآری کا سوال کرو۔ اور منجملہ دعاؤں کے ایک یہ دعا بھی پڑھو: ﴿اللهم ما كانت لی الیك من حاجة شرعت (صارعت) انا فی طلبها والتماسها اولم اسرع سالتكها اولم اسالكها فانی اتوجه الیك نبیك محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بنی الرحمة فی قضاء حوائجی صغیرها وكبیرها﴾ جب ایسا کرو گے تو تم اس لائق ہو جاؤ گے۔ کہ تمہاری حاجت برآری کی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (التہذیب، کامل الزیارات)

۲۔ مرازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدینہ میں (عام دنوں میں) روزہ رکھنا اور ستونوں

کے پاس کھڑا ہونا فرض نہیں ہے۔ لیکن جو چاہے (کہ مستحی) روزہ رکھے۔ تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ کیونکہ فرض تو صرف نماز پنجگانہ اور ماہ رمضان کے روزے ہیں۔ فرمایا: جس قدر ہو سکتا ہے اس مسجد (نبوی) میں بکثرت نماز پڑھو۔ اور جان لو۔ کہ بعض اوقات ایک شخص دنیوی امور میں سمجھدار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ وہ کس قدر سمجھدار ہے۔ اور سلیقہ شعار ہے۔ مگر دراصل سمجھدار آدمی وہ ہے جو آخرت کے معاملات میں سمجھدار اور سلیقہ شعار ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مسجد (نبوی) میں داخل ہو تو اگر تین دن بدھ، جمعرات اور جمعہ قیام کر سکتے ہو تو ضرور کرو۔ (اور ان دنوں میں روزہ رکھو) اور بدھ کے دن قبر اور منبر کے درمیان قبر کے نزدیک جو ستون ہے وہاں نماز پڑھو۔ اور دنیا و آخرت کی ہر حاجت کے بارے میں (خدا سے) سوال کرو۔ دوسرے (خمیس کے دن توبہ والے ستون کے ساتھ نماز پڑھو۔ اور ان مقامات پر حاجت کے لیے دعا کرو۔ اور ان تین دنوں میں روزہ رکھو۔ (الفروع)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مدینہ میں) بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھو۔ اور بدھ کی رات اور اس کے دن اس ستون کے پاس نماز پڑھو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کی جانب ہے۔ اور خمیس کی رات اور اس کے دن ابولبابہ والے ستون کے پاس نماز پڑھو۔ اور شب جمعہ اور اس کے دن اس ستون کے پاس نماز پڑھو جو مقام نبی سے متصل ہے۔ اور اپنی حاجت برآری کے لیے یہ دعا پڑھو۔

اللهم انی اسئلك بعزتك وقوتك وقدرتك وجميع ما احاط به علمك ان تصلى على محمد وعلى اهل بيته وان تفعل بى كذا و كذا. کذا و کذا کی جگہ اپنی حاجات طلب کرو۔ (الفروع)

۵۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ فرماتے ہیں کہ بعض ائمہ طاہرین سے مروی ہے۔ فرمایا: اگر تم نے مدینہ میں صرف تین دن بھی قیام کرنا ہو تو نماز پوری پڑھو۔ اور یہی حکم مکہ کا ہے کہ اگر وہاں بھی تین دن قیام کرنا ہو تو نماز پوری پڑھو۔ پس جب تم نے مدینہ میں تین دن قیام کرنا ہو تو (بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن) روزہ رکھو۔ اور بدھ کی رات ستون توبہ کے ساتھ نماز پڑھو تا آخر حدیث اوّل۔ کما تقدم۔ (کامل الزیارات)

باب ۱۲

مدینہ منورہ میں موجود تمام مشاہد (مقدسہ) میں جانا اور شہداء کی بالخصوص جناب حمزہؓ کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

کہ فرمایا: (مدینہ میں) جس قدر مشاہد (مقدسہ ہیں) ان میں جانا ترک نہ کرو۔ جیسے مسجد قبا کیونکہ یہ وہ مسجد ہے جس کا سنگ بنیاد تقویٰ پر رکھا گیا ہے، مشربہ ام ابراہیم، مسجد فضیخ اور شہداء (احد) کے قبور، مسجد احزاب جو کہ فتح والی مسجد ہے، فرمایا: ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ جب شہداء کی قبروں پر جاتے تھے۔ تو کہتے تھے: ﴿السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار﴾ اور مسجد فتح کے پاس یہ دعا پڑھو: ﴿یا صریخ المکروبین یا مجیب دعوة المضطرین اکشف همی و غمی و کربی کما کشفت عن نبیك همه و غمه و کربه کفیته، هول عدوه فی هذا لمکان﴾ (الفروع، کامل الزیارت، التہذیب)

۲۔ عقبہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم لوگ ان مساجد میں جاتے ہیں جو حوالی مدینہ میں واقع ہیں تو کس مسجد سے ابتداء کریں؟ فرمایا: مسجد قبا سے ابتدا کرو۔ اور اس میں بکثرت نماز پڑھو۔ کیونکہ اس علاقے میں یہ پہلی مسجد ہے۔ جس میں حضرت رسول خدا ﷺ نے نماز پڑھی۔ پھر بمقام مشربہ ام ابراہیم جاؤ اور وہاں نماز پڑھو۔ کیونکہ یہ جگہ آنحضرت ﷺ کا مسکن بھی ہے۔ اور جائے نماز بھی۔ بعد ازاں مسجد فضیخ جاؤ۔ اور اس میں نماز پڑھو کیونکہ ہمارے نبی ﷺ نے اس میں نماز پڑھی ہے۔ پس جب اس طرف سے فارغ ہو جاؤ تو پھر احد کی طرف جاؤ۔ اور وہاں اس مسجد سے ابتدا کرو۔ جو مقام حیرا (17) سے پہلے ہے۔ پس اس میں نماز پڑھو۔ بعد ازاں جناب حمزہؓ کی قبر کے پاس جاؤ اور ان پر سلام کرو۔ پھر دوسرے شہداء کے قبور کے پاس جاؤ اور وہاں کھڑے ہو کر یوں سلام کرو ﴿السلام علیکم یا اهل الدیار انتم لنا فرط و انا بکم لاحقون﴾ پھر اس مسجد میں جاؤ جو کہ جبل (احد) کے پہلو میں تمہاری دائیں جانب کھلی جگہ پر واقع ہے۔ پھر اس میں نماز پڑھو۔ اس مسجد سے ہو کر پیغمبر اسلام ﷺ بمقام احد مشرکوں سے جنگ کرنے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اور پھر برابر نماز کے وقت تک لڑتے رہے تھے۔ اور جب نماز کا وقت داخل ہو گیا تھا۔ تو آپؐ نے یہیں نماز پڑھی تھی۔ پھر واپسی پر شہداء کے قبور کے پاس جاؤ اور جس قدر مقدور ہے وہاں نماز پڑھو پھر سیدھے مسجد احزاب کی طرف جاؤ اور اس میں نماز پڑھو اور دعا کرو۔ کیونکہ احزاب والے دن حضرت رسول خدا ﷺ نے اس میں یہ دعا پڑھی تھی۔ ﴿یا صریخ المکروبین، یامجیب دعوة المضطرین، یا مغیث المهمومین، اکشف همی و کربی و غمی فقد تریٰ حالی و حال اصحابی﴾ (الفروع، کامل الزیارت، التہذیب)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: کہ آیا تم مسجد قبا یا مسجد فضیخ یا مشربہ ام ابراہیم میں گئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں! فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ کے آثار میں سے صرف یہی (تین

چیزیں) باقی رہ گئی ہیں۔ دوسرے تمام آثار بدل دیئے گئے ہیں[1]

۴۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ" باسناد خود حریز سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد قبا میں جائے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھے وہ عمرہ (کا ثواب لے کر) لوٹتا ہے۔ (کامل الزیارات)

۵۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مقدس)، شہداء احد کی قبور اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مبارک) کی زیارت حج مبرور کے برابر ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۳ اور ۳۷ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

ہر سوموار اور جمعرات کے دن شہداء کی قبروں کی زیارت کرنا مستحب موکد ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پچھتر دن زندہ رہیں۔ اور اس پوری مدت میں بی بی ہنستی ہوئی نہیں دیکھی گئی۔ اور ہفتہ میں دو بار سوموار اور جمعرات کو احد تشریف لے جاتی تھیں۔ اور فرماتی تھیں کہ یہاں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور یہاں مشرکین تھے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آپ وہاں جا کر نماز پڑھتی تھیں۔ اور دعا کرتی تھیں۔ اور اپنی وفات تک برابر ایسا ہی کرتی رہیں۔ (ایضاً)

---

[1] امام علیہ السلام کا یہ فرمان قرن اول سے متعلق ہے۔ اور آج تو پندرھویں صدی جاری ہے۔ آج آثار نبوت و نشانات رسالت کی کیا حالت ہے؟ اگر گویم زبان سوزد اور بھلا اظہار کی ضرورت کیا ہے۔ کیونکہ آں جا کہ عیاں است چہ حاجت بیاں است حالانکہ زندہ اور شریف قومیں اپنے بزرگوں کے آثار و نشانات کو قائم رکھتی ہیں۔ آہ فلیبك علی الاسلام من كان باكيا والى الله المشتكى وعليه التكلان اللهم عجل فی ظهور وليك الحجة فانهم يرونه بعيداً و نراه قريباً برحمتك يا ارحم الراحمين (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس سے پہلے باب طہارت (۵۵ از دفن اور باب ۴۲ از وجوب حج میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں برادران ایمانی کا سلام پہنچانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں علی بن ابراہیم حضرمی سے اور وہ اپنے باپ (ابراہیم) سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبر مقدس کے پاس جاؤ اور جو کچھ (تم پر درود وسلام بھیجنا) لازم ہے جب اس سے فارغ ہو چکو تو پھر دو رکعت نماز پڑھو۔ بعد ازاں سر اقدس کے قریب کھڑے ہو کر کہو۔ ﴿السلام علیك یا نبی الله من ابی وامی و ولدی و خاصتی و جمیع اهل بلدی حرهم وعبدهم وابیضهم واسودهم﴾ اس کے بعد تم جس برادر (ایمانی) سے ملو اور اس سے کہو کہ میں نے تمہارا سلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا تھا۔ تو تم اس قول میں راست گو شمار ہو گے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۵

زیارت سے فارغ ہو کر نکلتے وقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کو الوداع کرنا اور اس کے لیے غسل کرنا مستحب ہے اور دوسرے آداب کا تذکرہ

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں۔ جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم مدینہ سے باہر جانا چاہو تو غسل کرو اور اپنے حوائج سے فارغ ہو کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مقدس) کے پاس جاؤ۔ اور ان سے الوداع کرو۔ اور اس طرح ان پر درود وسلام بھیجو جس طرح داخل ہوتے وقت بھیجا تھا۔ اور کہو: ﴿اللهم لا تجعل آخر العهد من زیارة قبر نبیك، فان توفیتنی قبل ذلك فانی اشهد فی مماتی علی ما شهدت علیه فی حیاتی ان لا اله الا انت وان محمدا عبدك و رسولك﴾ (الفروع، التہذیب، کامل الزیارات)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (مبارک) کو الوداع کرنا چاہوں تو کیا کہوں؟ فرمایا: کہو ﴿صلی الله علیك، السلام علیك لا جعله الله آخر تسلیمی علیك﴾ (الفروع، کامل الزیارات)

۴۔ جناب ابن قولویہ باسناد خود ابن فضال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کو دیکھا کہ وہ (آنحضرتؐ کی قبر مقدس کو) الوداع کہہ کر عمرہ (مفردہ) ادا کرنے کے لئے جانا چاہتے تھے تو وہ نماز مغرب کے بعد جانب سر سے قبر اقدس کے پاس گئے اور آنحضرتؐ پر سلام کیا۔ اور قبر مقدس سے چمٹ گئے۔ بعد ازاں منبر کے پاس گئے۔ پھر لوٹ کر قبر کے پاس گئے اور اس کے جانب سر اس طرح کھڑے ہوئے کہ اپنا بایاں کندھا قبر مبارک سے چمٹایا۔ اور وہاں چھ یا آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ اور آپ کے رکوع و سجود کی مقدار بقدر تین تسبیح یا اس سے زیادہ تھی۔ اور جب اس سے فارغ ہو چکے تو پھر اس قدر طویل سجدہ کیا کہ آپ کے پسینہ سے کنکر بھی تر ہو گئے۔ بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنا رخسار بھی مسجد کی زمین سے لگایا۔ (بعد ازاں باہر تشریف لے گئے۔) (کامل الزیارات، عیون الاخبار)

باب ۱۶

مکہ و مدینہ اور کوفہ کا احترام واجب ہے۔ اور ان شہروں میں سکونت رکھنا اور ان میں صدقہ و خیرات دینا اور ان میں بکثرت نماز پڑھنا اور سفر کی حالت میں بھی ان میں نماز پوری پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ حسان بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا ہے کہ مکہ حرم خدا ہے۔ اور مدینہ حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور کوفہ میرا حرم ہے۔ جو کوئی جبار وقہار حاکم ان شہروں کے بارے میں برا ارادہ کرے گا تو خدائے قہار اسے نیست و نابود کر دے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے۔ کہ جو شخص مدینہ میں حدث کرے گا، یا کسی حدث والے کو پناہ دے گا تو اس پر خدا کی لعنت نازل ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ حدث کیا ہے؟ فرمایا: قتل (تو مطلب یہ ہوا کہ یہاں کسی کو قتل کرے گا یا کسی قاتل کو پناہ دے گا تو وہ ملعون ہوگا)۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ زمین کے تمام خطوں میں سے کونسا خطہ افضل ہے؟ فرمایا: کوفہ! اے ابوبکر! یہ کوفہ مکہ اور مدینہ کے بعد پاک و پاکیزہ ہے۔ اس میں انبیاء مرسلین اور اوصیاء صادقین کے قبور ہیں۔ اور اس میں مسجد سہیل (سہلہ) ہے۔ خدا نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس نے اسمیں نماز پڑھی ہے۔ اور اس (کوفہ) سے خدا کا

عدل (ذریعہ امام العصر) ظاہر ہوگا۔ اور اسی میں حضرت قائم اور ان کے نواب قیام کریں گے۔ اسی میں انبیاء اور ان کے اوصیاء صالحین کے مکانات ہیں۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا خداوند عالم نے عام شہروں میں سے چار شہروں کو منتخب کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ﴿والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین﴾ فرمایا: التین سے مدینہ، زیتون سے بیت المقدس، طور سینین سے کوفہ اور ھذا البلد الامین سے مکہ مراد ہے۔ (معانی الاخبار)

۵۔ ابو سعید اسکاف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس آیہ مبارکہ ﴿وآوینا ھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین﴾ کی تفسیر میں فرمایا: ''ربوۃ'' (بلند ٹیلہ) سے مراد کوفہ، ''قرار'' سے مراد مسجد (کوفہ) اور ''معین'' سے مراد نہر فرات ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے کتاب الصلوٰۃ میں (باب ۲۴ از احکام مساجد، باب ۲۵ از نماز مسافر اور یہاں باب ۹ میں) گزر چکی ہے۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

مدینہ کا حرم عایر کے مقام سے لے کر وعیر کے مقام تک ہے۔ جس کا درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ مگر اس کے شکار میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ سوائے اس شکار کے جو دو حرموں کے درمیان کیا جائے۔

(اس باب میں کل ۱۳ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مکہ حرم خدا ہے۔ جسے جناب ابراہیم نے حرم قرار دیا ہے۔ اور مدینہ اپنے لابتین سمیت میرا حرم ہے۔ اس کا درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ اور وہ ظل عایر کے مقام سے لے کر ظل وعیر تک ہے۔ مگر اس کا شکار مکہ کی شکار کی طرح (حرام) نہیں ہے۔ یہ شکار کھایا جائے گا۔ (کیونکہ وہ حلال ہے۔) لیکن وہ نہیں کھایا جائے گا (کہ وہ حرام ہے) اور وہ ایک برید تک ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حسن صیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں زیاد بن عبداللہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں ربیعۃ الرائے بھی موجود تھا۔ زیاد نے پوچھا کہ مدینہ کا حرم کس قدر ہے؟ ربیعۃ الرائے نے کہا ایک برید + ایک

برید! اس پر زیاد نے ربیعہ سے کہا: کیا حضرت رسول خدا ﷺ کے دور میں یہ میل ہوتے تھے؟ جس پر ربیعہ خاموش ہوگیا! پھر زیاد میری طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا: یا ابا عبداللہ! آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ میں نے کہا کہ رسول خدا ﷺ کا حرم مدینہ اپنے لابتین سمیت ہے۔ اس نے کہا: "لابتین" کیا ہے؟ میں نے کہا: جسے (مقام) حرار احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس نے کہا: کس قدر مقام کے درخت (کاٹنے) حرام ہیں؟ میں نے کہا: عمیر سے لے دعیر تک۔ صفوان بیان کرتے ہیں کہ ابن مسکان نے بیان کیا ہے۔ کہ حسن کہتے ہیں کہ آپ نے ایک شخص سے سوال کیا کہ مابین لابتیھا کیا ہے؟ فرمایا: صورین سے لے کر ثنیہ تک۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی فرماتے ہیں کہ ابن مسکان از ابو بصیر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں مدینہ میں سے حرم رسول ﷺ کی یہ حد بندی بیان کی گئی ہے۔ زباب سے لے کر واقم تک اور مکہ کی طرف سے عریض سے لے کے نقب تک (الفروع، معانی الاخبار، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں فضل بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا رسول خدا ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے؟ فرمایا: ہاں! ایک برید+ایک برید تک۔ اس کے درختوں کو حرام قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: آیا اس کے شکار کو بھی؟ فرمایا: لوگ جھوٹ نہیں بولتے (جو کہتے ہیں کہ اس کا شکار حلال ہے) (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں حضرت شیخ طوسی نے اس روایت کو حرمین کے درمیان والے شکار کے علاوہ دوسرے کے جواز پر محمول کیا ہے۔ (کیونکہ وہ جائز نہیں ہے۔) کما سیاتی

۵۔ زرارہ بن اعین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ نے مدینہ کے لابتین سمیت شکار کو (حرمین کے درمیان) حرام قرار دیا ہے۔ اور اس کے اردگرد ایک برید ایک برید تک اس کے گھاس اور درخت کاٹنے کو حرام قرار دیا۔ سوائے پانی لادنے والے اونٹ کی دو لکڑیوں کے۔ (الفقیہ)

۶۔ یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا آیا حرم رسول میں مجھ پر وہ سب کچھ حرام ہے جو کہ حرم خدا میں حرام ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدینہ کا وہ شکار حرام ہے۔ جو دو حروں[1] کے درمیان کیے جائے۔ (الفقیہ، التہذیب)

---

[1] حرہ نامی دو مقام ہیں، ایک مدینہ کے نزدیک دوسرا مکہ کے قریب۔ ان کے درمیان شکار کرنا حرام ہے۔ جسے مابین حرمین بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس باب کے عنوان میں درج ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۸۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا فرمایا: خداوند عالم نے اپنے نبی کو ادب سکھایا۔ اور احسن طریقے پر سکھایا۔ پس جب وہ مؤدب (بآداب اللہ) ہو گئے۔ تو خدا نے اپنا دین ان کے سپرد کر دیا۔ پس خدا نے شراب کو حرام قرار دیا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیدیا اور خدا نے اسے نافذ العمل قرار دیا اسی طرح خدا نے مکہ کے (درختوں اور شکار کو) حرام قرار دیا ہے۔ تو آں حضرت نے مدینہ کے (درختوں کو) بھی کاٹنا حرام قرار دیا ہے۔ اور خدا نے اس کی اجازت دے دی ہے۔[1] (بصائر الدرجات)

باب ۱۸

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ اور ان کی قبر کے مقام کا تعین

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یزید بن عبدالملک سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت خاتون قیامت کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ (اطلاع کرائی) آپ نے (پس پردہ سے) پہلے مجھ پر سلام کیا۔ پھر پوچھا صبح سویرے کیوں آئے ہو؟ عرض کیا۔ حصول برکت کی خاطر! فرمایا میرے بابا نے مجھے خبر دی ہے اور وہ یہاں موجود ہیں۔ کہ جو شخص ان پر اور مجھ پر تین دن سلام کرے خدا اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آیا یہ (ثواب) صرف ان کی اور آپ کی زندگی میں ہے؟ فرمایا ہاں اور ہماری وفات کے بعد بھی۔ (التہذیب)

۲۔ ابراہیم بن محمد بن عیسٰے العریضی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جب اپنی جدہ ماجدہ (زہراء علیہا السلام) کی قبر پر جاؤ تو یوں سلام کرو۔ ﴿یا ممتحنه امتحنك الذی خلقك قبل ان یخلقك فوجدك لما امتحنك صابرةً و زعمنا انالك اولیاء و مصدقون و صابرون لكل ما اتٰنا نابه ابوك صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اتی به و صیّه فانا نسألك ان كنّا صدقناك الّا الحقتنا لها لنبشر أنفسنا بانّا قد طهّرنا بو لایتك﴾ (ایضاً)

۳۔ احمد بن ابونصر (بزنطی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ

---

[1] تفویض کی یہ قسم اس طرح جائز ہے۔ جس طرح کہ شریعت مقدسہ کے اوامر و نواہی اور دوسرے احکام کا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صواب دید پر منحصر ہے۔ کہ جب اور جس طرح چاہیں بیان کریں۔ جبکہ دنیاوی امور میں ہر قسم کی تفویض ممنوع ہے۔ اور باطل و عاطل ہے۔ اس موضوع کی جملہ تفصیلات ہماری کتاب اصول شرعیہ فی عقائد الشیعہ میں مذکور ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

زہراء علیہا السلام کی قبر (مبارک) کہاں ہے؟ فرمایا وہ اپنے گھر میں دفن کی گئی تھیں۔ اور جب بنی امیہ نے مسجد (نبوی میں) اضافہ کیا۔ تو پھر وہ جگہ مسجد میں آگئی۔ (الفقیہ، الاصول، التہذیب، عیون الاخبار، معانی الاخبار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ (۱) بعض نے کہا ہے۔ کہ وہ بقیع میں دفن ہیں (۲) بعض کہتے ہیں کہ وہ (قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور منبر کے درمیان دفن ہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ کیونکہ آپ کی قبر وہاں ہے۔ (۳) اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں دفن ہوئیں۔ اور جب بنی امیہ نے مسجد کی توسیع کی تو وہ جگہ مسجد میں آگئی اور یہی آخری قول میرے نزدیک صحیح ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں حضرت شیخ مفید اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی ایسا ہی افادہ فرمایا ہے۔[1]

۵۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر جنت کے دروازوں میں ایک دروازہ پر واقع ہے۔ کیونکہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی قبر آپکی قبر اور منبر کے درمیان ہے۔ اور آپ کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ادھر کھلتا ہے۔ (معانی الاخبار) یہ روایت نقل کر کے حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اسی طرح وارد ہوئی ہے مگر میرے نزدیک صحیح وہ ہے جو بزنطی کی روایت میں وارد ہے اور وہ پھر سابقہ روایت نقل کی ہے۔ مؤلف علام بھی بزنطی والی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے باقی روایت کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں۔ کیونکہ عامہ کے قول کے موافق ہے۔

باب ۱۹

جو شخص مکہ لوٹتے اور مدینہ جاتے وقت معرس النبیؐ کے مقام سے گزرے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہاں اترے اور وہاں نماز پڑھے۔ اور رات ہو یا دن وہاں لیٹے اور غسل کرنا مستحب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب مکہ واپس لوٹتے وقت اور مدینہ جاتے وقت بمقام ذوالحلیفہ پہنچو تو معرس النبیؐ (جہاں رات کے آخری حصہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استراحت کی تھی کے مقام پر جاؤ۔ اور اگر نماز فریضہ یا نافلہ کا وقت ہے تو پڑھو۔

---

[1] اور یہی قول محققین اور متاخرین میں زیادہ مشہور ہے۔ اور یہی منصور ہے اس اضافہ کے ساتھ اب روضہ رسول کی توسیع ہوگئی تو وہ جگہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر آگئی ہے۔ اور جو قبر جنت البقیع میں ہے وہ حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت امیرؑ کی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اور اگر نماز فریضہ کا وقت نہ ہو تو بھی تھوڑی دیر کے لئے وہاں اترو کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں رات کے آخری حصہ میں اتر کر آرام کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ (الفروع، الدر فی الفقیہ)

۲۔ عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا معرس میں غسل کرنا چاہیے؟ فرمایا وہاں تم پر غسل نہیں ہے۔ اور تعرس یہ ہے کہ وہاں نماز پڑھو اور رات ہو یا دن وہاں لیٹو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے معرس النبیؐ کے بارے میں فرمایا کہ (مکہ سے) واپس مدینہ لوٹتے وقت وہاں سے گزرو اور وہاں اونٹ بٹھا کر نیچے اترو۔ اور وہاں نماز پڑھو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نماز کا وقت نہ ہو تو؟ پھر وہاں قدرے قیام کرو۔ عرض کیا اگر میرے ساتھی نہ رکیں تو؟ فرمایا تم دو رکعت نماز پڑھو اور پھر روانہ ہو جاؤ۔ اور فرمایا یہ تعریس صرف (مکہ سے) مدینہ واپسی پر ہے۔ ابتداء میں (مکہ جاتے وقت) نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ علی بن اسباط بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فضیل بن یسار کے بیٹے نے آپؑ سے روایت کی ہے اور ہمیں خبر دی ہے کہ آپ نے انہیں معرس کی طرف لوٹنے کا حکم دیا تھا۔ اور ہم نے بھی تعریس نہیں کی تھی۔ اب ہم واپس لوٹے تو ہیں۔ مگر وہاں کریں کیا؟ فرمایا: وہاں نماز پڑھو اور تھوڑے سے وقت کے لئے لیٹ جاؤ۔ (فرمایا) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام وہاں نماز پڑھتے تھے اور بیٹھتے تھے۔ اس پر محمد بن علی بن فضال نے عرض کیا کہ ہم رات کے وقت وہاں سے گزریں یا دن کے وقت بہرحال تعریس کریں یا یہ تعریس صرف رات کے وقت ہے؟ فرمایا رات ہو یا دن بہرحال تعرس کرو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۲۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۲۰

جو شخص تعریس کئے بغیر معرس سے آگے گزر جائے اس لئے واپس لوٹ کر تعرس کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ معرس پر نہیں اترا تھا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے حکم دیا کہ وہ واپس لوٹ کر جائے اور تعریس کرے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن قاسم بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ہمارا شتربان بمقام

معرس سے گزر آیا اور وہاں نہیں رکا تو؟ فرمایا: ضروری ہے کہ واپس لوٹ کر جاؤ۔ اور تعریس کرو۔ چنانچہ میں واپس گیا۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر اوپر سے جھانکنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن مثنی خطیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں تھا اور مسجد نبوی کی چھت کا وہ حصہ جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے اوپر تھا وہ گر گیا تھا اور مزدور اوپر چڑھ اور اتر رہے تھے۔ ہم چند آدمیوں کا ایک گروہ تھے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے کون وعدہ کرتا ہے کہ وہ آج رات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ دریافت کرے کہ ہم بھی اوپر چڑھ جائیں تا کہ آنحضرت کی قبر مبارک کو جھانک سکیں؟ اس پر مہران ابن ابو النصر اور اسماعیل بن عمار صیرفی نے کہا ہم جائینگے۔ چنانچہ دوسرے دن جب ہم اکٹھے ہوئے تو اسماعیل نے کہا۔ کہ جو کچھ آپ نے کہا تھا ہم نے آنجنابؑ سے اس کے بارے میں دریافت کیا؟ تو آنجنابؑ نے فرمایا: میں تمہارے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتا تم آنحضرتؐ کے اوپر جاؤ۔ اور نہ ہی اس سے مطمئن ہوں۔ کہ کوئی ایسی چیز دیکھو جس سے تمہاری بصارت جاتی رہے۔ یا آپ کو اس حالت میں دیکھو کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں یا اپنی بعض ازواج کے ساتھ موجود ہوں۔ (الاصول کافی)

باب ۲۲

مسجد الغدیر میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اگرچہ دن کا وقت ہو اور سفر کی حالت ہو

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مسجد الغدیر میں دن کے وقت نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا جبکہ میں مسافر ہوں۔ فرمایا اس میں نماز پڑھ کیونکہ اس میں فضیلت ہے اور میرے والد ماجد اس کا حکم دیتے تھے (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے مساجد کے (باب ۶۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

حضرت امیرالمومنینؑ کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ اوراس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی باسناد خود محمد بن قاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا خلاق عالم نے فرشتوں سے بڑھ کر کوئی کثیر التعداد مخلوق پیدا نہیں کی۔ چنانچہ ہر دن ستر ہزار فرشتے بیت المعمور پر اترتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں۔ اور جب اس کے طواف سے فارغ ہوتے ہیں تو پھر نیچے اتر کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اور جب اس سے فارغ ہوتے ہیں تو حضرت رسول خداﷺ کی قبر مقدس کے پاس جا کر آنحضرت کو سلام کرتے ہیں۔ بعد ازاں حضرت امیرالمومنینؑ کی قبر مبارک پر جا کر ان پر سلام کرتے ہیں۔ اور اس کے آخر میں حضرت امام حسینؑ کے مزار اقدس پر حاضر ہو سلام کرتے ہیں اور پھر اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ پھر دوسرے دن اسی طرح (اور ستر ہزار اترتے ہیں اور) یہ سلسلہ تا قیامت تک قائم ودائم رہے گا۔ اور فرمایا۔ جو شخص تجبر وتکبر کے بغیر حضرت امیرؑ کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے انکی زیارت کرے۔ تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ شہید کا ثواب لکھتا ہے۔ اور اسکے اگلے پچھلے حساب کتاب معاف کر دیتا ہے۔ اور اسے (عذاب خدا سے) محفوظ لوگوں میں محشور کرے گا۔ اور اس پر حساب کتاب آسان کرے گا۔ اور فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور جب (زیارت سے) واپس لوٹتا ہے تو فرشتے اسکے گھر تک اس کی مشایعت کرتے ہیں اور جب زائر زیارت پر جاتا ہے تو اگر بیمار ہوتا ہے تو اسکی عیادت کرتے ہیں۔ اور اگر مر جائے تو اس کیلئے طلب مغفرت کرتے ہوئے قبر تک اسکے جنازہ کی تشیع کرتے ہیں (امالی فرزند شیخ طوسی)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یونس بن ابو وھب قصری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں وارد ہوا۔ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں آپکی خدمت میں تو حاضر ہوا ہوں مگر حضرت امیرؑ کی زیارت نہیں کی؟ فرمایا تو نے بہت برا کیا ہے اگر تو ہمارے شیعوں میں سے نہ ہوتا تو میں تیری طرف نگاہ بھی نہ کرتا۔ کیا تو اس ہستی کی زیارت نہیں کرتا۔ جس کی زیارت خدا اپنے فرشتوں سمیت کرتا ہے اور جس کی زیارت انبیاء (ومرسلین) اور مومنین کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ میں یہ سب کچھ نہیں جانتا تھا! فرمایا جان لو کہ حضرت امیرالمومنینؑ خدا کے نزدیک تمام ائمہ سے افضل ہیں اور ان کے لئے ان سب کے اعمال کے برابر ثواب ہے۔ اور آپ کو اپنے اپنے اعمال کی مقدار کے مطابق فضیلت دی گئی ہے (التہذیب، الفروع، کامل الزیارات، مصباح الزائر)

(نوٹ) حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب المقنعہ میں درج کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے فرمایا جو شخص حضرت امیر المومنین کی زیارت ترک کریگا خدا اس پر نگاہ) (رحمت) نہیں کرے گا۔

۳۔ حسین بن محمد مالک اپنے بھائی جعفر سے اور وہ اپنے بعض خاص آدمیوں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا جس پر ابن مارد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص آپ کے جد امجد حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لئے کیا (اجر و ثواب) ہے؟ فرمایا اے فرزند مارد جو شخص میرے جد نامدار کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے انکی زیارت کرے تو خداوند کریم اس کے ہر ہر قدم پر اس کو ایک حج مقبول اور عمرہ مبرورہ کا ثواب لکھے گا۔ بخدا اے فرزند مارد! دوزخ کبھی اس پاؤں کو نہیں کھائیگی جو حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر گرد آلود ہوا ہوگا (پھر) فرمایا اے فرزند مارد! اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھ لو۔

(التہذیب مصباح الزائر لابن طاؤس)

۴۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں مجھ سے فرمایا۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی وصیت میں فرمایا تھا کہ مجھے (کوفہ) کے بیرون لے جانا پس جب (چلتے چلتے) تمہارے پاؤں (زمین) میں دھنسنے لگیں اور ہوا تمہارا استقبال کرے۔ تو مجھے وہاں دفن کر دینا۔ وہ طور سینا کی ابتداء ہے چنانچہ متعلقین نے ایسا ہی کیا (التہذیب)

۵۔ اسماعیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ ہم کہتے ہیں کہ کوفہ کے بیرون میں ایک ایسی قبر ہے جس کی کوئی آفت زدہ پناہ نہیں لیتا مگر یہ کہ خدا اسے شفا عطا فرما دیتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عثمان بن سعید ایک شخص اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ کوفہ کی طرف ایک ایسی قبر ہے جس کے پاس جب کوئی غمزدہ آدمی جاتا ہے اور وہاں دو یا چار رکعت نماز پڑھ لیتا ہے (اور دعا کرتا ہے تو) خدا اس کے رنج و غم کو دور کرتا ہے۔ اور اس کی حاجت بر لاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر ہے فرمایا۔ امام نے سر کے اشارے سے کہا نہیں ۔عرض کیا آیا وہ حضرت امیر علیہ السلام کی قبر ہے تو آپ نے سر کے اشارے سے فرمایا ہاں۔ (ایضاً)

۷۔ یونس بن ظبیان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب کہ وہ (کوفہ کے قریب) بمقام حیرہ آئے ہوئے تھے۔ یہاں انہوں نے ایک طویل حدیث بیان کی ہے۔ پھر وہ آپ کے ہمراہ چلے یہاں تک کہ آنجناب وہاں پہنچے جہاں پہنچنے کا ارادہ تھا۔ تب فرمایا: اے یونس اپنی سواری قریب

کرو۔ چنانچہ میں قریب ہوا۔ پھر امام نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور ایک دعا پڑھی۔ جسے میں نے سمجھا اور یاد کیا اور مجھ سے فرمایا اے یونس! کیا تم جانتے ہو یہ کون سی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا نہ بخدا! ہاں صرف اس قدر علم ہے کہ میں صحرا میں ہوں! فرمایا یہ امیر المومنین علیہ السلام کی قبر ہے آپؑ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن باہم اکھٹے ہونگے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہران جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام قادسیہ کے مقام پر چلے۔ جبکہ میں بھی آپؑ کے ہمراہ تھا یہاں تک کہ آپ نے نجف (اشرف) کے علاقے پر جاجھانکا فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جس پر میرے جد نوح علیہ السلام کے (نالائق) بیٹے نے پناہ لی تھی اور کہا تھا ﴿ساوی الی جبل یعصمنی من الماء﴾ (میں پہاڑ کی پناہ لونگا جو مجھے پانی سے بچائے گا) تو خدا نے وحی کی کہ آج مجھ سے تجھے کون بچائے گا؟ چنانچہ وہ زمین میں دھنس گیا اور شام کی طرف چلا گیا۔ پھر امام نے فرمایا میرے برابر آ جاؤ چنانچہ میں آپ کے برابر ہو گیا۔ پھر آپ برابر چلتے رہے یہاں تک کہ آپ بمقام غری (نجف اشرف کا پرانا نام) پہنچ گئے۔ تب آپ وہاں رک گئے اور ایک قبر کے قریب پہنچ کر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ایک ایک نبی کا نام لیکر سلام کرنا شروع کیا یہاں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گئے۔ اور میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ یونہی سلام کرتا رہا۔ پھر آپ قبر (مبارک) پر گر گئے۔ اور (اس صاحب قبر) پر سلام کیا۔ اور آپ کے گریہ بکا کی آواز بلند ہوگئی۔ پھر کھڑے ہوئے اور چار رکعت نماز (بدو سلام) پڑھی۔ اور دوسری روایت کے مطابق چھ رکعت پڑھیں اور میں نے بھی آپ کے ساتھ پڑھی۔ تب میں نے عرض کیا۔ فرزند رسولؐ یہ کس کی قبر ہے؟ فرمایا میرے جد امجد حضرت علیؑ ابن طالب کی قبر ہے (الفقیہ، کامل الزیارات)

۹۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب المقنعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کی زیارت کرے گا اس کے لئے جنت ہے۔ (المقنعہ)

۱۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا زائر جب دعا کرتا ہے تو آسمان کے دروازے (قبولیت کے لئے) کھول دے جاتے ہیں۔ لہٰذا تم خیر و خوبی سے علیحدہ نہ ہو (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ میں اور اس سے پہلے بھی باب ۴۲ از وجوب حج میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر ہو چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بالخصوص باب ۳۷، ۸۰، ۸۳، ۸۴، ۹۱، ۹۵، اور ۹۷ وغیرہ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی جاتے اور آتے ہوئے پاپیادہ زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی باسناد خود حسین بن اسماعیل حمیری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص پیدل چل کر حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کرے تو اس کے نامہ اعمال میں ہر ہر قدم پر ایک ایک حج وعمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور اگر واپسی پر بھی پیدل چلے تو پھر اس کے ہر ہر قدم پر دو دو حج وعمرہ کا ثواب درج کیا جاتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اپنے اطلاق سے) اس مطلب پر دلالت کرنے والی حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۵

حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پر اور مستحبی حج وعمرہ پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن عبداللہ بن طلحہ فہدی سے اور وہ اپنے باپ (عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے فرمایا اے عبداللہ بن طلحہ! تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہو؟ عرض کیا۔ ہاں ہم وہاں جاتے ہیں! فرمایا ہر جمعہ کے دن جاتے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ نہیں! فرمایا آیا ہر مہینہ میں ایک بار جاتے ہو؟ عرض کیا۔ نہیں! فرمایا تم کس قدر جفا کار ہو! ان کی زیارت حج وعمرہ کے برابر ہے۔ اور میرے باپ حضرت علی علیہ السلام کی زیارت دو حجوں اور دو عمروں کے برابر ہے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب سید عبدالکریم بن احمد بن طاؤس باسناد خود ابو شعیب خراسانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت افضل ہے یا حضرت امام حسین علیہ السلام کی؟ فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام بڑے رنج وغم کے ساتھ شہید کئے گئے ہیں۔ لہذا خدا پر لازم ہے کہ وہاں جو بھی غم زدہ آدمی جائے خدا اس کا رنج وغم دور کردے۔ مگر حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پر وہی فضیلت حاصل ہے جو خود جناب امیر علیہ السلام کو جناب امام حسین علیہ السلام پر ہے۔ ! پھر فرمایا تم کہاں رہتے

ہو؟ میں نے عرض کیا کوفہ میں! فرمایا مسجد کوفہ جناب نوح علیہ السلام کا گھر ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں سو بار داخل ہو تو خداوند کریم اس کے لئے سو مغفرت لکھے گا۔ اور اسی میں جناب نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی ﴿رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمناً﴾ میں نے عرض کی انہوں نے والدین سے کس کو مراد لیا ہے؟ فرمایا جناب آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کو (فرحۃ الغریٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) گزر چکی ہیں

باب ۲۶

حضرت امیر علیہ السلام اور دوسرے ائمہ اھل البیت علیہم السلام کے مشاہد مقدسہ کوش آباد کرنا اور ان کی نگاہداشت کرنا اور بکثرت ان کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر ایک کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حضرت شیخ باسناد خود ابو عامر واعظ ابن حجاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا جو شخص ان یعنی حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کرے اور ان کی قبر کو آباد رکھے اس کا اجر وثواب کیا ہے؟ فرمایا اے ابوعمار! مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا بخدا تم عراق کی سرزمین میں شہید کئے جاؤ گے۔ اور وہیں دفن بھی ہوگے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ! جو شخص ہماری قبروں کی زیارت کرے، ان کو آباد رکھے اور ان کی نگاہداشت کرے اسے کیا اجر وثواب ملے گا؟ فرمایا: اے ابوالحسن! خداوند عالم نے آپ کی اور آپ کی اولاد کی قبروں کو جنت کے قطعات میں سے ایک قطعہ بنایا ہے۔ اور اس نے اپنی مخلوق میں سے نجیب اور منتخب بندوں کے دلوں کو ایسا بنایا ہے کہ وہ آپ کی طرف مائل وراغب ہوتے ہیں اور آپ کی خاطر اذیت اور ذلت کو برداشت کرتے ہیں۔ وہ آپ کی قبروں کو آباد رکھتے ہیں۔ اور خدا کا قرب حاصل کرنے اور اس کے رسول سے محبت کی وجہ سے آپ کی بکثرت زیارت کرتے ہیں۔ یاعلی! یہ وہ لوگ ہیں جو میری شفاعت کے لئے مخصوص ہیں۔ اور میرے حوض (کوثر) پر وارد ہونے والے ہیں۔ اور وہ کل جنت میں میری زیارت کرنے والے ہیں۔ یاعلی! جو شخص آپ کی قبروں کو آباد رکھے اور ان کی دیکھ بھال کرے تو اس نے گویا بیت المقدس کی تعمیر میں جناب سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی اعانت کی ہے۔ اور جو شخص آپ کی قبروں کی زیارت کرے اس کو حجۃ الاسلام (واجبی حج) کے بعد ستر حج کا ثواب ملے گا اور وہ گناہوں سے نکل جائے گا۔ حتیٰ کہ جب آپ کی زیارت سے واپس لوٹے گا تو اس

طرح ہوگا جس طرح شکم مادر سے پیدا ہوا تھا۔ یا علی! بشارت ہو اور تم اپنے محبوں کو بشارت دو ان نعمتوں کی اور آنکھوں کی اس ٹھنڈک کی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل و دماغ میں پیدا ہوئی ہیں۔ لیکن کچھ رذیل لوگ ان پر آپ کی زیارت کرنے کی وجہ سے اس طرح طعن و تشنیع کریں گے جس طرح زانیہ عورت کو زنا کاری پر کی جاتی ہے۔ یہ میری امت کے بدترین لوگ ہونگے۔ خدا ان کو میری شفاعت نصیب نہ کرے اور میرے حوض پر وارد نہ کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کے ہمراہ جناب آدم علیہ السلام و جناب نوح علیہ السلام اور جناب ابراہیم علیہ السلام کی زیارت بھی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں غرّی (نجف اشرف) کا مشتاق ہوں۔ فرمایا اس اشتیاق کی وجہ کیا ہے؟ عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ وہاں حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کروں! فرمایا کیا تمہیں ان کی زیارت کی فضیلت معلوم ہے؟ عرض کیا۔ نہیں۔ مگر یہ کہ آپ بتائیں! فرمایا جب تم حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کرو۔ تو یوں سمجھو کہ تم نے جناب آدم علیہ السلام کی ہڈیوں، جناب نوح علیہ السلام کے بدن اور جناب امیر علیہ السلام کے جسم کی زیارت کی ہے۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول! جناب آدم علیہ السلام تو مشرق میں بمقام سراندیپ (سری لنکا) میں اترے تھے اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ ان کی ہڈیاں خانہ کعبہ کے اندر دفن ہیں۔ تو ان کی ہڈیاں کوفہ میں کس طرح پہنچ گئیں؟ فرمایا خداوند عالم نے جناب نوح علیہ السلام کو وحی کی جبکہ وہ کشتی میں سوار تھے کہ وہ خانہ کعبہ کے اردگرد سات چکر لگائیں۔ چنانچہ انہوں نے ارشاد خداوندی کے مطابق سات چکر لگائے۔ اور پھر پانی میں اترے جو ان کے گھٹنوں تک آیا۔ اور وہاں سے ایک تابوت نکالا جس میں جناب آدم علیہ السلام کی ہڈیاں تھیں۔ تو اس تابوت کو کشتی میں لاد کر جس قدر خدا نے چاہا طواف کئے۔ اور پھر وہاں سے واپس کوفہ پہنچے اور اس کے دروازہ سے اندر داخل ہو کر وسط مسجد میں پہنچے اور وہیں سے پانی نکلا تھا۔ تب وہ تمام جماعت متفرق ہوگئی جو جناب نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی میں سوار تھی۔ تب جناب نوح علیہ السلام نے وہ تابوت اٹھایا اور اسے غرّی (نجف) میں جا کر دفن کر دیا۔ اور یہ جگہ اس پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جس پر

خدا نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ اور جناب عیسیٰ کی اس پر تقدیس کی تھی اور جناب ابراہیم علیہ السلام کو اس پر اپنا خلیل بنایا تھا۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا تھا۔ اور اسے اپنے انبیاء کا مسکن بنایا۔ (فرمایا) خدا کی قسم جناب آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے بعد حضرت امیر علیہ السلام سے بڑھ کر کسی شریف و کریم شخص نے وہاں سکونت اختیار نہیں کی۔ پس جب نجف اشرف کی زیارت کرو۔ تو وہاں جناب آدم علیہ السلام کی ہڈیوں، جناب نوح علیہ السلام کے بدن اور جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے جسم کی زیارت کرو۔ کیونکہ تم آباء اولین، خاتم النبیین اور علی سید الوصیین کی زیارت کرنے والے ہو۔ اور آنجناب کے زائر کی دعا کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ لہٰذا تم خیر و خوبی سے علیحدہ نہ رہو۔ (التہذیب، کامل الزیارت، مصباح الزائر)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام کہاں دفن ہیں؟ فرمایا اپنے باپ جناب نوح علیہ السلام کے ہمراہ ان کی قبر میں دفن ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جناب نوح علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ مسجد (کوفہ) میں ہیں؟ فرمایا۔ نہیں۔ وہ بیرون کوفہ (غری میں) دفن ہیں۔ (التہذیب، کذا فی فرحۃ الغری)

۴۔ جناب سید عبدالکریم بن احمد بن طاؤس باسناد خود ابواسامہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کوفہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اس میں جناب نوح علیہ السلام جناب ابراہیم علیہ السلام اور تین سو نبیوں اور چھ سو وصیوں اور سید الاوصیاء حضرت امیر علیہ السلام کی قبریں ہیں۔ (فرحۃ الغری)

۵۔ حماد بن عیسیٰ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا حضرت علی علیہ السلام کی قبر غری (نجف اشرف) کے اندر جناب نوح علیہ السلام کے سر و سینہ کے درمیان قبلہ کی جانب دفن ہیں۔ (ایضاً)

باب ۲۸

غدیر کے دن حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کرنا اور بکثرت صدقہ دینا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے جبکہ محفل لوگوں سے چھلک رہی تھی۔ پس لوگوں نے عید غدیر کا تذکرہ کیا۔ جس کا بعض لوگوں نے انکار کر دیا جس پر حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے میرے والد نے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ غدیر کا دن باقی دنوں کی نسبت آسمان میں زیادہ مشہور ہے۔ خداوند

عالم کا فردوس اعلیٰ میں ایک قصر ہے جس کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک سونے کی۔ پھر امام نے اس قصر کی تعریف وتوصیف کی اور غدیر کے دن جس طرح اس میں فرشتے اکھٹے ہوتے ہیں اور اس کی عظمت سے جس طرح فیض پاتے ہیں۔ اس کا تذکرہ فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا اے ابونصر کے بیٹے! تم جہاں بھی ہو ہر حالت میں حضرت امیرؑ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ کیونکہ خداوند عالم (اس دن) ہر مؤمن ومؤمنہ اور مسلم ومسلمہ کے ستر سال کے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور اس سے دوگنا افراد کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ جس قدر ماہ رمضان میں اور لیلۃ القدر اور شب عید الفطر میں آزاد کرتا ہے۔ اور تمہارا اس دن اس عارف (حق) مؤمن بھائیوں پر ایک درہم خرچ کرنا ایک ہزار درہم کے برابر ہے۔ پس تم اس دن اپنے (ایمانی) بھائیوں پر مہربانی کرو۔ اور ہر مؤمن اور مؤمنہ کو شاد کرو۔ پھر فرمایا اے اہل کوفہ! تمہیں خیر کثیر عطاء کی گئی ہے۔ اور تم ان اہل ایمان میں سے ہو جن کے دلوں کا خدا نے ایمان کے لئے امتحان لے لیا ہے۔ تم کو کم سمجھا جائے گا، تم پر جبر وجور کیا جائے گا۔ اور تم پر بلاء ومصیبت انڈیلی جائے گی یا پھر عظیم رنج وغم کا دور کرنے والا (خدا) اسے دور کرے گا۔ بخدا اگر لوگوں کی اس دن کی فضیلت معلوم ہوتی ہے تو ان سے ہر روز دس بار فرشتے مصافحہ کرتے۔ اور اگر میں طوالت کو ناپسند نہ کرتا تو اس دن کی مزید فضیلت اور جو کچھ خدا اس کی معرفت رکھنے والے کو عطا کرتا ہے جس کی تعداد گنی نہیں جاسکتی وہ سب کچھ بیان کرتا۔ علی ابن حسن بن فضال بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا ہے میں اور حسن بن جہم احمد بن محمد (بزنطی) کے پاس پچاس سے زائد بار گئے ہیں اور ان سے یہ حدیث سنی ہے (التہذیب، مصباح المتہجد، مصباح زائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کتاب صلوٰۃ (باب ۱۳ از نماز ہائے مسنونہ میں) اور کتاب الصوم باب ۴ میں گزر چکی ہے۔

باب ۲۹

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور دوسرے ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لئے غسل کرنا اور اس کے بعد پاکیزہ ترین لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر سکینہ و وقار کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے ننگے پاؤں اور تیس یا سو بار تکبیر کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب حضرت امیرؑ کی زیارت کرنا چاہو تو وضو کر کے غسل کرو اور آہستہ آہستہ چلو۔ پھر بارگاہ میں پہنچ کر یہ زیارت پڑھو۔ پھر یہاں ایک طویل زیارت ذکر کی ہے (التہذیب)

۲۔ علاء بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿خذو زینتکم عند کل مسجد﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اس محراب سے مراد امام کی لقاء زیارت کے وقت غسل کرنا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن عبداللہ نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فرزند رسولؐ! مجھے کوئی ایسا فصیح بلیغ کلام زیارت تعلیم دیں کہ جب میں آپ حضرات میں سے کسی کی زیارت کروں تو پڑھ سکوں؟ فرمایا دروازہ پر پہنچو تو ٹھہر کر کلمہ شہادتین پڑھو۔ جبکہ تم نے غسل کیا ہوا ہو۔ اور جب اندر داخل ہو اور قبر (مبارک) پر نظر پڑے تو ٹھہر جاؤ اور تیس بار اللہ اکبر اللہ اکبر کہو۔ پھر بڑے سکینہ و وقار سے تم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھو۔ اور ٹھہر کر تیس بار تکبیر کہو۔ بعد ازاں قبر کے قریب جاؤ اور چالیس بار تکبیر کہو۔ اس طرح مکمل سو بار تکبیر ہو جائے گی۔ پھر یہ زیارت پڑھو۔ ﴿السلام علیك یا اھل بیت﴾۔ پھر مکمل زیارت نقل کی ہے (جسے زیارت جامعہ کہا جاتا ہے۔ جو مفاتیح الجنان میں مذکور ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۴۔ جناب سلام عبدالکریم بن احمد بن طاؤس باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ ہم کس طرح حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کریں؟ فرمایا اے صفوان جب اس کا ارادہ کرو تو پہلے غسل کرو پھر اپنے پاک و پاکیزہ یا دھلے ہوئے نئے دو کپڑے (کرتا و تہمند) زیب بدن کرو اور کچھ خوشبو بھی لگاؤ اور نہ بھی لگاؤ تو مجزی ہے۔ پس جب اپنے گھر سے نکلو تو یہ زیارت پڑھو۔ (پھر وہ زیارت بیان کی ہے)۔ (فرحۃ الغری)

۵۔ سید صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ جناب محمد بن مشہدی نے اپنی مزار میں ذکر کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے محمد بن قاسم کو یہ زیارت تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ جب حضرت امیر علیہ السلام کے مشہد مقدس پر جاؤ تو پہلے غسل زیارت کرو، اور اپنے صاف ترین کپڑے زیب تن کرو۔ اور کچھ خوشبو بھی لگاؤ۔ اور سکینہ و وقار کے ساتھ چلو پس جب باب سلام تک پہنچو تو رو بقبلہ ہو کر تیس بار تکبیر کہو اور پھر زیارت پڑھو۔ پھر وہ زیارت بیان کی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز فرماتے ہیں کہ ابن مشہدی نے اپنے مزار میں باسناد خود صفوان جمال سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ منصور دوانقی کے پاس جاتے ہوئے جب کوفہ پہنچا تو امام نے فرمایا اونٹ بٹھاؤ کہ یہ میرے جد حضرت امیر علیہ السلام کی قبر ہے۔ پس میں نے اونٹ بٹھایا۔ پھر امام علیہ السلام سواری سے نیچے اترے اور غسل کر کے لباس تبدیل کیا اور پاؤں ننگے چلے اور مجھ سے فرمایا تم بھی اسی طرح کرو جس طرح

میں کر رہا ہوں۔ اور فرمایا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاؤ اور ٹھوڑی زمین کی طرف جھکاؤ (یعنی سر) کہ تمہارے ہر ہر قدم پر ایک لاکھ نیکی لکھی جائے گی۔ ایک لاکھ برائیاں مٹائی جائیگی، ایک لاکھ درجے بلند ہونگے۔ ایک لاکھ حاجت پوری کی جائے گی اور تمہارے لئے اس ہر صدیق اور اس ہر شہید کا ثواب لکھا جائیگا۔ جو اپنی طبعی موت مرا یا شہید ہوا۔ پھر آپ اور میں بڑے سکینہ و وقار کے ساتھ تسبیح و تقدس اور تہلیل کرتے ہوئے قبر مبارک کے پاس پہنچے پھر یہاں ایک زیارت نقل کی ہے۔ کہا پھر امام نے مجھے چند درہم دئے (جن سے) میں نے قبر کی اصلاح کی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۹ اعمال مسنونہ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موقع پر غسل کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ آئندہ ابواب میں بیان کی جائے گی۔ انشاللہ تعالیٰ

باب ۳۰

حضرت امیر علیہ السلام اور دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارت منقولہ کے ساتھ زیارت کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اورمہ ایک شخص کے واسطہ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب کسی امام کی زیارت کرنا چاہو تو کہو ﴿السلام عليك يا ولي الله انت اول مظلوم و اول من غصب حقه صبرت و احتسبت حتى اتاك اليقين و اشهد انك لقيت الله و انت شهيد عذب الله قاتلك بانواع العذاب وجدد عليه العذاب جئتك عارفاً بحقك مستبصراً بشانك معادياً لاعدائك و من ظلمك القى بذلك ربي انشاء الله ياولي الله ان لي ذنوباً كثيرة فاشفع لي الىٰ ربك عزوجل فان لك عند الله مقاما محمودا و ان لك عندالله جاهاو شفاعة و قدقال الله تعالىٰ "لايشفعون الالمن ارتضىٰ" (الفروع، التہذیب، کامل الزیارات، آخری کتاب میں یہ صراحت بھی ہے کہ یہ زیارت حضرت امیر علیہ السلام کی قبر اقدس پر پڑھو۔ فراجع ﴾

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مصباح المتہجدین جابر جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ہمارے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام حضرت امیر علیہ السلام کی قبر (مبارک) کے پاس تشریف لے گئے۔ اور وہاں کھڑے ہو کر ٹھہرے، پھر روئے۔ اور (پھر یہ) زیارت پڑھی: ﴿السلام عليك يا امين الله في ارضه و سمائه و حجته في عباده السلام عليك ياامير المومنين اشهد انك جاهدت في الله حق جهاده و عملت بكتابه و ابتعت سنة نبيه صلى الله عليه وآله حتى دعاك الىٰ جواره و قبضك اليه

باختیاره ، والزم اعدائك الحجة مع مالك من الحجج البالغه على جميع خلقه، اللهم فاجعل نفسي مطمئنةً بقدرك راضيه بقضائك ،مولعة بذكرك ودعائك،محبة الصفوة اوليائك ،محبوبة في ارضك وسمائك صابرة على نزول بلائك،مشتاقة الى فرحة لقائك ،متزودة التقوى ليوم جزائك مستنة بسنة اوليائك. مفارقة لاخلاق اعدائك،مشغولة عن الدنيا بحمدك وثنائك﴾ پھر امام نے اپنا رخسار قبر پر رکھا (اپنا ہاتھ قبر پر رکھا)۔ (پھر قبر کو بوسہ دیا) پھر کہا ﴿اللّٰهم ان قلوب المخبتين اليك والهة،وسبل الراغبين اليك شارعة،واعلام القاصدين اليك واضحة وافئدة العارفين منك فازعة،واصوات الداعين اليك صاعدة، وابواب الاجابة لهم منفتحة،ودعوة من ناجاك مستجابة،وتوبة من اناب اليك مقبولة وعبرة من بكى من خوفك مرحومة ؛ والاغاثةلمن استغاث بك موجودة والاعانةلمن استعان بك مبذولة، وعداتك لعبادك منجزة وزلل من استقالك مقالةواعمال العاملين لديك محفوظة، وارزاقك الىٰ الى خلائق من لدنك نازلة وحوائج خلقك عندك مقضية،وجوائز السائلين عندك موفرة، وعوائد المزيد اليهم واصلة،وذنوب المستغفرين مغفورة،وحوائج خلقك عندك المستطعمين معدة،ومناهل متواترة، وموائد المستطعمين معدة،مناهل الظماء مترعه، اللهم فاسجب دعائي، واقبل ثنائي ،واجمع بيني وبين اوليائي بحق محمدوعلي وفاطمه والحسن والحسين انك ولي نعمائي ومنتهى مناي وغاية رجائي في منقلبي ومثواي﴾ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب بھی ہمارا کوئی محب حضرت امیر علیہ السلام کی قبر (مقدس) یا دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام میں سے کسی کی قبر (مطہر) کے پاس یہ کلمات پڑھے تو وہ نور کے دائرہ میں داخل ہو جائے گا۔ اور اس پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر لگ جائے گی جسے وہ حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے حوالے کرے گا۔ اور ان سے بشارت، تحیہ اور عزت و کرامت کے ساتھ ملاقات کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(مصباح المتہجد ،فرحۃ الغری، کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ زیارات منقولہ بہت زیادہ ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے میں نے نقل نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام اور دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے الوداعی زیارات بھی بہت ہیں (جو اس فن کی مخصوص کتابوں میں تفصیلاً مذکور ہیں)

باب ۳۱

جناب ہودؑ و صالحؑ کی زیارت بھی حضرت امیرؑ کی قبر (مطہر) کے پاس پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مطر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب ابن ملجم (مرادی) ملعون نے حضرت امیرؑ کو ضرب لگائی۔ تو جناب امام حسینؑ نے عرض کیا اے (بابا جان) اسے قتل کر دیں فرمایا۔ نہ۔ بلکہ اسے قید کرو۔ جب میں وفات پا جاؤں تو پھر اسے قتل کرنا۔ اور جب میری وفات ہو جائے تو مجھے اس (کوفہ) کے بیرون میں میرے دو بھائیوں ہودؑ و صالحؑ کے قبروں میں دفن کر دینا (التہذیب، فرحہ الغریٰ)

۲۔ احمد بن محمد بن عمر جرجانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسینؑ سے پوچھا کہ آپ نے حضرت امیرؑ کو کہاں دفن کیا؟ فرمایا (وادی نجف کے) کنارہ پر (فرمایا) ہم ایک بار رات کے وقت مسجد کے پاس سے گزرے تو آنجنابؑ نے فرمایا مجھے میرے بھائی جناب ہودؑ کی قبر میں دفن کرنا۔ (التہذیب)

باب ۳۲

حضرت امیرؑ کے مزار کے پاس حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مبارک خباز سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے مجھے حکم دیا جبکہ آپ مقام حیرہ میں تشریف فرما تھے "کہ خچر اور گدھے پر زین رکھو" چنانچہ میں اور آپ ان پر سوار ہوئے یہاں تک کہ آپ (وادی نجف کے) کنارے میں داخل ہوئے، وہاں اتر کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھے پھر وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھے اور اتر کر دو رکعت نماز پڑھی پھر سوار ہو کر واپس پلٹ آئے۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! یہ پہلی دو رکعت، دوسری دو رکعت اور تیسری دو رکعت کیسی تھیں فرمایا پہلی دو رکعت حضرت امیرؑ کی قبر (مقدس) کے مقام پر اور دوسری دو رکعت حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس کے مقام پر۔ اور تیسری دو رکعت قائم آل محمدؑ کے منبر کی جگہ ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عمر بن عبداللہ بن طلحہ نہدی اپنے والد (عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (پھر ایک واقعہ بیان کیا جس میں) کہا میں آپ کے ہمراہ چلا۔ یہاں تک کہ بمقام غری پہنچے وہاں ایک جگہ پہنچے اور نماز پڑھی۔ پھر (اپنے بیٹے) اسماعیل سے فرمایا۔ اٹھ اور اپنے باپ امام حسینؑ کے سر کے پاس نماز پڑھ۔ میں نے عرض کیا ان کا سر (اقدس) شام نہیں پہنچایا گیا تھا؟ فرمایا ہاں۔

مگر ہمارا فلاں موالی اسے وہاں سے چرا کر لایا اور یہاں دفن کیا۔

(التہذیب، فرحۃ الغری، کذا فی، الفروع، بادنیٰ تغیر)

۳۔ فضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے غری کے راستہ میں ایک جگہ دو رکعت نماز پڑھی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیسی نماز ہے؟ فرمایا یہ میرے جد حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر کی جگہ ہے جہاں (ان لوگوں نے) سر یہاں رکھا تھا۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

۴۔ جناب جعفر بن محمد قولویہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم غری (نجف) میں پہنچو گے تو تمہیں (دو قبریں نظر آئیں گی ایک بڑی اور ایک چھوٹی وہ بڑی قبر حضرت امیر علیہ السلام کی ہے اور وہ چھوٹی قبر حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر ہے۔ (کامل الزیارات)

۵۔ یونس بن ظبیان ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سوار ہوئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ سوار ہوا۔ یہاں تک کہ آپ سرخ رنگ کے ٹیلوں کے پاس اترے وضو کیا پھر ایک بلند جگہ کے قریب گئے وہاں نماز پڑھی اور روئے پھر ایک بلند جگہ کے پاس گئے اور وہاں بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا وہ پہلی جگہ جہاں میں نے نماز پڑھی ہے۔ وہ حضرت امیر علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور دوسری جگہ امام حسین علیہ السلام کے سر کی جگہ ہے۔ (فرمایا) جب ابن زیاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک شام بھیجا تو (کچھ عرصہ کے بعد) اسے کوفہ واپس بھیجا گیا۔ تو اس (ملعون) نے کہا اسے یہاں سے لے جاؤ۔ کہیں کوفہ والے کسی آزمائش میں نہ پڑ جائیں۔ پس خدا نے اسے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ اور اسے وہاں دفن کیا گیا۔ پس سر جسم کے ساتھ جسم سر کے ساتھ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب سید ابن طاوسؒ نے اپنی کتاب لہوف وغیرہ میں درج کیا ہے۔ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس (شام سے) واپس لا کر آپ کے بدن اطہر کے ساتھ دفن کیا گیا اگرچہ اس سلسلہ میں مختلف اخبار و آثار وارد ہیں۔ مگر ہماری ملت کا عمل اسی پہلے قول پر ہے[1] اور ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔[2] (لہوف)

---

[1] ہم نے اس موضوع کی پوری تحقیق اپنی کتاب "سعادۃ الدارین فی مقتل الحسینؑ" میں پیش کر دی ہے۔ محقق حضرات اس کی طرف رجوع کر کے اپنی تحقیقی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ ویسے اجمالاً عرض ہے کہ ہماری ناچیز تحقیق وہی ہے جو جناب سید ابن طاوس حضرت شیخ نے اپنی کتاب لہوف میں پیش کی ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] عین ممکن ہے کہ سر اقدس پہلے نجف اشرف میں دفن کیا گیا ہو اور پھر وہاں سے نکال کر کربلا میں تن اطہر کے ساتھ دفن کیا گیا ہو۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۳

یاقوت، عقیق، فیروزہ، حدید چینی اور نجف اشرف کے سنگریزے (درنجف) کے نگینہ کی انگوٹھی بنانا اوراس کی طرف بکثرت دیکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی باسناد خود مفضل (بن عمر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ مؤمن پانچ قسم کی انگوٹھی پہنے (۱) یاقوت جو کہ سب سے افضل ہے۔ (۲) عقیق جو سب سے بڑھ کر خدا اور ہماری مخلص ہے۔ (۳) فیروزہ۔ وہ مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کی آنکھوں کے لئے نزہت کا باعث ہے۔ وہ بصارت کو قوی اور سینہ کو کشادہ کرتا ہے۔ اور دل کو طاقت دیتا ہے۔ (۴) حدید چینی فرمایا میں اس کے پہننے کو پسند کرتا ہوں اور شریر لوگوں سے ملاقات کے وقت اس کے پہننے کو ناپسند بھی نہیں کرتا ہوں تا کہ ان کی آتش شر کو بجھائے (ویسے) میں سرکش جنوں اور انسانوں کے شر سے بچنے کے لئے اس کے پہننے کو پسند کرتا ہوں۔ اور وہ نگینہ پہننا جسے خدا عزّ ی (نجف اشرف) کے سفید زکوات کے پاس ظاہر کرتا ہے۔ (درنجف) میں نے عرض کیا۔ میرے آقا! اس نگینہ کے پہننے میں کیا فضیلت ہے؟ فرمایا جو شخص اسے پہنے اور اس کی طرف نگاہ کرے تو ہر ہر نگاہ کرنے پر ایک ایسی زیارت کا ثواب لکھتا ہے۔ جس کا اجر نبیوں اور نیکوکاروں کے اجر کے برابر ہے۔ اور ہمارے شیعوں پر خدا کی خصوصی رحمت نہ ہوتی تو اس نگینہ کی قیمت اس قدر گراں ہوتی کہ قیمتاً خریدا نہ جاسکتا۔ لیکن خدا نے اسے ان کے لئے کم قیمت قرار دے دیا ہے تا کہ ان کا مالدار اور غریب ونادار اس کی انگوٹھی پہن سکے۔

(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ۲ باب ۵ از ملابس میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۴

آب فرات کا پینا اوراس سے غسل کرنا اوراسے تبرک سمجھنا اوراس سے گھٹی ڈالنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حکیم بن جبیر اسدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خداوند عالم ہر رات ایک فرشتہ کو نیچے (زمین پر) اتارتا ہے۔ جس کے پاس تین مثقال جنت کی کستوری ہوتی ہے۔ جسے وہ تمہاری اس (نہر) فرات میں ڈالتا ہے۔ اس لئے مشرق ومغرب میں کوئی ایسی نہر نہیں ہے جو اس سے زیادہ بابرکت ہو۔ (التہذیب، کامل الزیارت)

۲۔ سلیمان بن ہارون محلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ جو شخص بھی کسی کو نہر فرات کے (پانی) سے گھٹی ڈالے گا وہ ضرور ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے گا۔ پھر امامؑ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے (گھر) اور نہر فرات کے درمیان کس قدر فاصلہ ہے؟ میں نے بتایا، فرمایا: اگر تم اس کے نزدیک ہوتے تو میں پسند کرتا کہ تم دن کے دونوں اطراف (صبح و شام) اس کے پاس جاتے اور وہ پانی استعمال کرتے۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن نہیک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿و آویـنـا هـمـا الی ربوة ذات قرار و معین﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ ربوہ سے مراد کوفہ کا نجف اشرف اور معین سے مراد نہر فرات ہے۔ (ایضاً)

۴۔ مخرمہ بن ربعی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا وادی ایمن کی وہ دائیں جانب جس کا تذکرہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ اس سے مراد فرات ہے۔ اور "بـقـعـہ مبـارکـہ" سے مراد کربلا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ابوالعباس (سفاح عباسی) کے عہد میں جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کوفہ تشریف لائے تو سفری لباس میں ایک گھوڑے (یا گدھے) پر سوار ہو کر آئے اور کوفہ کی پل پر کھڑے ہوئے اور اپنے غلام سے فرمایا مجھے (نہر فرات کا) پانی پلاؤ۔ اس نے ملاح کا کوزہ لیا اور اسے بھر کر (حضرت امامؑ کو) پیش کیا۔ اور امامؑ نے اس طرح پیا کہ پانی ان کی ریش مبارک اور کپڑوں پر بہہ رہا تھا۔ پھر امامؑ نے اور طلب کیا۔ اور غلام نے مزید پیش کیا۔ اور امام علیہ السلام نے (پی کر) خدا کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اس نہر کی کس قدر عظیم برکت ہے؟ فرمایا: آگاہ باشید: کہ اس میں روزانہ جنت کے سلسبیل کے قطروں میں سے سات قطرے گرائے جاتے ہیں۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اس میں کس قدر برکت ہے تو اس کے دونوں کناروں پر خیمے نصب کر کے بیٹھ جاتے۔ اور اگر اس میں بکثرت خطا کار و بدکار لوگ داخل نہ ہوتے تو اس میں جو کوئی آفت زدہ آدمی داخل ہوتا وہ شفایاب ہو جاتا۔ (ایضاً)

۶۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود عیسٰی بن عبداللہ ہاشمی سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا (خالص) پانی دنیا و آخرت کے مشروبات کا سردار ہے۔ اور دنیا کی چار نہریں جنت میں سے ہیں: (۱) فرات (۲) نیل (۳) سیحان (۴) جیحان۔ (فرمایا) فرات تو پانی ہے، نیل شہد ہے۔ سیحان شراب (طہور) ہے۔ اور جیحان دودھ ہے۔ (کامل الزیارت)

۷۔ سلیمان بن ہارون بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص نہر فرات کا پانی پئے گا اور اس کی گھٹی ڈالے گا وہ ہم اہل بیتؑ سے محبت کرے گا۔ (ایضاً)

۸۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر ہمارے اور نہر فرات کے درمیان اتنے اتنے میلوں کا فاصلہ بھی ہوتا تو ہم ضرور وہاں جاتے اور اس سے شفا حاصل کرتے۔ (ایضاً)

۹۔ عبداللہ بن محمد بن عمر اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا نہر فرات کا پانی دنیا و آخرت میں تمام پانیوں کا سردار ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ عقبہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرات کا ذکر کیا اور فرمایا یہ (پانی) حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہے اور جس کو اس سے گھٹی ڈالی جائے وہ ہم اہلبیتؑ سے محبت کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کتاب الاشربہ (باب ۲۳ میں) اور کتاب النکاح (باب ۳۶ از احکام اولاد میں اس قسم کی کچھ حدیثیں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

زیارت وغیرہ (کسی حالت میں بھی نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم و امامؑ کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔)

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید عبدالکریم بن احمد بن طاؤسؒ جناب حسن بن حسین طحال مقدادی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے ذکر کیا کہ ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کوفہ تشریف لے گئے اور اس کی مسجد میں داخل ہوئے۔ جبکہ ابوحمزہ ثمالی جو کہ کوفہ کے مشائخ اور زہاد میں سے تھے وہاں موجود تھے چنانچہ امام علیہ السلام نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد ایک دعا پڑھی۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ جب امام وہاں سے نکلے تو میں بھی کوفہ کے اونٹ بٹھانے کی جگہ تک ان کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب وہاں پہنچا تو ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا جو نجیب اور اونٹنی لئے ان کا انتظار کر رہا تھا۔ میں اس کے قریب گیا۔ اور پوچھا اے سیاہ فام یہ بزرگ کون ہے؟ اس نے کہا آیا ان کے شمائل وفضائل تجھ پر پوشیدہ ہیں؟ یہی تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہیں! ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ (یہ سنتے ہی) میں ان کے قدموں پر گر گیا۔ اور ان کو چومنا شروع کیا۔ امام نے میرے سر کو بلند کر کے فرمایا اے ابوحمزہ! سجدہ خدا کے لئے روا ہے! ابوحمزہ نے عرض کیا۔ فرزند رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم! کیا چیز آپ کو ہمارے ہاں لائی؟ فرمایا: وہی چیز جو تم نے دیکھی ہے۔ (مسجد کوفہ میں نماز پڑھنا) اور اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اس میں کیا فضیلت ہے۔ تو گھٹنوں کے بل چل

کر اس میں آتے۔[1] (فرقہ العزی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۲ باب ۲۷ از سجدہ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو غیر خدا کے لئے سجدہ کے ناجائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب النکاح (باب ۸۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

حضرت امام حسن (المجتبیٰ علیہ السلام) کی زیارت کرنا خصوصاً جمعہ کی شام کو مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام (جب تک مدینہ میں رہے) ہر جمعہ کی شام کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی زیارت کیا کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بہت سی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۷ و ۷۹ میں) بیان کی جائیں انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳۷

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت مستحب مؤکد اور واجب کفائی ہے۔

(اس باب میں کل اڑتالیس حدیثیں ہیں جن میں سے اٹھارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی تیس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے چار ہزار گرد آلود فرشتوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام پر مؤکل کیا ہے۔ جو قیامت تک ان پر روتے رہیں گے۔ پس جو ان کے حق کی معرفت کے ساتھ ان کی زیارت کرے تو وہ اس کے گھر تک اس کی مشایعت کرتے ہیں اور جب بیمار ہوتا ہے تو اس کی مزاج پرسی کرتے ہیں اور اگر مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں اور قیامت تک اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ (الفروع، امالی صدوقؒ، ثواب الاعمال، کامل الزیارت)

(نوٹ) ایک دوسری روایت میں فرشتوں کے اس گروہ کے رئیس فرشتے کا نام منصور بتایا گیا ہے۔ فراجع۔

۲۔ مثنی حناط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص

---

[1] اسی روایت کے اندر امام علیہ السلام کا حضرت امیر علیہ السلام کی زیارت کرنا اور اس کے بعد واپس مدینہ تشریف لے جانا بھی مذکور ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے تو خداوند کریم اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (الفروع، کامل الزیارت)

۳۔ حسین بن محمد قمی حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص نہر فرات کے کنارے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے وہ (فضل و شرف اور اجر و ثواب میں) ایسا ہے۔ کہ گویا اس نے عرش الٰہی پر خدا کی زیارت کی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، کامل الزیارت)

۴۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی چنانچہ مجھ سے اندر آنے کو کہا گیا۔ جب حاضر ہوا تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں بیٹھ گیا۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو میں نے آپ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا ﴿یامن خصّنا بالکرامة وخصنا بالوصیة ووعدنا الشفاعة واعطانا علم مامضی ومابقی وجعل افئدةمن الناس تهوی الینا اغفرلی ولاخوانی ولزوار قبر ابی الحسین صلوٰت اللہ علیه الذین انفقوا اموالهم واشخصوا ابدانهم رغبة فی برنا ورجاء لماعندك فی صلتنا وسروراً ادخلوه علی نبیك صلوٰتك علیه وآله واجابة منهم لامرنا وغیظاً ادخلوه علی عدونا ارادو بذالك رضاك فكافهم عنا بالرضوان واكلاهم باللیل والنهار واخلف علی اهالیهم واولادهم الذین خلفوا به احسن الخلف واصحبهم واكفهم شر كل جبار عنید وكل ضعیف من خلقك او شدید وشر شیاطین الجن والانس واعطهم افضل ماامّلوامنك فی غربتهم عن اوطانهم وماآثرونا به علیٰ ابناء هم وابدانهم واهالیهم وقراباتهم اللّٰهم انّ اعدائنا عابوا علیهم خروجهم فلم ینههم ذالك عن الشخوص الینا وخلافا منهم علی من خالفنا فارحم تلك الوجوه التی قد غیرتها الشمس وارحم تلك الخدود التی تقلبت علی حفرة ابی عبداللہ – وارحم تلك الاعین التی جرت دموعها رحمة لنا وارحم تلك القلوب التی جزعت واحترقت لنا وارحم الصّرخةالتی كانت لنا اللّٰهم انّی استودعك تلك الانفس وتلك الأبدان حتٰی توافیهم علی الحوض یوم العطش.﴾ امام برابر سجدہ کی حالت میں یہ دعا پڑھتے رہے جب اس سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا۔ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! جو دعا میں نے آپؑ سے سنی ہے۔ اگر آپؑ اس شخص کے بارے میں کرتے جو خدا کو نہیں پہچانتا تو میرا خیال ہے کہ دوزخ کی آگ اسے نہ جلاتی (یہ دعا سن کر تو) خدا کی قسم میں نے تمنا کی ہے کہ کاش میں نے ان (حضرت امیرؑ) کی پہلے زیارت کی ہوتی اور (مستحبی) حج نہ کیا ہوتا۔ فرمایا تم ان کے اس قدر قریب ہو؟ پھر تمہیں کیا چیز انکی زیارت سے مانع ہے؟ فرمایا

اے معاویہ! اسے کیوں ترک کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا مجھے علم نہیں تھا کہ یہ معاملہ اس قدر (فضیلت) کا حامل ہے! فرمایا: اے! جو مخلوق امام کے زائروں کے لئے دعا کرتی ہے وہ زمین کی نسبت آسمان میں زیادہ ہے (ملائکہ) اے معاویہ! اسے ترک نہ کرو۔ کیونکہ جو اسے ترک کرے گا وہ اس قدر حسرت وندامت دیکھے گا کہ وہ خواہش کرے گا کہ کاش اس کی قبر آپ کے قریب ہوتی، آیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ خدا تمہیں ان لوگوں میں دیکھے جن کے لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی مرتضیٰ علیہ السلام، فاطمہ زہراء علیہا السلام، اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام دعا کرتے ہیں۔ اور کہا کہ تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ کل (بروز قیامت) تم ان لوگوں کے ساتھ آؤ جن کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں۔ ان کے (آئندہ کے) ستر سال کے گناہ بخش دیئے جائیں۔ آیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ کل تم سے فرشتے مصافحہ کریں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم ان لوگوں سے بنو جو کل (قبر سے) نکلیں تو انکے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم ان لوگوں میں سے قرار پاؤ جن سے کل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصافحہ کریں۔ (الفروع، ثواب اعمال، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ہمارے شیعوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا حکم دو۔ کیونکہ انکی زیارت کرنا رزق کو بڑھاتا، زندگی کو بڑھاتا ہے اور شدائد کو دور کرتا ہے۔ اور انکی زیارت کرنا ہر اس شخص پر فرض ہے جو ان کی امامت کا اقرار کرتا ہے۔

(التہذیب، الفقیہ، الامالی، المقنعہ)

۵۔ ھیثم بن عبداللہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائروں (سفر زیارت والے) دن انکی زندگی سے شمار نہیں کئے جاتے (التہذیب، کامل الزیارات)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آسمانوں میں کوئی مخلوق نہیں ہے مگر یہ کہ وہ خدا سے سوال کرتی ہے کہ اسے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی اجازت دی جائے۔ (التہذیب، ثواب الاعمال)

۷۔ عبداللہ بن فضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ طوس کا رہنے والا ایک شخص آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فرزند رسول! ایک شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کرے جبکہ وہ جانتا ہو کہ وہ منجانب اللہ بندوں پر مفترض الطاعہ امام ہیں تو خدا اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور پچاس

گنہگار آدمیوں کے حق میں اس کی سفارش قبول کرتا ہے اور آپ کی قبر مبارک کے پاس خدا سے جو حاجت طلب کرے گا خدا پوری کرے گا۔ (التہذیب، امالی شیخ صدوقؒ)

۸۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جس دن سے حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ہیں خداوند عالم نے انکی (قبر پر) ستر ہزار گرد آلود پراگندہ مو فرشتے مؤکل فرمائے ہیں۔ جو آپ پر جب تک خدا چاہیے گا یا قیامت تک ان پر درود و سلام بھیجتے رہیں گے۔ اور آنجنابؑ کے زائروں کے حق میں دعائے خیر کرتے ہوئے برابر کہتے ہیں اے پروردگار! یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے زوار ہیں۔ ان کے ساتھ یہ (اچھا) سلوک کر اور یہ (اچھا) سلوک کر۔ (التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) اور ساتویں آسمان کے درمیان فرشتوں کی آمد و رفت کی جگہ ہے (الفقیہ، ثواب الاعمال، کامل الزیارات)

۱۰۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام جب سے اپنے مزار میں دفن ہوئے ہیں وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۱۱۔ نیز آنحضرت سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس والی جگہ جنت کے دروازں میں سے ایک دروازہ ہے (ایضاً)

۱۲۔ نیز آنحضرت سے مروی ہے فرمایا جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتا ہے وہ اپنے گھر کے دروازہ پر اپنے گناہوں کو پل بناتا ہے اور پھر اس سے گزر آتا ہے جس طرح کوئی شخص پل کو پیچھے چھوڑ کر اس سے آگے گزر جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز آنحضرت سے مروی ہے۔ فرمایا جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی معرفت رکھتے ہوئے انکی زیارت کے لئے جائے اسے خداوند عالم اعلیٰ علیین میں لکھ دیتا ہے۔ (الفقیہ)

۱۴۔ ریان بن شبیب حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اے فرزند شبیب! اگر تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ تمہارے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو۔ تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔ اے فرزند شبیب! اگر تمہیں یہ بات پسند ہے کہ جنت کے غرفوں میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہو تو حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کرو (اے فرزند شبیب!) اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں وہی ثواب ملے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہونے والوں کو ملے گا تو جب بھی ان کو یاد

کرو تو کہو۔﴿یا لیتنی کنت معھم فافوز فوزاً عظیماً﴾ (اے کاش میں ان کے ہمراہ ہوتا تو عظیم کامیابی حاصل کرتا) (الامالی، عیون الاخبار)

۱۵۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اسے حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے؟ فرمایا بخدا جو شخص ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آپ کی زیارت کرے خدا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

(ثواب الاعمال، کامل الزیارات)

۱۶۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت عمرہ مقبولہ مبرورہ کے برابر ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ عبداللہ بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! حضرت امام حسین علیہ السلام کے زوار کے لئے کم ترین کیا چیز ہے؟ فرمایا: اے عبداللہ! کمترین چیز جو امام حسین علیہ السلام کے زوار کے لئے ہے وہ یہ ہے کہ جب تک اس سفر سے واپس نہ آئے اس کی جان اس کا مال محفوظ رہتا ہے؟ اور جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا اسکی سب سے زیادہ حفاظت کرے گا۔ (ایضاً)

۱۸۔ بشیر وہاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب کوئی آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کی غرض سے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اسکے پہلے قدم اٹھانے پر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے ہر ہر قدم پر اسکی تقدیس کی جاتی ہے۔ یہاں تک وہ زیارت گاہ تک پہنچ جاتا ہے۔ پس جب وہ وہاں پہنچ جاتا ہے تو اسے خدا ندا دیتا ہے۔ کہ میرے بندے تو مجھ سے سوال کر میں تجھے عطا کرونگا۔! تو مجھے پکار میں تجھے لبیک کہونگا۔ تو مجھ سے کوئی حاجت طلب کر میں اسے پورا کرونگا امام نے فرمایا: خدا پر لازم ہے۔ (زائر) کو وہ کچھ مرحمت فرمائے جو اس نے (اس سفر میں) خرچ کیا ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا نے ملائکہ سے بڑھ کر کوئی مخلوق خلق نہیں کی۔ چنانچہ ہر شام کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں جو رات بھر خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہتے ہیں پس جب صبح صادق ہوتی ہے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور ان پر سلام کرتے ہیں۔ اسکے بعد حضرت امیر علیہ السلام کی قبر اقدس پر حاضر ہو کر ان پر سلام کرتے ہیں پھر حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر پر حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں اور سب کے آخر میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہو کر ان پر سلام کرتے ہیں اور طلوع آفتاب سے پہلے آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ پھر دن کے ستر ہزار فرشتے اترتے

ہیں اور سارا دن خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کے قریب ہوتو حضرت رسول خدا ﷺ کے قبر مبارک پر حاضر ہوکران پر سلام کرتے ہیں۔ پھر حضرت امیرؑ کی قبر اقدس پر سلام کرتے ہیں۔ بعدازاں حضرت امام حسنؑ کی قبراقدس پر حاضر ہوکران پر سلام کرتے ہیں اور سب کے آخر میں حضرت امام حسینؑ کے مزار پر حاضرہوکر ان پر سلام کرتے ہیں اور سورج ڈوبنے سے پہلے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔(ایضاً)

۲۰۔ ربعی بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے اندر حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ شہداء کی قبریں کہاں ہیں؟ فرمایا کیا تمام شہداء سے افضل شہید حضرت امام حسینؑ کا مزار تمہارے پاس موجود نہیں ہے! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! انکی قبر کے اردگرد چار ہزار پراگندہ موٗ، گردآلودہ فرشتے موجود ہیں جو قیامت تک ان پر گریہ وبکا کرتے رہیں گے۔(ایضاً)

۲۱۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں آنسو کا شہید ہوں۔ میں رنج والم کے ساتھ شہید کیا گیا ہوں! خدا پر لازم ہے کہ جو غم زدہ شخص میری بارگاہ میں حاضر ہوگا تو خدا اسے مسرور الحال کرکے واپس لوٹائے گا۔(ایضاً)

۲۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت امام حسینؑ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں موجود ہیں۔ اپنی لشکرگاہ والی جگہ اور اپنے ہمراہ شہید ہونے والوں کی جگہ پر نگاہ ڈالتے ہیں اور اپنے زائرین پر بھی نگاہ کرتے ہیں اور وہ ان کو ان کے ناموں کو ان کے آباء کے ناموں کو اور ان کو خدا عزوجل کی بارگاہ میں جو درجہ ومنزلت حاصل ہے اس سے زیادہ واقف ہیں جس قدر تم اپنی اولاد کے نام ونسب سے واقف ہو۔ اور وہ وہاں کے سکونت پذیروں کو بھی دیکھتے ہیں اور ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے آباء واجداد سے بھی خواہش کرتے ہیں کہ وہ بھی ان کے لئے مغفرت طلب کریں۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے زائر کو معلوم ہوتا کہ خدوندعالم نے اس کے لئے کیا کچھ (اجروثواب) مہیا کررکھا ہے۔ تو اس کی خوشی اس کے غم سے زیادہ ہوتی۔ اور آپ کا زائر اس حالت میں واپس لوٹ کر جاتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خدوندا عالم نے حضرت امام حسین کو انکی شہادت کے عوض یہ چیزیں عنایت کی ہیں۔(۱)

امامت ان کی ذریت میں ہے (۲) انکی خاک میں شفا ہے۔ (۳) انکی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔ (۴) انکے زائر کے دن جاتے اور آتے وقت اسکی زندگی سے شمار نہیں ہوتے۔ (ایضاً)

۲۴۔ جناب شیخ جعفر بن محمد قولویہ باسناد خود عبداللہ طحان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن ہر شخص امام حسین علیہ السلام کے زائروں کے ساتھ خدا کے حسن سلوک کو دیکھ کر تمنا کرے گا کہ کاش اس نے بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہوتی۔ (کامل الزیارات)

۲۵۔ صالح بن میثم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ قیامت کے دن نور کے دسترخوان پر بیٹھے (اور کھانا کھائے) تو اسے چاہیے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔ (ایضاً)

۲۶۔ ابواسامہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اپنے نبیؐ، علیؑ اور فاطمہ الزہراؑ کے جوار پر انوار میں رہے تو وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ترک نہ کرے۔ (ایضاً)

۲۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے زواروں کو عام لوگوں پر ایک خاص فضیلت حاصل ہوگی۔ میں نے عرض کیا کیا فضیلت حاصل ہوگی؟ فرمایا: دوسرے لوگ ہنوز حساب کتاب میں مشغول ہونگے کہ وہ ان سے چالیس سال قبل جنت میں داخل ہونگے۔ (ایضاً)

۲۸۔ محمد بن سنان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لئے خدا ایک حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ (ایضاً)

۲۹۔ عبداللہ بن عبید انباری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جب حج کرنے کا ارادہ کرو مگر (اسباب کی فراہمی کی وجہ سے) نہ جا سکو تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر جاؤ تمہارے لئے حج کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور جب عمرہ کا ارادہ ہو مگر نہ جا سکو تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔ عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۰۔ جناب شیخ محمد بن ابراہیم نعمانی باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا۔ حضرت امام حسین کی نصرت میں جنگ کرنے کے لئے چار ہزار فرشتے آسمان سے نازل ہوئے۔ مگر انکو جنگ کا اذن نہ ملا۔ وہ دوبارہ اللہ سے اذن حاصل کرنے اوپر گئے اور جب دوبارہ آئے تو امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ گرد آلود اور پراگندہ مو آپکی قبر اور اس کے آس پاس موجود ہیں جو قیامت تک آپ کے غم میں روتے رہیں گے۔ ان کے رئیس کا نام منصور ہے جب کوئی زائر آپ کی زیارت کے لئے آتا ہے تو وہ اس کا استقبال کرتے ہیں اور جب واپس جاتا ہے تو وہ اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ جب بیمار

ہوتا ہے تو اسکی مزاج پرسی کرتے ہیں۔ اور جب مرجاتا ہے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرتے ہیں۔ اور اس کی موت کے بعد اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ (غیبت نعمانی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۲ من از وجوب حج، باب ۲، باب ۲۵، و باب ۲۹، ۳۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸، ۸۰، ۸۳، ۸۴، ۷۹، ۹۳، ۹۴، ۹۷ میں) بیان کی جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی ۱۵ کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن کثیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر کوئی شخص زندگی بھر حج بیت اللہ کرتا رہے۔ مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرے تو وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق میں سے ایک حق کا تارک متصور[1] ہوگا۔ کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا حق منجانب اللہ فریضہ ہے۔ اور ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کی قدرت رکھتے ہوئے ترک کرے آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاق ہے۔ اور ہمارا بھی عاق ہے۔ اور اس نے اس امر کو سبک جانا ہے جو اسکے ذمہ تھا۔ اور انکی زیارت کرے گا تو خدا اسکی حاجتوں کے پیچھے ہوگا (انہیں پورا کرے گا) اور اسکے دنیوی اہم امور کی کفایت کرے گا۔ اور یہ زیارت بندہ کے رزق کو کھینچتی ہے۔ اور جو کچھ اس نے خرچ کیا اس کی تلافی کرتی ہے۔ اور اس کے پچاس سالہ گناہوں کی بخشش کا موجب ہوتی ہے اور جب زائر واپس لوٹ کر گھر جاتا ہے تو اسکے نامہ اعمال میں کوئی خطاو گناہ نہیں رہتا۔ (سب کو مٹا دیا جاتا ہے) اور اگر اس سفر میں مرجائے تو آسمان سے فرشتے اتر کر اسے غسل دیتے ہیں اور جنت کی طرف سے اس پر جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے یوم النشور تک اسے جنت کی خوشبو پہنچتی رہتی ہے۔ اور اگر زندہ رہے تو اس کیلئے وہ دروازہ کھولا جاتا ہے جس سے اس کا رزق نازل ہوتا ہے اور اسے ہر ہر درہم کے عوض جو اس نے اس سفر میں خرچ کیا ہے دس دس ہزار درہم (کا ثواب) عطا کرتا ہے

---

[1] کامل زیارات میں وارد ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ہزار حج کرے مگر حضرت امام حسین کی زیارت نہ کرے تو وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کا تارک ہوگا۔

انہیں اسکے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے جب (بروز قیامت) وہ محشور ہوگا تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے لئے ہر درہم کے عوض دس ہزار درہم ہیں جو خدا نے اپنے پاس تیرے حال پر رحم کرنے کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے (اور آج تجھے ملے گا) (ایضاً)

۳۔ علی بن میمون صائغ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے علی! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے کچھ لوگوں پر ایک، یا دو یا اس سے زیادہ بھی سال گزر جاتے ہیں مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہیں کرتے میں نے عرض کیا۔ ہاں (مولا!) میں ایسے بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں! فرمایا: بخدا وہ اپنے حصہ (کے ثواب) سے چوک گئے ہیں۔ خدا کے اجر ثواب سے ٹیڑھے ہوگئے ہیں اور جنت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار (پر انوار سے) دور ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اگر ان میں سے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو (زیارت پر) بھیجے تو وہ اس کی طرف سے کافی ہوگا؟ فرمایا: ہاں! لیکن اگر وہ خود جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا اور خدا کی بارگاہ میں اس کے لئے بہتر ہوتا۔ (ایضاً)

۴۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کو ایک سال ہو جائے اور وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پر نہ جائے، خدا اسکی عمر میں سے ایک سال کم کر دیتا ہے۔ (فرمایا) اور اگر میں یہ کہوں کہ تم میں سے بعض لوگ اپنی (اصلی) عمر سے تیس سال پہلے مر جاتے ہیں۔ تو میں اس میں سچا ہوں گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک کرتے ہو۔ اسے ترک نہ کرو۔ اس سے خدا تمہاری عمر طولانی کرے گا، تمہارے رزق کشادہ کرے گا۔ اور جب ان کی زیارت ترک کرو گے تو خدا تمہاری عمر میں اور تمہارے رزق میں کمی کر دے گا۔ پس آنجناب کی زیارت میں رغبت کرو۔ اور اسے ترک نہ کرو۔ کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام خدا، مصطفٰی، مرتضٰی اور فاطمہ زہراء کی بارگاہ میں تمہارے لئے گواہی دیں گے۔ (صلوٰت اللہ علیہم اجمعین)۔ (التہذیب، کامل الزیارت)

۵۔ عنبسہ بن مصعب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص اپنی ذات تک (ایک بار بھی) حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرے وہ ناقص الایمان اور ناقص الدین ہوگا۔ اور اگر جنت میں داخل ہو بھی گیا۔ تو اس کا درجہ دوسرے اہل ایمان سے کم ہوگا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اُن یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔ اور ان پر جور و جفا نہ کرو۔ کیونکہ وہ سید الشہداء ہیں۔ اور جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (ثواب الاعمال)

۷۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود عبدالملک خثعمی اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک نہ کرو۔ اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم دو۔ اس کی بدولت خدا تمہاری عمر دراز کرے گا، تمہارا رزق زیادہ کرے گا، خدا تمہیں زندہ رکھے گا تو سعید اور نہیں مارے گا مگر شہید۔ اور تمہیں لکھے گا تو سعید۔ (کامل الزیارات)

۸۔ ابوناب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں۔ وہ ایک عمرہ کے برابر ہے۔ اور اس سے چار سال سے زیادہ عرصہ تک پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔ (ایضاً)

۹۔ سیف بن عمیرہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص (باوجود استطاعت) اپنی موت تک حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرے اور پھر وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہمارا شیعہ ہے تو وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے اور اگر جنت میں داخل ہو بھی گیا تو وہ اہل جنت کا مہمان ہوگا۔ (اس کا اپنا کوئی مکان نہیں ہوگا) (ایضاً)

۱۰۔ ابوبکر حضرمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا جو شخص (ہمارا) محب ہے۔ اسے چاہئے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے میں محنت کرے پس جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کا محب ہوگا اور زوّار بھی تو ہم بھی اسے محبّ اہل بیت کے روپ میں پہنچائیں گے۔ اور وہ اہل جنت میں سے ہوگا۔ اور جو آنجناب کا زوّار نہیں ہے وہ ناقص الایمان ہوگا۔ (ایضاً)

۱۱۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص بلاوجہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک کرے تو؟ فرمایا وہ دوزخی ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ ہشام بن سالم ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ آیا آپ کے والد کی زیارت کی جائے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا۔ جو ان کی زیارت کرے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا جنت اگر ان کی اقتداء بھی کرتا تھا۔ پھر عرض کیا۔ اور جو اس سے روگردانی کرتے ہوئے اسے ترک کرے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا حسرت والے دن حسرت وندامت۔ (ایضاً)

۱۳۔ علی بن حکم ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امام نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزار میں کتنا فاصلہ ہے؟ عرض کیا۔ چھبیس فرسخ! فرمایا کیا تم وہاں (زیارت کے لئے) جاتے ہو؟ عرض کیا نہیں! فرمایا تم کس قدر جفا کار ہو؟ (ایضاً)

۱۴۔ حنان بن سدیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے اہل کوفہ میں سے ایک شخص فرمایا کیا تو ہر جمعہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتا ہے؟ عرض کیا نہ۔ کیا ہر مہینہ میں ایک بار کرتا ہے؟ عرض کیا۔ نہ فرمایا ہر سال میں ایک بار کرتا ہے؟ عرض کیا نہ! امام نے فرمایا تو خیر سے محروم ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہمارے شیعہ ہیں۔ مگر ان میں سے ایک ایک پر زمانہ گزر جاتا ہے۔ لیکن وہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر جورو جفا کرتے ہوئے اور سبک جانتے ہوئے اور سستی وکاہلی کرتے ہوئے انکی زیارت نہیں کرتا۔ بخدا اگر اسے معلوم ہوتا کہ اس میں کس قدر فضل وشرف ہے۔ تو وہ ہرگز سہل انگیزی سے کام نہ لیتا۔ میں نے عرض کیا۔ اس میں کیا فضل وشرف ہے؟ فرمایا۔ بہت بڑا فضل اور خیر کثیر ہے۔ سب سے پہلا تحفہ جو اسے ملتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ از سر نو عمل کر۔ (ایضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ

باب ۳۹

عورتوں کے لئے بھی حضرت امام حسین علیہ السلام اور دوسرے ائمہ ھدیٰ علیہم السلام کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ اگرچہ طویل سفر کر کے آئیں۔

اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود ام سعید احمسیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین حاضر تھی اور میں نے کرایہ پر گدھے لینے کے لئے آدمی بھیجا تھا جس پر سوار ہو کر میں شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے جاؤں! آپ نے فرمایا تمہیں سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت سے کیا امر مانع ہے؟ میں نے عرض کیا۔ وہ (سید الشہداء) کون بزرگ ہیں؟ فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام! عرض کیا جوان کی زیارت کرے اسے کیا ثواب ملے گا؟ فرمایا: حج اور عمرہ مبرورہ کا! اور تین بار ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا اس قدر خیر کثیر۔ (کامل الزیارت، ثواب الاعمال)

۲۔ ام سعید احمسیہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہا میں سواری (کرایہ پر) لائی ہوں۔! فرمایا۔ ام سعید! یہ سواری کس لئے ہے؟ کہاں جانا چاہتی ہو؟ عرض کیا کہ شہداء کی

قبروں کی زیارت کے لئے جانا چاہتی ہوں! امام نے فرمایا تم اہل کوفہ پر بڑا تعجب ہے دوسرے شہیدوں کی زیارت کے لئے تو طویل سفر کر کے آتے ہو۔ مگر سید الشہداء کی زیارت نہیں کرتے جو کہ تمہارے قریب ہے۔ میں نے عرض کیا سید الشہداء کون ہے؟ فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں! میں نے عرض کیا میں تو ایک عورت ہوں؟ فرمایا تجھ جیسی شخصیت کے لئے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ عرض کیا۔ اگر ہم ان کی زیارت کریں تو کیا اجر ملے گا؟ فرمایا وہ ایک حج، ایک عمرہ اور مسجد الحرام میں دو مہینہ کے اعتکاف بیٹھنے اور روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ (بلکہ) ان سے بہتر ہے! تین بار ہاتھ کھولا اور بند کیا۔ (یعنی ان اعمال سے تین بار افضل ہے۔) (ایضاً)

۳۔ نیز ام سعید احمسیہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے ام سعید! تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتی ہو؟ عرض کیا۔ ہاں! فرمایا: ام سعید! ان کی زیارت کرو۔ کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت مردوں اور عورتوں پر واجب ہے۔ (کامل الزیارت)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب ابن قولویہ نے اس حدیث کو متعدد اسناد سے نقل کیا ہے۔ اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۷ و ۳۸ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴۰

حتی الامکان حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی تکرار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن رباب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مالدار شخص پر لازم ہے کہ سال میں دو بار حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے جائے اور غریب پر لازم ہے کہ وہ سال میں ایک بار جائے۔ (التہذیب)

۲۔ ابو الجارود بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کے درمیان کس قدر فاصلہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ایک دن سے کچھ زائد کا فرمایا: اگر ہمارے اور ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا تو ہم اس کی طرف ہجرت کر جاتے۔ (ایضاً، ثواب الاعمال، کامل الزیارت)

۳۔ محمد بن حکیم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا سال میں تین بار حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا فقر و فاقہ سے باعث امن و امان ہے۔ (ایضاً)

۴۔ داؤد بن فرقد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص ہر ماہ

ایک بار حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے؟ فرمایا: اس کیلئے ایک لاکھ شہداء وشہداء بدر کے برابر ثواب ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ و ۳۷ و ۳۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

حضرت امام حسین علیہ السلام یا دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارت کے لئے پیادہ چل کر جانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی باسناد خود حسین بن علی بن ثور بن ابی فاختہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے حسین! جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے۔ تو اگر وہ پیدل ہو تو اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے۔ اور اگر سوار ہو تو اس کی سواری کے ہر قدم پر اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب حائر (حسینی) تک پہنچ جائے تو وہ نیکو کاروں میں سے لکھا جاتا ہے۔ اور جب اپنے اعمال (زیارت وغیرہ) سے فارغ ہوتا ہے تو خدا اسے کامیاب ہونے والوں میں سے لکھتا ہے۔ یہاں تک جب وہ واپس لوٹنے کا ارادہ کرے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے۔ جو اس سے کہتا ہے کہ میں تیرے پروردگار کا ایلچی ہوں۔ وہ تمہیں سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ از سر نو عمل کر کہ تیرے گزشتہ گناہ ختم کردئے گئے ہیں۔

(التہذیب، ثواب الاعمال، کامل الزیارت)

۲۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود ابوالصامت سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی زیارت کے لئے پیدل چل کر جائے۔ تو خداوند عالم اس کے ہر ہر قدم پر ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے۔ اور ایک ہزار برائیاں مٹاتا ہے۔ اور ایک ہزار درجہ بلند کرتا ہے۔ (فرمایا) جب نہر فرات کے پاس جاؤ تو اس سے غسل کرو۔ اور جوتے اتار کر ننگے پاؤں چلو۔ اور اس طرح (عاجزی وانکساری کے ساتھ) چلو جس طرح ایک بندہ ذلیل (اپنے آقائے جلیل کے لئے) چلتا ہے۔ پس جب حائر حسینی کے دروازہ پر پہنچو تو چوبیس بار تکبیر کہو۔ پھر تھوڑا سا آگے چلو۔ پھر چونتیس بار تکبیر کہو پھر آنجنابؑ کے سر اقدس کی جانب جاؤ اور وہاں کھڑے ہو کر پھر چونتیس بار تکبیر کہو اور وہاں نماز پڑھو اور اپنی حاجت (برآوری کا) سوال کرو۔ (کامل الزیارت)

۳۔ ابوسعید قاضی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ان کے خاص کمرہ میں داخل ہوا۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص پیدل چل کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے جائے۔ تو خداوند عالم اس کے ہر ہر قدم پر جسے وہ اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ از زیارت حضرت امیر علیہ السلام اور اس سے پہلے باب ۳۲ از مشی الی الحج وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۴

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں کسی کو اپنا نائب بنا کر بھیجنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آپ کے والد (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی زیارت کی جائے؟ فرمایا: ہاں۔ اور وہاں نماز بھی پڑھی جائے! نیز فرمایا: ان کے پیچھے پڑی جائے۔ ان کے آگے نہ پڑھی جائے! عرض کیا۔ جو شخص ان کی زیارت کرے اسے کیا ملے گا؟ فرمایا۔ جنت! اگر ان کی اتباع کرتا تھا۔ عرض کیا جو اس سے روگردانی کرتے ہوئے اسے ترک کرے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: حسرت والے دن حسرت وندامت! عرض کیا۔ جو وہاں اقامت اختیار کرے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: ہر دن کے عوض ایک ہزار مہینہ (کی عبادت کا ثواب) جو شخص ان کے سفر زیارت میں یا وہاں رقم خرچ کرے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: ہر درہم کے عوض ایک ہزار درہم! عرض کیا جو شخص اس سفر میں مرجائے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: فرشتے اسکی مشایعت کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت سے حنوط اور چادر لاتے ہیں۔ اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھتے ہیں (یہاں بہت ثواب ذکر کیا ہے۔) عرض کیا۔ جو شخص وہاں نماز پڑھے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا جو شخص وہاں دو رکعت نماز پڑھے وہ جو کچھ خدا سے مانگے گا خدا اسے عطا فرمائے گا۔ عرض کیا جو شخص نہر فرات سے غسل کر کے ان کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ اسے کیا ملے گا؟ فرمایا: جو شخص آپ کی زیارت کے ارادہ سے نہر فرات سے غسل کرے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں۔ گویا وہ آج شکم مادر سے پیدا ہوا ہے عرض کیا۔ جو شخص زیارت کے لئے بالکل آمادہ ہو۔ مگر کسی تکلیف کی وجہ سے نہ جاسکے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: اسکے ہر درہم کے عوض (جو اس نے تیاری پر خرچ کیا تھا) کوہ احد کے برابر نیکیاں عطا فرمائے گا۔ اور اس کی خرچ کردہ رقم کی جگہ اس سے کئی گنا زیادہ

عطا فرمائے گا۔ الحدیث جو کہ بہت ثواب پر مشتمل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی بعض حدیثیں (باب ۳۸ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۴ میں) بیان کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

کوفہ میں سکونت اختیار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن داؤد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ کہ میرے پاس جو کچھ سونا چاندی تھی۔ میں نے اس پر لات ماردی اور اپنی جائداد فروخت کردی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ مکہ میں سکونت اختیار کروں؟ امام نے فرمایا: ایسا نہ کر مکہ والے تو کھلم کھلا خدا کا انکار کرتے ہیں۔ راوی نے عرض کیا۔ پھر کہاں قیام کروں؟ فرمایا: عراق کے شہر کوفہ کی سکونت لازم پکڑو۔ کیونکہ اس کی برکت بارہ میلوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور اس کی ایک طرف ایک ایسی (حضرت امیر علیہ السلام کی) قبر ہے۔ کہ جو غم زدہ آدمی اور رنجیدہ آدمی وہاں جاتا ہے۔ خداوند عالم اس کے رنج وغم کو دور کردیتا ہے۔ (التہذیب)ا

مؤلف علام فرماتے ہیں ک اس قسم کی بعض حدیثیں (باب ۱۶ و ۴۴ اور باب ۱۷ از سکونت نجف میں) گزر چکی ہیں

باب ۴۴

حضرت امام حسین علیہ السلام اور دوسرے ائمہ ھدیٰ علیہم السلام کی زیارت ان کے شیعوں پر واجب کفائی ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ جناب جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے شیعوں کو حکم دو۔ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کریں کیونکہ یہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ آنجناب من جانب اللہ امام مفترض الطاعۃ ہیں۔

(کامل الزیارت، کذا عن الصادق علیہ السلام فی ارشاد المفیدؒ)

۲۔ وشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا فرمارہے تھے کہ ہر امام کا شیعوں اور دوستوں کی گردن میں ایک عہد و پیمان ہوتا ہے اور اس عہد کی ایفا میں سے ان کی قبور مقدسہ کی زیارت کرنا بھی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمن بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمام زندگی حج کرتا رہے مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرے تو وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق میں سے ایک حق کا تارک سمجھا جائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہر مسلمان پر فریضہ واجبہ ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (۳۸ و ۳۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو مستحبی حج وعمرہ پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تئیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک حدیث کے ضمن میں آپ نے فرمایا جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آپ کی زیارت کرے تو خداوند عالم اس کے (نامہ اعمال میں) ایک ہزار حج مقبول کا ثواب لکھے گا۔ اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود قدامہ بن مالک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا ارادہ کرے مگر نہ از روئے تکبر و بڑائی اور نہ از روئے ریاکاری اور جگ دکھائی تو اس کے گناہ اس طرح دھو دیئے جاتے ہیں جس طرح کپڑا پانی میں ڈبویا جائے۔ تو اس پر کوئی میل یا کچیل باقی نہیں رہ جاتا۔ اور خدا اس کے ہر ہر قدم پر ایک حج کا ثواب لکھتا ہے۔ اور اس کے ہر قدم اٹھانے پر عمرہ کا ثواب درج کرتا ہے۔

۳۔ زید بن شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا بیس حج کے برابر ہے۔ اور بیس عمرہ اور ایک حج سے افضل ہے۔

(التہذیب، الفروع، ثواب الاعمال، کامل الزیارت)

۴۔ علی بن معمر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص نے مجھے خبر دی ہے کہ اس نے آپکی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے انیس حج اور انیس عمرے کئے ہیں تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایک حج اور ایک عمرہ اور ادا کرتا کہ تیرے نامہ اعمال میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی زیارت کرنے کا ثواب لکھ دیا جائے امام نے اس شخص سے فرمایا کہ تجھے کیا

پسند ہے آیا بیس حج یا تیس عمرے کرنا یا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ محشور ہونا؟ اس نے عرض کیا۔ (حج وعمرہ) نہیں! مجھے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ محشور ہونا زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: پس پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کر۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یزید بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک جماعت گدھوں پر سوار وہاں سے گزری امام نے فرمایا یہ لوگ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ شہیدوں کی قبروں (کی زیارت) کا، امام نے فرمایا: انہیں شہید وغریب (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی زیارت سے کیا امر مانع ہے؟ اس پر ایک عراقی شخص نے کہا تو کیا آپ کی زیارت واجب ہے؟ فرمایا ان کی زیارت کرنا۔ حج وعمرہ حج وعمرہ سے حج وعمرہ سے۔ (یہاں تک کہ بیس بار شمار کر کے فرمایا) افضل ہے۔ پھر فرمایا یہ بیس حج وعمرہ بھی وہ جو مقبول ومبرور ہوں۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ بخدا میں ابھی اپنی جگہ سے اٹھا بھی نہیں تھا کہ ایک شخص امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ کہ میں نے انیس حج کئے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ خدا مجھے بیسواں حج بھی نصیب کرے! امام نے فرمایا آیا تو نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزار اقدس کی زیارت بھی کی ہے؟ اس نے عرض کیا۔ نہ! فرمایا ان کی زیارت بیس حجوں سے افضل ہے۔
(الفروع، ثواب الاعمال، کامل الزیارت)

۶۔ ابوسعید مدائنی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آیا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس پر جاؤں؟ فرمایا فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر جا کہ جو تمام طیب وطاہر لوگوں سے زیادہ طیب وطاہر اور تمام نیکو کاروں سے زیادہ نیکوکار ہیں پس جب تم ان کی زیارت کرو گے تو خداوند عالم تمہارے لئے پچیس حجوں کا ثواب لکھے گا۔ (ایضاً) دوسری روایت میں بائیس حج وارد ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حذیفہ بن منصور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے کتنے حج کئے ہیں؟ عرض کیا۔ انیس! فرمایا: اگر تم پورے اکیس حج کرلو۔ تو تمہارے لئے حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائر کے برابر ثواب لکھا جائے گا۔ (ثواب الاعمال، کامل الزیارت)

۸۔ صالح نیلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آپ کی زیارت کرے تو وہ اس شخص کی مانند سمجھا جائے گا جس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سو حج کئے ہوں۔ (ایضاً)

۹۔ مالک بن عطیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے تو خداوند عالم اس کے لئے اسی حج مبرور کا ثواب لکھے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ محمد بن قاسم حضرمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس یمنی شخص سے جو یمن سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے آیا تھا! فرمایا تم ان کی زیارت میں کیا فضیلت سمجھتے ہو؟ اس نے عرض کیا اپنی جان و مال اہل عیال اور ذریعہ معاش میں برکت کا باعث، اور حاجت برآوری کا ذریعہ جانتے ہیں! فرمایا: آیا میں تمہارے لئے اس کی فضیلت میں اضافہ نہ کروں! عرض کیا ہاں فرزند رسول ضرور اضافہ کریں فرمایا آپ کی زیارت اس حج مقبول کے برابر ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کی جائے! اس پر اس شخص نے تعجب کیا۔ امام نے فرمایا ایسی دو حجوں کے برابر ہے۔ اس نے پھر تعجب کیا الغرض اس طرح وہ برابر تعجب کرتا رہا اور امام حج کی تعداد بڑھاتے رہے یہاں تک کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کی ہوئی پاک و پاکیزہ اور مقبول و مبرور تیس حجوں تک پہنچ گئے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو غندر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ان کو ہنسا کھلا رہے تھے کہ عائشہ نے کہا۔ یارسول اللہ! آپ اس بچہ کے ساتھ کس قدر خوش ہوتے ہیں؟ فرمایا: بھلا میں کس طرح اس سے محبت نہ کروں اور کس طرح اس سے خوش نہ ہوں۔ جبکہ وہ میرے دل کا میوہ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے! آگاہ باش! عنقریب میری امت اسے شہید کرے گی۔ پس جو شخص ان کی وفات کے بعد ان کی زیارت کرے گا۔ اسے میری حجوں میں سے ایک حج کا ثواب ملے گا۔ عائشہ! نے (تعجب کے لہجہ میں) عرض کیا۔ آپ کی حجوں میں سے ایک حج کا ثواب؟ فرمایا: ہاں۔ بلکہ دو حجوں کا ثواب اس نے کہا دو حجوں کا ثواب؟ فرمایا: ہاں۔ چار حجوں کا ثواب اسی طرح وہ برابر تعجب کرتی رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر بڑھاتے گئے یہاں تک کہ اپنی حجوں میں سے ستر حج مع عمرہ تک پہنچ گئے۔ (امالی شیخ طوسی)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کیونکہ ہم تک آپ حضرات میں سے بعض سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ کی زیارت حج و عمرہ کے برابر ہے؟ فرمایا: یہ حدیث کس قدر سخت ہے؟ وہ اس کے برابر تو نہیں البتہ ان کی زیارت کرو۔ اور (اسے ترک کرکے) ان پر جور و جفا نہ کرو۔ کیونکہ وہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اور جناب یحییٰ بن زکریا کی شبیہ اور ان دونوں پر

زمین اور آسمان روئے ہیں (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے یا حج وعمرہ سے واجبی حج وعمرہ مراد ہے یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب زیارت کی مسافت حج کی مسافت سے کم ہو۔

۱۳۔ جناب علی ابن محمد خزازؒ باسناد خود ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی! (یہاں تک کہ) فرمایا: جو شخص ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے گا تو گویا میری زیارت کرے گا خداوند عالم اس کے لئے ایک ہزار حج اور عمرہ کا ثواب لکھے گا آگاہ باشید جو ان کی زیارت کریگا وہ میری زیارت کرے گا اور جو میری زیارت کرے گا وہ گویا خدا کی زیارت کرے گا اور خدا پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ میں عذاب نہیں کریگا۔ اور ان کے قبہ کے نیچے دعا قبول ہوگی، ان کی تربت میں شفا اور ائمہ ان کے اولاد میں سے ہونگے (کفایۃ الاثر)

۱۴۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود محمد بن مسلم حضرت شیخ اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی کیا فضیلت ہے تو اس کے شوق میں مرجاتے اور اس حسرت میں ان کے ٹکڑے ہوجاتے میں نے عرض کیا اس میں کیا فضیلت ہے فرمایا: جو شخص شوق وذوق سے ان کی زیارت کرے تو خداوند عالم اس کے لئے ایک ہزار مقبول حج اور ایک ایک ہزار عمرہ مبرورہ، شہداء بدر میں سے ایک ہزار شہید، ہزار روزہ داروں کے، ہزار صدقہ مقبولہ، ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا۔

(کامل الزیارت)

۱۵۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی زیارت کرنا واجبی حجۃ الاسلام کے بعد (مستحبی حج وعمرہ کے برابر ہے) (ایضاً)

۱۶۔ یونس حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو اس نے گویا حج وعمرہ کیا۔ میں نے عرض کیا اس سے حجۃ الاسلام تو مستثنیٰ ہے؟ فرمایا: نہ! یہ (زیارت) ایک کمزور، نادار کا حج ہے یہاں تک کہ قوی و مالدار ہوکر حج بیت اللہ ادا کرے۔ فرمایا: خدا کی نگاہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقام بیت اللہ سے بڑھ کر مکرم ومحترم ہے کیونکہ ہر نماز کے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام پر ستر ہزار گرد آلود پراگندہ مو فرشتے اترتے ہیں اور سلام کرکے چلے جاتے ہیں جن کو قیامت تک دوبارہ حاضر ہونے کا وقت نہیں ملتا مگر خانہ کعبہ کا ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۷۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ان پچاس

حجوں کے برابر ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کی جائیں۔ (ایضاً)

۱۸۔ عبداللہ بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص تکبر و تجبر کو ترک کر کے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت حاصل کر کے ان کی زیارت کرے اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے؟ فرمایا: اس کے لئے ایک ہزار حج مقبول اور ایک ہزار عمرہ مقبولہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور اگر وہ شقی و بدبخت ہو تو سعید و خوش بخت لکھا جاتا ہے۔ اور وہ برابر خدا کی رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ کی جو حدیثیں گزر چکی ہیں یا آئندہ بیان کی جائیںگی ان میں سے اکثر و بیشتر کو جناب سید ابن طاؤس نے اپنی کتاب مصباح الزائر میں درج کیا ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و۲۵ و۲۶ و۳۷ و۳۹) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۹ و ۵۵ و ۵۹ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۹ و ۷۴ و ۷۹ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴۶

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو غلام آزاد کرنے، صدقہ دینے اور جہاد کرنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح نیلی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرنے کے لئے جائے تو خداوند عالم اس کے لئے اس شخص کے اجر کے برابر اجر و ثواب لکھتا ہے۔ جو ایک ہزار غلام آزاد کرے۔ اور اس کی مانند سمجھا جاتا ہے جو ایک ہزار (مجاہد کو) ایک ہزار ایسے گھوڑے پر سوار کرائے جو زین ولگام سے آراستہ ہوں۔

(الفروع، التہذیب، ثواب الاعمال، کامل الزیارت)

باب ۴۷

امن ہو یا خوف ہر حالت میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد

باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس شخص کے (اجر و ثواب کے) بارے میں کیا فرماتے ہیں جو خوف کی حالت میں آپ کے باپ (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی زیارت کرے فرمایا خداوند عالم اسے فزع اکبر (قیامت والے دن) سے امن عطا کرے گا۔ اور ملائکہ اسے (جنت کی) بشارت دینگے۔ اور اس سے کہا جائے گا "کہ نہ خوف و ہراس کر اور نہ حزن و ملال یہ تیرا وہ دن ہے جس میں تیری کامیابی ہے۔ (کامل الزیارت)

۲۔ ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرا دل آپ کے باپ (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی زیارت کرنے کے لئے بہت مشتاق ہے۔ مگر جب گھر سے باہر نکلتا ہوں تو جب تک واپس نہ آجاؤں تب تک بادشاہ کے، چغل خوروں سے اور مسلح افراد سے خوفزدہ رہتا ہوں۔؟ فرمایا: اے فرزند بکیر! کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ خدا تجھے ہمارے بارے میں خوف زدہ دیکھے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ جو شخص ہمارے خوف میں خوف زدہ ہوگا۔ تو خدا (بروز قیامت) اسے اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا۔ اور عرش کے نیچے حضرت امام حسین علیہ السلام اس سے باتیں کرینگے۔ اور خداوند عالم اسے قیامت کی گھبراہٹوں سے امن عطا فرمائے گا۔ اور اگر پھر بھی گھبرائے گا تو ملائکہ اس کی توقیر کرینگے اور خوشخبری سے اس کا دل مطمئن ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بن ظبیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ تقیہ کی حالت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کس طرح کی جائے؟ فرمایا جب نہر فرات کے پاس جاؤ تو اس سے غسل کرو۔ اور پھر اپنے دو پاکیزہ کپڑے زیب تن کرو پھر قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے (تین بار) کہو صلی اللہ علیک یا ابا عبداللہ! صلی اللہ علیک یا ابا عبداللہ! صلی اللہ علیک یا ابا عبداللہ! (ایسا کرنے سے تمہاری زیارت مکمل ہو جائے گی۔) (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کے پاس جاتے ہو؟ عرض کیا۔ ہاں۔ بڑے خوف و ہراس کے عالم میں! فرمایا جس قدر خوف سخت ہوگا۔ اسی قدر اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اور جو شخص آپ کی زیارت پر جانے میں خوف زدہ ہوگا۔ تو خداوند عالم قیامت والے دن اس کی گھبراہٹ کو دور فرمائے گا۔ اور وہ (زیارت سے) گناہوں کی مغفرت کے ساتھ واپس لوٹے گا۔ اور فرشتے اس پر سلام کرینگے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی زیارت کریں گے۔ اور وہ خدا کے اس فضل و کرم کے ساتھ آئے گا کہ اسے کوئی برائی مس نہیں کریگی۔ اور وہ خدا کی خوشنودی کا پیروکار ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۱۰ وغیرہ میں) بیان کی جائینگی جو اپنے اطلاق وعموم کے ساتھ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۸

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا مستحب ہے اگرچہ سمندر میں کشتی پر سوار ہونا پڑے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود ابوسعید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص کسی کشتی میں سوار ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی زیارت کے لئے جائے اور جب کشتی تیز تیز دوڑے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے۔ کہ تم خوش گزران ہو تمہیں جنت گوارا ہو (کامل الزیارات)

۲۔ عبداللہ بن نجار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا! آیا تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہو اور (اس سلسلہ میں) کشتیوں پر سوار ہوتے ہو؟ عرض کیا۔ ہاں! فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب کشتیاں تیز تیز دوڑ رہی ہوتی ہیں تو تمہیں ندا دی جاتی ہے کہ تم خوش گزران ہو اور تمہیں جنت گوارا ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابوب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۴۹

عرفہ کی رات عرفہ کے دن اور عید (الاضحیٰ) کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس سلسلہ میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے۔) احقر مترجم عفی عنہ

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر دہان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بسا اوقات میں حج پر نہیں جاسکتا۔ تو میں عرفہ کا دن امام حسین علیہ السلام کے پاس گزارتا ہوں؟ امام نے فرمایا۔ بہت اچھا! (پھر فرمایا) اے بشیر! جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے عید کے علاوہ کسی دن زیارت کرنے کے لئے جائے تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال بیس مقبول حجوں اور بیس مقبول عمروں کا ثواب لکھتا ہے جو کسی نبی مرسل یا امام عادل کے ہمراہ کئے گئے ہوں۔ اور جو شخص عید والے دن آپ کی زیارت کرے پھر سو حج اور سو عمرہ اور سو ایسے جہادوں کا ثواب لکھتا ہے جو

کسی نبی مرسل یا امام عادل کے ہمراہ کئے گئے ہوں۔ اور جو شخص عرفہ کے دن آپ کے حق کی معرفت کے ساتھ آپ کی زیارت کرے تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں ہزار حج مقبول اور ہزار عمرہ مبرورہ اور ایسے ایک ہزار غزوہ کا ثواب لکھتا ہے جو کسی نبی مرسل یا امام عادل کے ہمراہ کئے گئے ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ بھلا مجھے یہاں وقوف عرفات والا ثواب کس طرح مل سکتا ہے؟ امام نے غضب آلود نگاہوں سے دیکھ کر فرمایا۔ اے بشیر! جب کوئی مؤمن عرفہ کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے جائے اور نہر فرات سے غسل کر کے ادھر متوجہ ہو تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں اس کے ایک ایک قدم پر تمام مناسک کے ساتھ ایک ایک حج کا ثواب لکھتا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ ایک غزوہ (یا ایک عمرہ) بھی فرمایا۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال، التہذیب، الکامل)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص عرفہ کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو خدوندعالم اسکے نامہ اعمال میں ایسے ایک لاکھ حج کا ثواب لکھتا ہے جو حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کے ہمراہ کئے گئے ہوں اور ایسے ایک لاکھ عمروں کا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ادا کئے گئے ہوں اور ہزار (لاکھوں) غلام آزاد کرنے اور راہ خدا میں ہزار (لاکھوں) گھوڑوں پر مجاہد سوار کرنے کا ثواب لکھتا ہے۔ اور خدا اس کا نام صدیق رکھتا ہے۔ جو اس کے وعدہ پر ایمان لایا اور فرشتے کہتے ہیں فلاں صدیق ہے۔ جس کی خدا نے عرش معلا سے پاکیزگی بیان کی ہے اور زمین میں اس کا نام "کروبی" (فرشتہ) رکھا جاتا ہے۔ (التہذیب، المصباح، الکامل)

۳۔ بشار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص غریب و نادار ہو۔ اور حجۃ الاسلام نہ کر سکتا ہو۔ تو وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کے پاس جائے اور عرفہ وہاں گزارے۔ وہ اسکے حجۃ الاسلام سے مجزی ہوگی۔ فرمایا خیال رکھنا میں یہ نہیں کہتا کہ (واجبی) حجۃ الاسلام سے مجزی ہے۔ بلکہ میں صرف غریب نادار کیلئے کہتا ہوں (جس پر حجۃ الاسلام واجب ہی نہیں ہے) اور جہاں تک مالدار شخص کا تعلق ہے تو (اسے یہ ثواب تب ملے گا کہ جب) حجۃ الاسلام کر چکا ہو اور مستحبی حج و عمرہ پر جانا چاہتا ہو اور کوئی دنیوی کاروبار مانع ہو جائے اور نہ جاسکے تو جب وہ عرفہ کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس جائے تو یہ اس کے (مستحبی) حج سے مجزی ہوگا۔ (بلکہ) اس سے کئی گنا زیادہ۔ میں نے عرض کیا: کس قدر حج اور کس قدر عمرہ کے برابر ہوگا؟ فرمایا: اس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ میں نے عرض کیا۔ ایک سو (حج و عمرہ) فرمایا اسے کون شمار کر سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا ایک ہزار فرمایا اس سے زیادہ! پھر فرمایا ﴿وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ (اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے)۔ (التہذیب، الکامل)

۴۔ علی بن اسباط بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا خداوند عالم عرفہ کی شام حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائروں پر اہل عرفات سے پہلے نظر کرم ڈالتا ہے۔؟ فرمایا: ہاں! راوی نے عرض کیا۔ یہ کس طرح؟ فرمایا وہ اس طرح کہ ان (اہل عرفات میں) بعض لوگ ولدالزنا بھی ہوتے ہیں ۔مگر ان (زائران حسینؑ) میں کوئی ولدالزنا نہیں ہے (کیونکہ محبّ اہل بیت ولدالزنا نہیں ہوتا)

(التہذیب، المصباح، الفقیہ، معالی الاخبار، ثواب الاعمال، کامل الزیارات)

۵۔ حنان بن سدیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اے حنان! عرفہ کے دن خداوند عالم حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائروں پر نگاہ ڈالتا ہے اور فرماتا ہے کہ ازسرنو عمل کرو۔ کہ میں نے تمہارے (پچھلے) گناہ بخش دئے ہیں۔ (التہذیب، المصباح، کامل الزیارات)

۶۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص عرفہ کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس گزارے تو گویا اس نے وہ دن عرفات میں گزارا۔ (التہذیب، المصباح)

۷۔ عمر بن حسنین عرزمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو خداوند عالم حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائروں پر نظر کرم ڈالتا ہے اور ان سے فرماتا ہے۔تم اس حالت میں واپس لوٹ جاؤ کہ تمہارے گزشتہ گناہ معاف کردیئے گئے ہیں۔ اور جس دن تم واپس لوٹو گے اسکے بعد ستر دن تک تمہارے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔ (مصباح المتہجد)

۸۔ بشیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص عرفہ کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر حاضری دے خداوند عالم اسے قیامت کے دن ٹھنڈے دل کے ساتھ (یعنی خوشحال) محشور فرمائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی معرفت رکھتے ہوئے عرفہ کے دن آپ کی زیارت کرے تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج مقبول اور ایک ہزار عمرہ مقبول کا ثواب لکھتا ہے (ایضاً)

۱۰۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔امام نے پوچھا کہ اے رفاعہ! کیا تم نے اس سال حج نہیں کیا؟ عرض کیا اس سال حج کرنے کے لئے خرچہ نہیں تھا۔ البتہ میں نے عرفہ کا دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس (کربلا میں) گزارا فرمایا! اے رفاعہ! تو اہل منیٰ سے کم نہیں رہا (پھر فرمایا) اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ کہیں لوگ حج ترک نہ کردیں تو میں تجھے ایک ایسی حدیث سناتا کہ اسکے بعد تم ابدالاباد تک

حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی زیارت ترک نہ کرتے۔ پھر (وہ حدیث بیان کرتے ہوئے) فرمایا میرے والد نے مجھے خبر دی ہے کہ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی معرفت رکھتے ہوئے تکبر کے بغیر انکی قبر (اقدس) کی زیارت کے لیے (گھر سے) نکلے تو ایک ہزار فرشتے اس کی دائیں جانب اور ایک ہزار فرشتے اس کی بائیں جانب ہمراہ ہوتے ہیں اور خدوند عالم اسکے نامہ اعمال میں ایسے ایک ہزار حج اور عمرہ کا ثواب درج کرتا ہے جو کسی نبی یا نبی کے وصی کے ہمراہ کئے گئے ہوں۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص عرفہ کا دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس گزارے وہ خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹتا۔ بلکہ اس حالت میں لوٹتا ہے کہ اسکے دونوں ہاتھ (ثواب بے حساب) پر ہوتے ہیں (ایضاً)

۱۲۔ جناب میثم تمار کے فرزند حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔ یا یوں فرمایا کہ جو شخص شب عرفہ کربلا کی زیارت کرے۔ اور پھر عید تک یہیں قیام کرے اسکے بعد واپس پلٹ جائے تو خدا اسے اس سال کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ السلام باسنادخود عبداللہ بن مسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ خداوند عالم اہل عرفات سے پہلے زائران قبر حسین علیہ السلام پر متجلی ہوتا ہے۔ اورانکی حاجت برلاتا ہے، ان کے گناہ معاف کرتا ہے اور ان کی سفارش قبول کرتا ہے اسکے بعد اہل عرفات پر متجلی ہوتا ہے اور ان کے ساتھ یہی سلوک کرتا ہے۔ (ثواب الاعمال، کذافی کامل الزیارات، المصباح الشیخ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۰ و ۵۴ میں) بیان کی جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۵۰

یکم رجب اور نیمہ رجب کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود بشیر دہان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص یکم رجب کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے یقیناً خداوند عالم اس کو بخش دے گا۔

(التہذیب، نہار الشیعہ)

۲۔ احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم کس مہینہ میں حضرت

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کریں؟ فرمایا نیمہ رجب اور نیمہ شعبان میں۔

(التہذیب، المصباح، کامل الزیارات، الاقبال)

باب ۵۱

نیمہ شعبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار نبی (کامل الزیارت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار مذکور ہے) نبی مصافحہ کریں تو اسے چاہیے کہ وہ نیمہ شعبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔ کیونکہ (اس تاریخ کو) انبیاءؑ کی روحیں آنجنابؑ کی زیارت کرنے کے لئے (خدا سے) اذن طلب کرتی ہیں اور ان کو اذن دیدیا جاتا ہے۔ (التہذیب، مصباح المتہجد)

۲۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب نیمہ شعبان کی رات آتی ہے تو افق اعلیٰ سے ایک منادی ندا کرتا ہے۔ اے امام حسین علیہ السلام کے زائرو! تمہارے گناہ معاف ہیں (اور) تمہارا ثواب تمہارے پروردگار اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذمہ ہے۔ (التہذیب، المصباح کامل الفقیہ، الفروع، مسار الشیعہ)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے فرمایا جو شخص مسلسل تین سال نیمہ شعبان کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو یقیناً اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (مصباح المجتہد، کامل الزیارت)

۴۔ محمد بن مارد تمیمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور اس سال کے اختتام تک اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔

(نوٹ) پس اگر دوسرے سال بھی (اس تاریخ کو) آپ کی زیارت کرے تو اس کے (اس سال والے) گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔ (المصباح، الکامل، کامل الزیارت میں نیمہ شعبان کی رات لکھا ہے۔)

۵۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص نیمہ شعبان کی رات میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے خداوند کریم اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیتا ہے اور جو شخص عرفہ کے دن آپؑ کی زیارت کرے خداوند کریم اس کے لئے ایک ہزار حج مقبول اور ایک ہزار عمرہ مبرورہ کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص روز عاشور آپ کی زیارت کرے تو اس نے گویا عرش پر خدا کی زیارت کی ہے۔ (کامل الزیارت)

۶۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے یونس! نیمہ شعبان کی رات وہ رات ہے کہ جس میں خداوند عالم ان اہل ایمان کے گزشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جو اس رات حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں اور سے کہا جاتا ہے۔ کہ از سر نو عمل کرو۔ میں نے عرض کیا یہ سب کچھ صرف اس شخص کے لئے ہے جو نیمہ شعبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے؟ فرمایا: اے یونس! اگر میں لوگوں کو ان ثوابوں کی خبر دے دوں جو اس رات میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والوں کو ملتے ہیں تو مردوں کے ذکر لکڑیوں پر کھڑے ہو جائیں۔ (یعنی خوشی باعث مرگ بن جائے اور ان کو لکڑی کے تختوں پر غسل دیا جائے) (ایضاً)

۷۔ جناب سید ابن طاؤسؒ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار فرشتے مصافحہ کریں۔ تو اسے چاہیے کہ نیمہ شعبان کی رات حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔ کیونکہ ملائکہؑ اور انبیاؑ آنجناب کی زیارت کی (خدا سے) اجازت طلب کرتے ہیں۔ جو کہ دے دی جاتی ہے۔ پس خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو ان سے مصافحہ کرے اور وہ اس سے مصافحہ کریں۔ (کتاب اقبال)

۸۔ معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا دیتا ہے۔ اے حسینؑ! کے مہمانو نیمہ شعبان کی رات آپ کی زیارت کو ترک نہ کرنا۔ اگر تمہیں علم ہوتا کہ اس رات کی فضیلت کیا ہے تو نیمہ شعبان کے آنے تک تمہیں سال طویل معلوم ہوتا۔ (ایضاً)

۹۔ ابوعبداللہ برقیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جو شخص نیمہ شعبان کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کیلئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا جو شخص خدا سے ثواب حاصل کرنے کیلئے نہ لوگوں کی مدح و ثنا کیلئے نیمہ شعبان کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو خدا اس رات اسکے (تمام) گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جس نے عرش پر خدا کی زیارت کی ہو۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص نیمہ شعبان کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو خداوند عالم اسکے لئے ایک ہزار حج (کا ثواب) لکھتا ہے۔ (مصباح الزائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (۵۴ میں) بیان کی جائیں گی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

باب ۵۲

کربلا میں نیمہ شعبان کی رات کیا عمل کرنا مستحب ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود سالم بن عبدالرحمٰن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص نیمہ شعبان کی رات کربلا کی سرزمین پر گزارے اور ایک ہزار بار قل ھو اللہ احد، ایک ہزار بار استغفار، ایک ہزار بار الحمد للہ پڑھے اور اس کے بعد چار رکعت نماز (بدو سلام) پڑھے۔ ہر رکعت میں (الحمد کے بعد) ہزار بار آیۃ الکرسی پڑھے تو خداوند عالم دو فرشتے مؤکل کرتا ہے جو ہر بلا و مصیبت سے اور ہر شیطان و سلطان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کیلئے نیکیاں لکھتے ہیں اور اس کی کوئی برائی نہیں لکھی جاتی۔ اور جب تک وہ اسکے ہمراہ ہیں برابر اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

(کامل الزیارات، مصباح المتہجد)

باب ۵۳

لیلۃ القدر میں اور ماہ رمضان میں بالخصوص اس کی پہلی رات میں اور اس کی درمیانی رات اور آخری رات میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا مستحب مؤکد ہے

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب لیلۃ القدر آتی ہے اور اسمیں ہر محکم امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ تو اس رات بطنان عرش سے ایک منادی ندا دیتا ہے۔ کہ جو شخص اس رات حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے گیا ہے خداوند تعالیٰ نے اس سے بخش دیا۔ (التہذیب، کامل الزیارات)

۲۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود عبیداللہ بن فضل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہ رمضان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لئے (گھر سے) نکلے اور اتفاق سے سفر میں مر جائے اسے (بارگاہ خدا میں) پیش نہیں کیا جائیگا۔ اور اس کا حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ امن و امان سے تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (کامل الزیارات)

۳۔ جناب سید علی بن موسی بن جعفر بن طاؤس باسناد خود علی بن محمد بن فیض بن مختار سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اس نے دریافت کیا آیا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ہر وقت کی جا سکتی ہے یا اس کا کوئی افضل وقت ہے۔؟ فرمایا بے شک ان کی ہر وقت زیارت کرو۔ کیونکہ ان کی زیارت ایک اچھا موضوع ہے جو چاہے اسے زیادہ کرے اور خیر و خوبی کو زیادہ جمع کرے اور جو چاہیے اسے کم کرکے خیر کو کم کرے۔ البتہ اس کے لئے اوقات شریفہ تلاش کرو کیونکہ ان اوقات میں اعمال صالحہ کا ثواب دوگنا ہوتا ہے اور یہ وہ اوقات ہیں جن میں فرشتے آپ کی زیارت کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ آنجناب سے ماہ رمضان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا جو شخص خشوع و خضوع کے ساتھ، خلوص نیت کے ساتھ، گناہ بخشواتے ہوئے، طلب مغفرت کرتے ہوئے ماہ رمضان کی تین راتوں میں سے کسی ایک رات میں آپ کی زیارت کے لئے جائے اس مہینہ کی پہلی رات یا نیمہ ماہ کی رات اور اس کی آخری رات تو اس کی تمام گناہ اور خطائیں گر جاتی ہیں (کتاب اقبال)

۴۔ نیز جناب سید علی بن عبدالواحد مہدی کی کتاب "عمل شہر رمضان" سے اور وہ باسناد خود ابواسامہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ "فیھا یفرق کل امر حکیم" کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے جس میں پورے سال کے امور طے ہوتے ہیں۔ اور وہ رات ماہ رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے۔ پس جو شخص اسے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کے پاس درک کرے۔ اور پھر وہاں دو رکعت یا جس قدر ممکن ہو پڑھے اور خدا سے جنت کا سوال کرے۔ اور جہنم سے پناہ مانگے تو جو جس چیز کا خدا سے سوال کرے گا وہ اسے عطا کرے گا۔ اور جس سے چیز پناہ مانگے گا خدا اسے پناہ دے گا۔ الحدیث جس میں ثواب عظیم وارد ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب موصوف باسناد خود جناب عبدالعظیم حسنی سے اور وہ حضرت امام تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا جو شخص تیسویں ماہ رمضان رات کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔ اور یہی وہ رات ہے جس کے بارے میں امید کی جاتی ہے کہ وہ لیلۃ القدر ہے، جس میں ہر محکم عمل کا امر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ تو اس سے چوبیس ہزار فرشتے مصافحہ کرتے ہیں۔ جو اس رات خدا سے آپ کی زیارت کا اذن طلب کرتے ہیں جو دے دیا جاتا ہے (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

عیدالفطر اور عید قربان کی رات حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرنا مستحب مؤکد ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص تین راتوں میں سے کسی رات حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرے تو خداوند عالم اسکے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان جاؤں؟ وہ تین راتیں کونسی ہیں تو فرمایا۔ عیدالفطر کی رات، عید قربان کی رات اور نیمہ شعبان کی رات (التہذیب، کامل الزیارات)

۲۔ یونس بن ظبیان امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص ایک ہی سال میں نیمہ شعبان کی رات، عیدالفطر کی رات اور عرفہ کی رات حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرے تو خداوند عالم اسکے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج مبرور اور ایک ہزار عمرہ مقبولہ کا ثواب لکھتا ہے اور دنیا و آخرت کی حاجتوں میں سے اس کی ایک ہزار حاجتیں برلائی جاتی ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۵

شب عاشور اور روز عاشور حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جو شخص حضرت امام حسینؑ کی معرفت رکھتے ہوئے روز عاشور انکی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے گویا۔ عرش الٰہی پر خدا کی زیارت کی (التہذیب، المصباح، مسار الشیعہ)

۲۔ حریز حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص عاشور کے دن حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرے اس پر جنت واجب ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جابر جعفی حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص شب عاشور حضرت امام حسینؑ کی قبر (اقدس) کے پاس گزارے وہ بروز قیامت اس طرح اپنے خون میں لتھڑا ہوا محشور ہوگا کہ گویا میدان کربلا میں آنجنابؑ کے ہمراہ شہید ہوا ہو۔ (المصباح، المتہجد، کامل الزیارات)

۴۔ نیز آنجنابؑ سے مروی ہے فرمایا جو شخص روز عاشور حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرے اور شب عاشور وہاں شب باشی کرے وہ اس شخص کی مانند ہوگا۔ جو آپ کے روبرو شہید ہوا ہو۔ (مصباح، المتہجد، مسار الشیعہ)

۵۔ صالح بن عقبہ اپنے باپ (عقبہ) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص عاشوراء محرم کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اور روتے ہوئے وہاں دن گزارے وہ خدا کی نگاہ میں دو ہزار حج، دو ہزار عمرہ، دو ہزار غزوہ کے ثواب کے ساتھ حاضر ہوگا۔ جبکہ ہر حج و عمرہ اور غزوہ کا ثواب اس حج و عمرہ اور غزوہ کی مانند ہوگا جو حضرت رسول خدا علیہ السلام کے ہمراہ کیا جائے۔ (مصباح المتہجد، کامل الزیارات)

۶۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنے رسالہ مسار الشیعہ میں فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص روز عاشوراء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے جاتے ہیں۔ (مسار شیعہ)

۷۔ نیز فرماتے ہیں مروی ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ حضرت رسول خداؐ، علی مرتضیٰؑ، فاطمۃ الزہراؑ کا حق ادا کرے تو اسے چاہیے کہ روز عاشوراء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔ (ایضاً)

باب ۵۶

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت اربعین کے دن یعنی بیس صفر کو مستحب مؤکد ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: مؤمن کی پانچ علامتیں ہیں (۱) شب و روز میں پچاس رکعت نماز پڑھنا (۲) اربعین کی زیارت کرنا (۳) دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا (۴) (سجدہ میں) پیشانی کو خاک پر رگڑنا (۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بالجہر پڑھنا (التہذیب، المصباح)

۲۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میرے آقا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے زیارت اربعین کے بارے میں مجھ سے فرمایا کہ جب سورج بلند ہو جائے تو یہ زیارت پڑھو ﴿السلام علیٰ ولی اللہ و حبیبہ﴾ (پھر وہ زیارت ذکر کی ہے) فرمایا بعد ازاں دو رکعت نماز پڑھو اور جو چاہو دعا کر کے واپس لوٹ جاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ نیز مصباح میں فرماتے ہیں کہ ''صفر کی بیسویں تاریخ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کا حرم (اور لٹا ہوا قافلہ) شام سے واپس مدینہ لوٹا اور یہ وہ دن ہے جس میں جناب جابر بن عبداللہ انصاریؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے (کربلا) وارد ہوئے اور لوگوں میں سے یہ آپ کے پہلے زائر ہیں۔ (المصباح، المسار)

باب ۵۷

ہر شب جمعہ اور روز جمعہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا مستحب مؤکد ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود داؤد بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔ خدا اسے ضرور بخش دے گا۔ اور وہ اپنے دل میں کوئی حسرت لے کر دنیا سے نہیں جائے گا۔ (بلکہ اپنی ہر حسرت نکال کر جائے گا) اور اس کی سکونت حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔ فرمایا۔ اے داؤد! وہ کون (بدبخت) ہوگا جسے یہ بات پسند نہ ہو کہ جنت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا پڑوسی ہو؟ میں نے عرض کیا وہ وہ ہوگا جو فوز و فلاح نہیں پائے گا۔ (کامل الزیارات)

۲۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا آیا تمہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی زیارت کا شوق ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آپ بھی ان کی زیارت کرتے ہیں؟ فرمایا۔ بھلا اس کی کیسے زیارت نہ کروں۔ جس کی زیارت خدا ہر شب جمعہ کو ملائکہ کے ساتھ کرتا ہے۔ اور انبیاءؑ، اور اوصیاءؑ بھی انکی زیارت کرتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو افضل الانبیاء ہیں (وہ بھی کرتے ہیں) میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! تو کیا ہم ہر شب جمعہ میں انکی زیارت کریں اس طرح رب کی زیارت کو درک کر لیں گے؟ فرمایا: ہاں اے صفوان! اسے لازم پکڑو۔ تمہارے لئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت لکھی جائیگی اور یہ تفضیل ہے اور یہ تفضیل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں خدا کی زیارت کرنے کے مجازی معنیٰ مراد ہیں یعنی اس سے فضیلت کی زیادتی بیان کرنا مقصود ہے اور یہ واضح ہے۔

باب ۵۸

حضرت امام حسین علیہ السلام اور دوسرے ائمہ طاہرین کی زیارت میں زیادہ خرچ کرنا مستحب ہے

(اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد قولویہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میرے باپ (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی قبر مبارک پر حاضری دے اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ہم (اہل بیتؑ) سے وصل کیا ہے۔ اسکی غیبت کرنا حرام ہے۔ اور اس کا گوشت جہنم پر حرام ہے۔ اور خداوند عالم اس کے خرچ کردہ ایک ایک درہم کے عوض اسے کتاب محفوظ میں دس ہزار شہر جنت میں عطا فرمائے گا۔ اور خدا اس کی حوائج کے پیچھے ہوگا۔ (جو انہیں پورا کرے گا) اور جو کچھ وہ اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہے وہ ان کی حفاظت کرے گا۔ اور جو کچھ خدا سے طلب کرے گا خدا سے عطا فرمائے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ جلدی دے یا دیر سے دے (کامل الزیارات)

۲۔ حلبی ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو باوجود قدرت رکھنے کے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت ترک کرے؟ فرمایا وہ ہمارا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاق (نافرمان) ہے تا آخر حدیث جو کہ قبل ازیں باب ۳۸ حدیث نمبر ۲ میں بالتمام گزر چکی ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

۳۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص (سفر) حج میں ایک درہم خرچ کرے وہ اسکے لئے ہزار شمار ہوتا ہے۔ تو جو شخص آپ کے باپ حضرت امام حسین کے (سفر) زیارت میں ایک درہم خرچ کرے وہ کس قدر شمار ہوتا ہے؟ فرمایا اے پسر سنان۔ وہ ایک درہم ہزار، ہزار، ہزار۔ یہاں تک کہ دس ہزار بار شمار فرمایا (یعنی دس ہزار شمار ہوتا ہے) اور اتنے (دس ہزار) ہی اسکے (جنت میں) درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور خدا کی خوشنودی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر علیہ السلام اور دوسرے ائمہ طاہرین کی دعا اس کے لئے (ان سب سے) بہتر ہے (ایضاً)

۴۔ صفوان جمال ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جو شخص وہاں (حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاں) دو رکعت نماز پڑھے اس کے لئے کیا اجر ہے؟ فرمایا وہ جو کچھ خدا سے مانگے گا وہ اسے عطا فرمائے گا! عرض کیا۔ جو آپ کی زیارت کے لئے آب فرات سے غسل کرے اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا اس کے گناہ جھڑ جائیں گے اور وہ اس طرح ہو جائے گا جیسے آج شکم مادر سے متولد ہوا ہے۔ عرض کیا جو شخص آپ کی زیارت کی تیاری تو کرے مگر کسی تکلیف کی وجہ سے جا نہ سکے تو اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: اس تیاری پر اس نے جو رقم خرچ کی ہے خدا سے اس کے ایک ایک درہم پر کوہ احد کے برابر نیکیاں عطا فرمائے گا۔ اور اس سے کئی گنا عنایت کرے گا اور نازل شدہ بلا و مصیبت کو اس سے پھیر دے گا اس طرح اس کے مال اور جان میں اس کی حفاظت کی جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۸ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۹

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے آب فرات وغیرہ سے غسل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یوسف کناسی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی زیارت کے لئے جاؤ۔ تو پہلے نہر فرات پر جاؤ۔

اور قبر مبارک کے بالمقابل اس سے غسل کرو اور پھر سکینہ ووقار کے ساتھ چل کر قبر اقدس کی مشرقی جانب سے اندر داخل ہو کر یہ زیارت پڑھو وہاں یہ طویل زیارت نقل کی ہے۔ (الفروع، کامل الزیارت)

۲۔ بشیر بن دہّان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص اُن (حضرت امام حسین علیہ السلام) کے پاس جائے اور وضو کرے اور آب فرات سے غسل کرے تو پھر اس کے ہر ہر قدم پر جو اٹھائے گا اور رکھے گا تو اس پر اس کے لئے حج وعمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ رفاعہ نحاس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد نے مجھے خبر دی ہے کہ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کے لئے نکلے۔ اور نہر فرات تک پہنچ کر اس میں داخل ہو۔ (اور غسل کرے) تو جب باہر نکلے گا تو اس شخص کی مانند ہوگا۔ جو اپنے گناہوں سے باہر نکلے۔ اور جب آنجناب کی زیارت کے لئے چلے گا۔ تو جب ایک قدم اٹھائے گا اور دوسرا رکھے گا تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور دس برائیاں مٹائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حارث بن مغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کے کچھ فرشتے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس موکل ہیں پس جب کوئی شخص آپ کی زیارت کا قصد کرے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ندا دیتے ہیں اے خدا کے مہمانو! تمہیں خوشخبری ہو کہ تم جنت میں میرے رفیق ہوگے اور حضرت علی علیہ السلام اسے ندا دیتے ہیں کہ میں (بارگاہ خداوند عالم سے) تمہاری حاجات برآری اور دنیا وآخرت میں تم سے بلاؤں اور مصیبتوں کے رفع کرانے کا ضامن ہوں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی علیہ السلام انہیں دائیں بائیں جانب سے اپنی دعاؤں کے گھیرے میں لے لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر واپس اپنے اہل وعیال کے پاس جاتے ہیں۔ (التہذیب، ثواب الاعمال)

۵۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نہر فرات سے غسل کرے اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو وہ اس طرح گناہوں سے خالی ہو جائے گا جیسے شکم مادر سے متولد ہوا ہے۔ اگرچہ اس نے گناہان کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔ (فرمایا لوگ) اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جب امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی زیارت کریں تو غسل کریں۔ اور جب الوداع کہنا چاہتے تھے تو پھر غسل نہیں کرتے تھے۔ تو وداع کرتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

(کامل الزیارت)

۶۔ بشیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے بشیر! جب تم میں سے کوئی شخص نہر

فرات سے غسل کرے اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی قبر کی زیارت کے لئے جائے تو اس کے ہر ہر قدم پر جو اٹھاتا ہے۔ اور رکھتا ہے خداوند عالم اسے ایک ایک سو ایسے حج مقبول اور عمرہ مبرورہ اور ایسے غزوہ کا ثواب عطا فرماتا ہے جو کسی نبی مرسل یا امام عادل کے ہمراہ کیا جائے الحدیث۔ (ایضاً)

۷۔ علی بن جعفر ہمانی حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے ارادہ سے گھر سے نکلے۔ اور نہر فرات پر جا کر اس سے غسل کرے تو خدا اسے فلاح پانے والوں میں شمار کرتا ہے۔ اور جو حضرت امام حسین علیہ السلام پر سلام کرتا ہے۔ تو وہ کامیاب لوگوں میں سے لکھا جاتا ہے۔ اور جب اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور آ کر کہتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہارے گناہ معاف کر دئے گئے ہیں۔ تم از سر نو عمل کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ و ۴۹ اور ۵۸ میں) اور اس سے پہلے اغسال مسنونہ (باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۷۷ اور باب ۹۵ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۰

زیارت کے لئے غسل کرنا واجب نہیں ہے اور اگر غسل کے بعد حدث سرزد ہو تو اس کا حکم

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے غسل کرنا واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب کذا فی کامل الزیارات)

۲۔ ابوالیسع بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ جب کہ میں بھی سن رہا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی زیارت کے لئے غسل ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ مع دیگر علماء نے اسے نفی وجوب پر محمول کیا ہے۔

۳۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود یونس بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب تک تم ان (حضرت امام حسین علیہ السلام) کے قریب ہو تو اگر پانی مل سکے تو غسل کرو ورنہ صرف وضو کرو اور پھر (زیارت کے لئے) ان کی بارگاہ میں جاؤ۔ (کامل الزیارت)

۴۔ حسین بن زبرقان طبریؒ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی نے عرض کیا کہ

بسا اوقات حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس غسل کے لئے جاتا ہوں۔ مگر سردی وغیرہ کی وجہ سے شاق گزرتا ہے۔ تو؟ فرمایا: جو شخص نہر فرات میں غسل کرے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو اس کے لئے وہ فضیلت لکھی جاتی ہے جس کا شمار نہیں ہو سکتا اور اگر کبھی غسل نہ کر سکے اور صرف وضو کر کے زیارت کرے تب بھی اس کے لئے وہی ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جس شخص سے غسل کرنے کے بعد کوئی حدث سرزد ہو جائے اس کا حکم اس سے پہلے زیارت البیت (باب ۳ میں) گزر چکا ہے (کہ حدث اکبر میں دوبارہ غسل کرنا پڑتا ہے اور حدث اصغر میں صرف وضو۔) فراجع

باب ۶۱

غسل زیارت کرتے وقت منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب غسل زیارت سے فارغ ہو جاتے تھے تو یہ دعا فرماتے تھے: ﴿اللّٰھم اجعلہ لی نوراً وطھوراً وحرزاً کافیاً من کل داء وسقم ومن کل آفة وعاھة وطھر به قلبی وجوارحی وعظامی ولحمی ودمی وشعری وبشری ومخیّ وعصبی وما اقلّت الارض منّی واجعل لی شاھدا یوم حاجتی وفقری وفاقتی﴾ (التہذیب، کامل الزیارات)

باب ۶۲

حضرت امام حسین علیہ السلام کی منقولہ زیارات سے زیارت کرنا مستحب ہے اور اس کے آداب اور زیارت کے بعد دو رکعت نماز زیارت پڑھنا اور شہداء کی زیارت۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ثویر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور یونس بن ظبیان جو کہ سن و سال میں ہم سے بڑے تھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا جب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ کروں تو کس طرح کروں اور کیا پڑھوں؟ فرمایا جب آپ کے ہاں (کربلا میں) پہنچو تو نہر فرات میں غسل کرو۔ اور پھر اپنے صاف ستھرے کپڑے پہنو۔ اور پاؤں ننگے (آہستہ آہستہ) چلو۔ کیونکہ تم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کے اندر موجود ہو۔ اور اس دوران بکثرت تکبیر، تہلیل، تسبیح

اور تحمید کرتے جاؤ اور سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھتے جاؤ۔ یہاں تک کہ حائر (حسینی ؑ) کے دروازہ پر پہنچو۔ تو وہاں یہ زیارت پڑھو ﴿السلام عليك ياحجة الله وابن حجّته السلام عليكم ياملائكة الله وزوار قبر بن نبي الله ﴾ اس کے بعد دس قدم آگے بڑھو اور پھر کھڑے ہو جاؤ اور تین بار تکبیر کہو۔ پھر آگے بڑھو یہاں تک ان کے چہرہ انور کی طرف سے ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ اور اپنا چہرہ ان کے سامنے کرکے اور پشت بقبلہ ہو کر یہ زیارت پڑھو: ﴿السلام عليك ياحجة الله وابن حجّته السلام عليك ياقتيل الله وابن قتيله، السلام عليك ياثار الله وبن ثاره، السلام عليك ياوتر الله الموتور في السمٰوت والارض، اشهد ان دمك سكن في الخلد، واقشعرت له اظلة العرش "وبكى له جميع الخلائق" وبكة له السّمٰوٰت السبع والارضون السبع ومافيهن ومابينهنّ ومن يتقلب في الجنة والنار ومن خلق ربّنا ومايرى ومالايرى، واشهد انك ثار الله وابن ثار واشهد انك وتر الله الموتور في السمٰوت والارض واشهد انك قدبلّغت ونصحت ووفيت واوفيت وجاهدت في سبيل الله ومضيت للذى كنت عليه شهيدأومستشهدأوشاهدأومشهودأاناعبدالله (عبدك التهذيب) مولاك وفي طاعتك والوافد اليك التمس كمال المنزلة عندالله وثبات القدم في الهجرة (اليك، التهذيب) والسبيل الذى لايختلج دونك من الدخول في كفالتك التى امرت بها من اراد الله بدابكم بكم يبيّن الله الكذب وبكم يباعد الله الزمان لكلب وبكم فتح الله وبكم يختم الله، وبكم يمحو الله مايشاء ويثبت، وبكم يفك الذل، من رقابنا، وبكم يدرك الله ثرة كل مؤمن يطلب بها، وبكم تنبت الارض اشجارها وبكم تخرج الاشجار ثمارها، وبكم ينزل السماء قطرها ورزقها، وبكم يكشف الله الكرب، وبكم ينزل الله الغيث، وبكم تسبح الارض التى تحمل ابدانكم وتستقر جبالها عن مراسيها ارادة الرب في مقادير اموره تهبط اليكم وتصدر بن بيوتكم والصادر عمافضل من احكام عباد، لعنت امة قتلتكم وامة خالفتكم، وامة جحدت ولايتكم، وامه ظاهرت عليكم، وامة شهدت (ولم تنصر كم . الفقيه) ولم تستشهد. الحمد لله الى جعل النار مأواهم وبئس وردالواردين وبئس الوردالمورود والحمد لله رب العالمين وصلى الله عليك ياباعبدالله انا الى الله ممّن خالفك برى ﴾ یہ تین بار کہو۔ پھر اٹھ کر ان کے بیٹے علی (اکبر) کے پاس جاؤ جو کہ ان کے پاؤں کی جانب ہیں۔ اور وہاں یہ زیارت پڑھو ﴿السلام عليك يابن الحسن والحسين

﴿السلام علیک یابن خدیجۃ و فاطمۃ السلام علیک صلی اللہ علیک لعن اللہ من قتلک﴾ یہ تین بار کہو انـا الـی اللہ منہم بـری تین بار پھر وہاں سے اٹھ کر شہداء (کربلاء) کی طرف متوجہ ہو اور کہو ﴿السلام علیکم﴾ تین بار ﴿فزتم واللہ فلیت انی معکم فافوز فوزاً عظیماً﴾ پھر اس طرح چکر لگاؤ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر تمہارے سامنے ہو۔ اور وہاں چھ رکعت نماز (تین سلاموں کے ساتھ) پڑھو۔ پس اب تمہاری زیارت مکمل ہے۔ اگر چاہو تو واپس جا سکتے ہو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، کامل الزیارت)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ زیارت منقولہ بہت ہیں طوالت کے خوف کے پیش نظر میں نے انہیں یہاں نقل نہیں کیا۔

باب ۶۳

دور اور نزدیک سے ہر روز حضرت امام حسین علیہ السلام پر سلام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن ثور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور وہ (یونس) ہم سب سے بڑے تھے انہوں نے خدمت امام میں عرض کیا۔ میں بسا اوقات حضرت امام حسین علیہ السلام کو یاد کرتا ہوں تو (جب ان کی یاد آئے تو) کیا کہوں؟ فرمایا: تین بار کہو ﴿صلی اللہ علیک یا اباعبداللہ﴾ کیونکہ نزدیک سے سلام کیا جائے یا دور سے بہرحال وہ ان تک پہنچ جاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، کامل الزیارت)

۲۔ حنان بن سدیر اپنے والد (سدیر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے سدیر! آیا تو ہر روز حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! نہیں! فرمایا تم کس قدر جفاکار ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا کے گرد آلود پراگندہ مو کئی لاکھ فرشتے حضرت امام حسین علیہ السلام پر رو رہے ہیں۔ اور انکی زیارت کر رہے ہیں جو تھکتے نہیں ہیں۔ اے سدیر تمہارا کیا بگڑ جائے گا اگر تم ہر جمعہ میں (یعنی ہفتہ میں) پانچ مرتبہ یا ہر دن ایک بار ان کی زیارت کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے اور ان کے درمیان کئی فرسخ کی مسافت ہے؟ فرمایا: اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جا۔ پھر دائیں بائیں دیکھ کر اپنا سر آسمان کی طرف بلند کر اور قبر (مقدس) کی طرف رخ کر کے کہہ ﴿السلام علیک یا اباعبداللہ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ﴾ ایسا کرنے سے تمہارے لئے ایک زیارت کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور ایک زیارت حج وعمرہ کے برابر ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، کامل الزیارت)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علقمہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان کے سامنے عاشوراء کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ثواب بیان فرمایا۔ جس پر علقمہ نے عرض کیا۔ جو شخص دور دراز کے شہروں میں ہو اور اس کے لئے اس دن کربلا پہنچنا ممکن نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس صورت میں وہ کسی صحراء میں چلا جائے یا کسی بلند چھت پر چڑھ جائے۔ اور ان کی طرف متوجہ ہو کر سلام کرے اور ان کے قاتلوں پر نفرین کرنے کی کوشش کرے۔ اسکے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اور یہ سب زوال سے پہلے دن کے اوائل میں کرے۔ بعد ازآں ایک طویل زیارت بیان کی ہے۔ (جو زیارت عاشوراء کے نام سے مشہور ہے)۔ پھر فرمایا: اگر ہو سکے تو اپنے گھر (کی چھت پر جاکر) ہر روز یہ زیارت پڑھے۔ تو ایسا کر (مصباح المتہجد، کامل الزیارت)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶۴

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی محبت اور امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت سے متاثر ہو کر اور ان کے اشتیاق میں قربۃً الی اللہ ان کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود جویر سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ امام حسین علیہ السلام کے زوار کہاں ہیں؟ اس وقت لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا۔ وہ ان سے کہے گا کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے تمہارا مقصد کیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علیؑ (مرتضیٰ)، فاطمہؑ (زہراء) سے محبت اور آپ کی مظلومیت سے متاثر ہو کر کی تھی۔ وہ ان سے کہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ موجود ہیں پس ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ پس ان کے درجہ میں ان کے ہمراہ رہو۔ اور جناب رسول خداؐ کے جھنڈے کے تلے اکٹھے ہو جاؤ۔ جو کہ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگا پس وہ سب جنت میں داخل ہوتے وقت تک اس کے زیر سایہ رہیں گے۔ (کامل الزیارات)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ جنت میں سکونت اختیار کرے اور اس کی جائے پناہ جنت ہو تو وہ مظلوم کی زیارت ترک نہ کرے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ مظلوم کون ہے؟

فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام پس جو شخص ان کے شوق زیارت اور حضرت رسول خداؐ، جناب فاطمہ (الزہراء) اور جناب امیرؑ کی محبت میں ان کی زیارت کے لئے جائے۔ تو خداوند عالم اسے جنت کے دسترخوانوں پر بٹھائے گا۔ اور ان بزرگواروں کے ہمراہ (جنت) کے کھانے کھائے گا جبکہ ہنوز لوگ حساب و کتاب میں مصروف ہوں گے۔ (ایضاً)

۳۔ فضیل بن عثمان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا خداوند عالم جس بندہ کی بھلائی چاہتا ہے۔ تو اس کے دل میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکی زیارت کی محبت ڈال دیتا ہے۔ اور خدا جس کی برائی چاہتا ہے۔ تو اس کے دل میں حسینؑ اور انکی زیارت کا بغض ڈال دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جو شخص بوجہ اشتیاق حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مبارک) کی زیارت کے لئے آئے تو خدوند عالم بروز قیامت اسے امن والے لوگوں سے قرار دیتا ہے اور اس کا نامہ اعمال اسکے دائیں ہاتھ میں دیتا ہے۔ اور وہ اس دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں انکے درجہ میں داخل ہوگا۔ ان اللّٰہ سمیع علیم (ایضاً)

۵۔ ذریح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا بخدا۔ خداوند عالم ملائکہ مقربین اور حاملین عرش حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائروں پر فخر و مباہات کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ لوگ کس طرح ان (امام حسینؑ) اور فاطمہ (زہراؑ) کی خوشنودی کے اشتیاق میں آئے ہیں مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ان کے لئے اپنی کرامت واجب قرار دونگا۔ اور ان سے محبت کرونگا۔ الحدیث (ایضاً)

۶۔ قدامہ بن مالک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص نہ تکبر و بڑائی کے لئے اور نہ ریا و سمعہ کے لئے بلکہ محض قربۃ الی اللہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو اسکے گناہ اس طرح محو کر دئے جاتے ہیں جس طرح کپڑے کو پانی میں ڈال کر نچوڑا جائے۔ اور اس پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہتا۔ اور اس کے ہر ہر قدم رکھنے پر حج اور اٹھانے پر عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ہارون بن خارجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پوچھا کہ جو شخص خدا کی خوشنودی اور آخرت کے حصول کی خاطر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے؟ فرمایا: اے ہارون جو اس ارادے سے امام حسین علیہ السلام کی قبر پر جائے تو خدا اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ابن مسکان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ

جو شخص محض خوشنودی خدا کی خاطر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے خدا اس کو اس طرح گناہوں سے باہر نکالتا ہے جس طرح کوئی ماں اپنے بچے کو (پاک صاف) جنم دیتی ہے۔ اور اسے ندا دیتا ہے کہ تو خوشگوار ہے اور جس کی زیارت کی ہے وہ بھی خوشگوار ہے۔ اور اسکے اہل وعیال کی حفاظت کی جاتی ہے (ایضاً)

۹۔ حذیفہ بن منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص محض خدا کی خاطر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے تو خدا اسے آتش دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور قیامت کے فزع اکبر سے محفوظ فرما دیتا ہے۔ اور دنیا وآخرت کی جو حاجت خدا سے طلب کرتا ہے وہ اسے عطا کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۵

دوسرے تمام اعمال (حسنہ) پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ" باسناد خود ابو خدیجہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی زیارت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: وہ سب اعمال سے افضل ہے۔ (کامل الزیارات)

۲۔ ابان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے نزدیک تمام اعمال سے زیادہ پسندیدہ عمل حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی زیارت ہے اور تمام اعمال سے افضل مؤمن کے دل میں سرور داخل کرنا ہے اور بندہ اپنے تمام حالات میں سب سے زیادہ اس وقت خدا کے قریب ہوتا ہے۔ جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں[۱]

۱۔ کتاب المزار کے باب اول سے لیکر پینسٹھ باب تک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اور دوسرے ائمہ طاہرین کی زیارات کے بالعموم اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام الاف التحیہ وثنا کی زیارت کے بالخصوص جو جو فضائل اور جو جو ثوابہائے بے حساب بیان کئے گئے ہیں قطع نظر ہر ہر حدیث کی سندی اور دلالتی حیثیت وکیفیت کے مجموعی طور پر وہ بالکل صحیح اور درست ہیں۔ بلکہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں مگر قابل غور بات صرف یہ ہے کہ یہ سب کچھ بلا کسی شرط وشروط کے ہیں۔ یا ہر عمل کی طرح اسکے بھی کچھ مخصوص شرائط ہیں؟ ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کی روایتوں کو انکے عموم واطلاق پر باقی رکھا جائے تو شریعت مقدسہ کا مقدس حلیہ ہی بگڑ جائے گا۔ مثلاً فریقین کی کئی روایات میں وارد ہوا ہے کہ ﴿من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ﴾ جو شخص بھی کہہ دے کہ لا الہ الا اللہ وہ ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا۔ تو کوئی صاحب علم وعقل یہ باور کر سکتا ہے

﴿بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۷۸ پر ملاحظہ کیجئے﴾

باب ۶۶

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور اہل بیتؑ کے مصائب پر گریہ و بکا کرنا بالخصوص عاشوراء کے دن اسے مصیبت و ملال کا دن قرار دینا مستحب ہے، اور اسے متبرک جاننا حرام ہے۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن سے میں دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد برقی باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جس کے پاس ہمارا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھوں سے پرِ مگس کے برابر آنسو نکل آئے تو خدا اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (المحاسن للبرقی، کامل الزیارات)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود بکر بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فضیل سے فرمایا: ﴿تجلسون و تتحدثون﴾ کیا تم آپس میں مل بیٹھ کر حدیثیں بیان کرتے ہو؟ فضیل نے عرض کیا۔ ہاں! فرمایا میں ایسی مجالس و محافل کو دوست رکھتا ہوں۔ پس اس طرح تم ہماری شریعت کو زندہ رکھو۔ خدا اس بندہ پر رحم کرے۔ جو ہماری شریعت کو زندہ رکھے اے فضیل! جس شخص کے پاس ہمارا ذکر

♦بقیہ حاشیہ از صفحہ نمبر ۲۷۷♦

کہ کلمہ توحید پڑھنے کے بعد "محمد رسول اللہ" پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟ یا کسی واجب امر پر عمل کرنا یا کسی حرام سے اجتناب کرنا لازم نہیں ہے؟ حاشا و کلا۔ بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے آزادی ختم ہو جاتی ہے۔ اور پابندی شروع بقول شاعر۔ چوں میگویم مسلمانم بلرزم۔ کہ دانم مشکلات لا الہ را۔ اسی طرح محبت اہل بیتؑ بالخصوص جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت حقہ کے اقرار کی جو بے شمار فضیلت وارد ہوئی ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ کہ زبانی دعوائے محبت اہل بیتؑ سے آدمی مرفوع القلم ہو جاتا ہے۔ اور اس سے احکام شریعت کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ ارباب دانش و بینش جانتے ہیں کہ اقرار ولایت اہل بیتؑ سے ان پابندیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے بلکہ واجبات کی ادائیگی اور محرمات سے اجتناب کئے بغیر گوہر یگانہ حاصل ہی نہیں ہوتا (قال الامام الباقر -) لاتنال ولایتنا الابالورع والعمل (الاصول و الکافی) اسی طرح ان ذوات مقدسہ کی زیارت اور ان پر گریہ بکاء کرنے کی جو بے پایاں ثواب مروی ہیں وہ بھی چند مخصوص شروط کے ساتھ مشروط ہیں۔ اگر ان کو مدنظر رکھا گیا تو خیر ورنہ سب کچھ اکارت ہو جائے گا۔ (خدا نکند) وہ شرائط کیا ہیں؟ انکا تذکرہ انہی حدیثوں کے اندر موجود ہیں۔ ہم بڑے اختصار کے ساتھ ان کا ایک خاکہ حوالوں کے ساتھ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ **معرفت امام**:۔ متعدد حدیثوں میں بار بار اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ یہ شرف اور ثواب تب حاصل ہوگا کہ زیارت کرنے والا اور گریہ و بکا کرنے والا اسکے حق کی معرفت رکھتا ہو۔ یعنی انکی امامت حقہ کی اور ان کے مقصد شہادت کی معرفت رکھتا ہو کہ انہوں نے مصائب آلام کے کوہ ہائے گراں کیوں اپنے سر پر اٹھائے تھے۔ ورنہ اسکے بغیر سب کچھ بے کار متصور ہوگا۔ (جیسا کہ یہ حقیقت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ ہر عمل کی روح خلوص نیت ہے (اعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین) اسکے بغیر کوئی بھی عمل بدن بے روح اور پھول بے خوشبو ہے چنانچہ محض رضائے خدا اور خوشنودی محمد و آل محمد علیہم السلام اُخروی اجر و ثواب کے حصول کے لئے قربۃ الی اللہ یہ کام انجام دیا جائے۔ ♦بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۷۹ پر ملاحظہ کیجئے♦

کیا جائے اور اس کی آنکھوں سے (تاخر حدیث اول) (قرب الاسناد ثواب الاعمال تفسیر قمی)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے جو مؤمن حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی وجہ سے اشکبار ہو جائے یہاں تک کہ آنسو اسکے رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدوند عالم اس کو (جنت کے) بلند و بالا غرفوں میں ٹھہرائے گا۔ جن میں صدیوں تک رہے گا۔ اور جو مؤمن ان مصائب کو یاد کر کے جو دشمن کی طرف سے ہم پر وارد ہوئے روپڑے یہاں تک کہ آنسو اس کے رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدا اسے سچی جائے پناہ (جنت الفردوس) میں جگہ دیگا اور جس مؤمن کو ہماری محبت کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچے اور وہ روپڑے یہاں تک کہ آنسو اسکے رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدا اس کی اذیت کو دور کرے گا اور اسے قیامت کے دن اپنی ناراضی اور جہنم سے امن و امان عطا فرمائے گا۔ (ثواب الاعمال، تفسیر قمی، کامل الزیارات)

۴۔ علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے والد (حسن) سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص ہمارے مصائب کو یاد کر کے روئے اور رلائے اس کی آنکھ اس دن نہیں روئے گی جس دن آنکھیں روتی ہونگی اور جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں ہماری شریعت کو زندہ کیا جاتا ہو تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس

بقیہ حاشیہ از صفحہ نمبر ۲۷۸

۲۔ **اتباع و اقتداء**:۔ (جیسا کہ ہر صاحب عقل سلیم جانتا ہے کہ حقیقی محبت وارادت اتباع واقتداء کا تقاضا کرتی ہے لہذا ضروری ہے کہ محبت و عقیدت اہل بیت کا دعویدار ان کا پیروکار بھی ہو۔ چنانچہ زیارت اور گریہ وبکا کا ثواب بے پایاں بھی تب ملے گا۔ جب زائر ان کے مقصد شہادت پر عمل کرتے ہوئے انکی اتباع کرے گا۔ چنانچہ خود ان ہی حدیثوں میں سے کئی حدیثوں میں وارد ہے کہ ثواب تب ملے گا۔ جب زائر امام کی اقتداء کرے گا۔

۳۔ **واجبی حج کی ادائیگی**:۔ جیسا کہ یہ جو متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے قدم قدم پر حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ تو اس سے یہ غلط فہمی نہیں پیدا ہونی چاہیے کہ پھر حج کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ثواب اس صورت میں ملے گا کہ جب زائر پر بوجہ عدم استطاعت حج وعمرہ واجب نہ ہو یا اگر واجب ہو تو وہ اسے ادا کر چکا ہو جیسا کہ انہی حدیثوں میں سے کئی حدیثوں کے اندر اس بات کی وضاحت موجود ہے۔ ورنہ واجبی حج کو ترک کر کے مستحبی زیارت کرنے والا ایسا متصور ہوگا جیسے کوئی نماز پنجگانہ ترک کر کے نوافل ادا کرے۔ ماہ رمضان کا واجب روزہ ترک کر کے رجب وشعبان کے مستحبی روزے رکھے۔

۴۔ **خلوص نیت**:۔ یہ شرط سب سے زیادہ اہم ہے کہ زیارت ہو یا گریہ وبکا یا کوئی اور عمل خیر۔ اس کی روح رواں خلوص نیت ہے (کما قال اللہ۔ اعبد اللہ والمخلصین له الدين) کہ دین کو اللہ سبحانہ کے لئے خالص کرتے ہوئے یعنی خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ (انما الاعمال بالنیات) فتدبروا تشکرا ان فی ذالك لایات یقوم یعقلون)

(احقر مترجم عفی عنہ)

دن دل مرجائیں گے۔ الحدیث (امالی، عیون الاخبار)

۵۔ ریان بن شبیب (شاکری) ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے فرزند شبیب! اگر کسی چیز پر رونا چاہتے ہو تو حضرت امام حسین علیہ السلام پر روؤ۔ کیونکہ وہ اس طرح ذبح کئے گئے تھے جس طرح مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے۔ اور ان کے ہمراہ ان کے اہل بیتؑ میں سے ایسے اٹھارہ حضرات شہید کئے گئے۔ جن کی تمام روئے زمین پر کوئی شبیہ نہ تھی۔ اور ان کی شہادت پر سات آسمان اور سات زمینیں روئیں۔ اے فرزند شبیب! اگر تم حضرت امام حسین علیہ السلام پر اتنا روؤ کہ آنسو تمھارے رخساروں پر جاری ہو جائیں۔ تو خدا تمہارے صغیرہ، کبیرہ، تھوڑے، اور زیادہ تمام گناہ معاف کردے گا۔ اے فرزند شبیب! اگر تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ تمہارے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو۔ تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔ اے فرزند شبیب! اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بلند و بالا غرفوں میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اہلبیت علیہم السلام کے ہمراہ قیام کرو تو امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کرو۔ اور اگر تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تمہیں وہی اجر و ثواب ملے جو حضرت امام علیہ السلام کے ہمراہ شہید ہونے والوں کو ملے گا تو جب بھی امامؑ کی یاد آئے تو کہو۔ ﴿ یالیتنی کنت معکم فافوز فوزاً عظیماً ﴾ اے فرزند شبیب! اگر یہ بات تمہارے لئے خوش آئند ہے کہ جنت کے بلند و بالا درجات میں ہمارے ہمراہ رہو۔ تو ہمارے حزن و ملال میں غمناک اور ہماری خوشی میں فرحناک و خوش رہو۔ اور (ہر حال میں) ہماری ولایت کا (دامن) مضبوطی سے پکڑو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص (دنیا میں) کسی پتھر سے بھی محبت کرتا ہوگا تو خداوند عالم قیامت کے دن اسے اسی کے ساتھ محشور کرے گا۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن فضل (فضیل) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ فرزند رسولؐ! کیا وجہ ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال پر ملال ہوا۔ وہ دن جس دن حضرت فاطمہ علیہا السلام کی وفات حسرت آیات ہوئی وہ دن کہ جب حضرت امیر علیہ السلام شہید ہوئے وہ دن جس دن حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سم جفا سے شہید ہوئے حزن و ملال کا دن قرار نہ پایا مگر روز عاشورہ والا دن جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے وہ دن حزن و ملال اور مصیبت و بکاء کا دن قرار پایا؟ فرمایا: اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن ان تمام دنوں سے بڑھ کر مصیبت کا دن ہے۔ اور اس کی علت یہ ہے کہ وہ اصحاب کساء جو خدا کی نگاہ قدرت میں تمام مخلوق سے بڑھ کر مکرم و محترم تھے وہ پانچ تھے۔ پس جب جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو چار بزرگوار حضرت امیرؑ و خاتون قیامتؑ حسنؑ اور حسینؑ موجود تھے۔ اس لئے لوگوں کے لئے تعزیت و تسلیت کا سامان موجود تھا۔ جب جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کا انتقال پر ملال ہوا۔ تو لوگوں کی تعزیت کے لئے جناب امیر و حسن

و حسین علیہم السلام موجود تھے اور جناب امیر علیہ السلام دنیا سے روپوش ہوئے۔ تو لوگوں کی تسلی کے لئے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام موجود تھے۔ اور جب جناب امام حسن علیہ السلام اٹھے تو لوگوں کی تعزیت وتسلیت کے لئے (پنجتن پاک کی آخری یاد گار) جناب امام حسین علیہ السلام موجود تھے۔ مگر جب ان کی شہادت ہوئی تو اب تمام اصحاب کساء کا خاتمہ ہوگیا۔ اور لوگوں کی تعزیت وتسلیت کے لئے کوئی باقی نہ رہا۔ لہذا ان کا دنیا سے جانا ایسا تھا جیسے آج سب دنیا سے گئے ہوں جبکہ ان کا باقی رہنا ایسا تھا جیسے سب موجود ہوں۔ اس لئے اس کی شہادت کا دن تمام ایام سے زیادہ سخت حزن و ملال اور مصیبت وبکا کا دن ہے۔ الحدیث (علل الشرائع)

۷ علی بن حسن بن فضال اپنے باپ (حسن) سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عاشورہ کے دن اپنے دنیوی کاروبار کی کوشش نہ کرے خدا اس کی دنیا وآخرت کی حاجتیں برلائے گا۔ اور روز عاشورہ جس شخص کے لئے حزن وملال اور گریہ وبکا کا دن ہوگا۔ تو خداوند عالم قیامت کے دن کو اس کی فرحت وانبساط کا دن قرار دے گا ۔ اور جنت میں ہماری وجہ سے خدا اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔ اور جو شخص عاشوراء کے دن کو خیر وبرکت کا دن قرار دیگا اور اس دن اپنے مال کا ذخیرہ کریگا تو خدا اسے اس میں برکت نہیں دیگا اور روز قیامت خدا اسے یزید عبیداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد لعنہم اللہ کے ساتھ جہنم کے نچلے طبقہ میں محشور کرے گا۔

(علل الشرائع، امالی عیون الاخبار رضا)

۸۔ ابراہیم بن ابو محمود حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام جیسے (مظلوم) پر رونے والوں کو رونا چاہئے۔ کیونکہ ان پر رونا بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ پھر فرمایا: جب محرم کا مہینہ داخل ہوتا تھا۔ تو میرے والد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) ہنستے ہوئے نہیں دیکھے جاتے تھے۔ اور روز بروز ان پر حزن وملال کا غلبہ ہوتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب عاشورا کا دن ہوتا تو یہ دن تو ان کے حزن وملال اور گریہ وبکا کا دن ہوتا تھا۔ وہ روتے بھی تھے اور فرماتے بھی تھے کہ یہ وہ دن ہے جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کئے گئے تھے۔ (علل الشرائع)

۹۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عاشوراء محرم کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت وارد ہوئی ہے کہ اس دن لذائذ سے اجتناب کیا جائے اور حزن وملال منایا جائے۔ اور زوال تک کھانے پینے سے اجتناب کیا جائے۔ اور اس کے بعد سادہ غذا پر فاقہ شکنی کی جائے جس طرح مصیبت زدہ لوگ کرتے ہیں نہ کہ لذیذ طعام اور مشروبات سے۔ (مسار الشیعہ)

۱۰۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے

کہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: تم میرے جد مظلوم حسین علیہ السلام سے کتنے فاصلہ پر ہو؟ عرض کیا قریب ہوں فرمایا: کس قدر وہاں جاتے ہو؟ عرض کیا۔ بہت جاتا ہوں۔ فرمایا: یہ وہ خون (ناحق) ہے جس کا مطالبہ خود خدا کریگا پھر فرمایا: ہر قسم کی جزع وفزع ناپسندیدہ ہے۔ سوائے اس جزع و فزع کے جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر کی جائے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۱۔ محمد بن ابوعمارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں۔ ہمارے اس خون کی وجہ سے جو بہایا گیا، یا ہمارے اس حق کی وجہ سے جسے دبایا گیا یا ہماری یا ہمارے کسی شیعہ کی عزت کی وجہ سے جس کی ہتک کی گئی۔ تو اس کی وجہ سے خداوند عالم صدیوں تک اسے جنت میں جگہ عنایت فرمائے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ثویر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی۔ تو ان پر سات آسمان اور سات زمینیں روئیں اور جو کچھ ان کے اندر ہے یا ان کے درمیان ہے۔ اور جو کچھ جنت ونار کے اندر ہے اور جو کچھ خدا نے خلق کیا ہے اور جو کچھ نظر آتا ہے یا نظر نہیں آتا۔ سب آپ کے غم میں روئے سوائے تین چیزوں کے جو نہیں روئیں! میں نے عرض کیا کہ وہ تین چیزیں کونسی ہیں؟ فرمایا بصرہ، دمشق اور آل عثمان علیہم لعنۃ اللہ۔ (الفروع)

۱۳۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود حسن بن علی بن ابوحمزہ سے اور وہ اپنے باپ (علی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے۔ کہ رونا دھونا اور جزع وفزع کرنا ناپسندیدہ ہے سوائے اس رونے دھونے اور جزع وفزع کے جو حسینؑ بن علیؑ پر کی جائے کہ اس کا اسے اجر وثواب ملے گا۔ (کامل الزیارت)

۱۴۔ ابوہارون مکفوف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے روبرو حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھوں سے مکھی کے پر کے برابر آنسو نکل آئے تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ لازم ہے اور وہ جنت سے کم تر چیز پر راضی نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۱۵۔ مسمع بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں مجھ سے فرمایا: آیا کبھی تم ان مظالم کو بھی یاد کرتے ہو جو حضرت امام حسین علیہ السلام پر ڈھائے گئے؟ عرض کیا۔ ہاں! فرمایا ان پر جزع بھی کرتے ہو؟ عرض کیا۔ ہاں بخدا! میں تو اشکبار بھی ہو جاتا ہوں۔ یہاں تک کہ میرے گھر والے اس کا اثر دیکھتے ہیں اور پھر میں کھانے سے بھی باز رہتا ہوں یہاں تک کہ اس کے آثار میرے چہرے سے آشکار ہو جاتے

ہیں۔ امام نے فرمایا خدا تیرے ان آنسوؤں پر رحم فرمائے۔ آگاہ باشید! کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جو ہمارے لئے جزع وفزع کرتے ہیں۔ اور ہماری خوشی میں خوش اور ہمارے غم میں غمناک ہوتے ہیں تم اپنی موت کے وقت ہمارے آباء واجداد کی زیارت کروگے۔ اور وہ ملک الموت کو تمہارے بارے میں وصیت کرینگے۔ اور تمہیں جو خوشخبری دینگے وہ افضل ہے۔ اور ملک الموت تم سے اس سے بھی زیادہ شفقت کرینگے جو ایک مہربان اور شفیق ماں اپنی اولاد پر کرتی ہے۔ فرمایا: جو شخص ہمارے مصائب پر ترس کھا کر روئے تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے سے پہلے خدا اس پر رحم کرتا ہے۔ اور جب اس کے آنسو اس کے رخساروں پہ بہہ نکلیں تو اگر ان کا ایک قطرہ جہنم میں گر جائے تو اس کی حرارت کو بجھا دے یہاں تک کہ اس کی گرمی ختم ہو جائے۔ یہاں بڑی طویل حدیث مذکور ہے جس میں ثواب جزیل مذکور ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو آنکھ ہم پر اشکبار ہوگی وہ کوثر (وتسنیم) کو دیکھنے اور اس سے پینے سے ہمارے دوسرے دوستوں کے ساتھ منعم ومتلذذ ہوگی۔ (ایضاً)

۱۶۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ وہ رونے والے کو دیکھتے ہیں۔ اور اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے باپ (حضرت امیر علیہ السلام) سے بھی اس کے لئے طلب مغفرت کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ اے رونے والے! اگر تجھے معلوم ہوتا کہ خداوند عالم نے تیرے لئے کیا اجر وثواب مہیا کر رکھا ہے۔ تو تو غمناک ہونے سے بڑھ کر فرحناک ہوتا۔ (فرمایا) امام علیہ السلام اس کے ہر گناہ ولغزش کے لئے (خدا سے) مغفرت طلب کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۷۔ فضیل اور فضالہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے سامنے ہمارا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئیں خدا اس کے چہرہ کو جہنم پر حرام قرار دے دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علقمہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی دور ونزدیک سے زیارت کرنے والی حدیث کے ضمن میں فرمایا: پھر حضرت امام حسین علیہ السلام پر بلند آواز میں ندبہ وگریہ کرے اور اپنے گھر والوں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دے۔ اس طرح گھر میں مصیبت قائم کریں اور ایک دوسرے کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر پرسہ دیں۔ فرمایا: جب وہ ایسا کرینگے تو میں ان کے لئے ضامن ہوں کہ خداوند عالم انہیں دو ہزار حج دو ہزار عمرہ اور دو ہزار غزوہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ اس کے ضامن ہیں؟ فرمایا۔ ہاں میں ضامن ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم ایک دوسرے کو کس طرح پرسہ دیں؟ فرمایا کہو (عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین وجعلنا وایاکم من الطالبین بثارہ مع

ولیہ الامام المھدی من آل محمد ﴾ فرمایا اگر ایسا کر سکو کہ اس دن اپنے کسی کام کے لئے باہر نہ نکلو۔ تو ایسا کرو۔ کیونکہ یہ منحوس دن ہے جس میں کسی مؤمن کی حاجت برآوری نہیں ہوتی۔ اور اگر پوری ہو بھی جائے تو اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ اور تم میں سے کوئی شخص اس دن اپنے گھر میں کوئی چیز ذخیرہ نہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور نہ گھر والوں میں برکت ہوگی۔ پس جب وہ ایسا کریں گے تو خداوند عالم ان کے لئے ایک ہزار حج، ایک ہزار عمرہ، اور ایک ہزار ایسے غزوہ کا ثواب لکھے گا۔ جو حضرت رسول خدا ﷺ کے ہمراہ کئے ہوں۔ اور اسے ہر اس نبی، رسول، صدیق، اور شہید کے ثواب کے برابر دے گا جو ابتدائے آفرینش کائنات سے صبح قیامت کے طلوع ہونے تک پیدا ہونگے۔ ثواب عطا فرمائے گا الحدیث۔ (مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ از دفن میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰۴ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس سلسلہ میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو باب المزار وغیرہ میں مذکور ہیں

باب ۶۷

اس حرم کی حد جس کی خاک سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن عباس مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کا حرم چاروں طرف سے پانچ فرسخ تک ہے۔ (التہذیب، وکامل الزیارات، کذا فی الفقیہ)

۲۔ محمد بن اسماعیل بصری بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کا حرم چاروں طرف ایک فرسخ ایک فرسخ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن عمر سراج بعض اصحاب سے اور وہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کی تربت قبر مقدس سے ستر ہاتھ تک اٹھائی جائے۔ (التہذیب، الفروع، کامل الزیارات)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کے مقام کا احترام معروف ہے۔ پس جو شخص اسے پہچان کر وہاں پناہ لے گا۔ اسے پناہ دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اس مقام کی کیفیت بیان فرمائیں فرمایا: قبر سے پچیس ہاتھ سرہانے کی جانب اور پچیس ہاتھ تک پاؤں کی جانب اور ان کی قبر کی جگہ تو ان کے دفن سے لیکر (آج تک) جنت کے باغوں میں سے ایک ہے اور اس جگہ سے امام کے زائروں کے اعمال آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں اور آسمان

وزمین میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں۔ مگر یہ کہ وہ خدا سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ (جو انہیں مل جاتی ہے) پس ایک گروہ اتر رہا ہے تو دوسرا گروہ اوپر جا رہا ہے۔ (التہذیب، کامل الزیارات)

۵۔ حضرت شیخ کلینیؒ اور جناب ابن قولویہ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ مگر اس میں چاروں جانب سے پچیس پچیس ہاتھ مذکور ہے (الفروع، الکامل)

۶۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر بیس ہاتھ + بیس ہاتھ تک جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حجّال کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا تربت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک سے دس میل تک ہے (التہذیب)

۸۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی خاک اگر ایک میل تک حاصل کی جائے تو اس میں شفاء ہے۔ (کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ السلام نے اس حد بندی کے اختلاف کو فضیلت کے اختلاف پر محمول کیا ہے۔ پس جس قدر قبر اطہر کے زیادہ قریب ہوگی اس کی فضیلت و برکت زیادہ ہوگی اور جس قدر دور ہوگی اس کی فضیلت اور برکت کم ہوگی۔

باب ۶۸

کربلا (معلّٰی) سے برکت حاصل کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی فضیلت والی حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر میں تمہیں آنجناب کی زیارت کی مکمل فضیلت بتادوں تو تم حج کرنا بالکل ترک کردو۔ اور کوئی شخص حج نہ کرے۔ جب تمہیں یہ معلوم ہوگا۔ کہ خداوند عالم نے مکہ کو حرم بنانے سے پہلے کربلا کو حرم اور جائے امن قرار دیا ہے تو تمہارا کیا حال ہوگا۔ ابن ابی یعفور نے عرض کیا۔ خدا نے لوگوں پر حج بیت اللہ کو فرض قرار دیا ہے۔ مگر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا تو کوئی ذکر نہیں کیا۔ فرمایا یہ بات تو اسی طرح ہے۔ مگر تم نے حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ (اگر دین میں قیاس جائز ہوتا تو) پاؤں کا اندرونی حصہ بہ نسبت اسکے ظاہری حصہ کے مسح کرنے کا زیادہ حقدار تھا۔ لیکن خدا نے اسی

طرح بندوں پر فرض کیا (جس طرح کیا جاتا ہے) اور کیا تم نہیں چاہتے کہ اگر (حج کا) احرام حرم کے اندر باندھا جاتا تو افضل ہوتا۔ مگر خدا نے اسے حرم کے باہر قرار دیا (کامل الزیارات)

۲۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ایک بار) زمین کعبہ نے فخر کرتے ہوئے کہا میری مانند کون ہے؟ جس کی پشت پر خدا کا گھر بنایا گیا ہے۔ ہر طرف لوگ میرے پاس کھینچے چلے آتے ہیں۔ اور مجھے خدا کا حرم اور جائے امن قرار دیا گیا ہے۔ اس پر خدا نے اسے وحی کی رک جا اور (اپنی جگہ) قرار پکڑ تجھے جو فضیلت حاصل ہے اسے اس فضیلت کے بالمقابل جو زمین کربلا کو دی گئی ہے وہ نسبت ہے جو سوئی کے اس قطرہ کو سمندر کے پانی سے ہے جو اس میں ڈبونے سے اس پر رہ جائے۔ اگر خاک کربلا نہ ہوتی تو میں تجھے یہ فضیلت نہ دیتا اور اگر وہ ہستی نہ ہوتی جو کربلا میں دفن ہے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔ اور نہ اس (کعبہ) کو پیدا کرتا جس پر تو فخر کر رہی ہے۔ پس اپنی جگہ قرار پکڑ اور زمین کربلا کے سامنے تکبر نہ کر بلکہ اپنے عجز و نیاز اور اپنی تواضع و انکساری کا اظہار کر۔ (ایضاً)

۳۔ ابوالجارود حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: خداوند عالم نے مکہ کو حرم اور جائے امن بنانے سے چوبیس ہزار سال پہلے زمین کربلا کو حرم (اور جائے امن) قرار دیا اور یہ زمین اہل جنت کے لئے اس طرح چمکتی ہے جس طرح روشن ستارہ چمکتا ہے) (ایضاً)

۴۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدوندعالم نے بعض زمینوں اور بعض پانیوں کو دوسری بعض زمینوں اور پانیوں پر فضیلت دی ہے۔ پس ان میں سے بعض نے فخر کیا اور بعض نے بغاوت کی اور ان میں سے ہر زمین اور پانی کو تواضع و فروتنی کے ترک کرنے کی وجہ سے سزا دی۔ یہاں تک کہ کعبہ پر مشرکوں کو مسلط کیا۔ اور آب زمزم پر نمکین پانی بھیجا جس نے اسکے پانی کا ذائقہ خراب کر دیا۔ لیکن زمین کربلا اور اس کا پانی یہ پہلی زمین اور پہلا پانی ہے جس نے خدا کی تقدیس کی اور خدا نے اس میں برکت ودیعت کی۔ اور اس سے کہا خدا نے تجھے جو فضیلت دی اس کے بارے میں کچھ کہہ۔ چنانچہ زمین کربلا بولی۔ میں خدا کی مقدس اور مبارک زمین ہوں جس کی خاک اور پانی میں برکت ہے۔ مگر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ بلکہ جس نے مجھے یہ شرف بخشا ہے میں اس کے سامنے سرنگوں اور ذلیل ہوں۔ اور کسی پر فخر نہیں کرتی۔ بلکہ خدا کی شکر گزار ہوں۔ تب خدا نے اس کی تواضع و فروتنی کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے ساتھ اسکے شرف میں اور اضافہ کیا۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص خدا کی خاطر تواضع کرتا ہے۔ خدا اسے بلند کرتا ہے۔ اور جو تکبر کرتا ہے۔ خدا اسے پست کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود عمر بن ثابت سے اور وہ اپنے باپ (ثابت) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ خداوند عالم نے کعبہ کی خلقت سے چوبیس ہزار سال پہلے زمین کربلا کو خلق فرمایا۔ اور اسے مقدس و مبارک قرار دیا پس وہ خلقت خلق سے پہلے مقدس و مبارک ہے اور ہمیشہ اسی طرح رہے گی۔ اور خدا نے اسے جنت کی زمینوں سے افضل قرار دیا (التہذیب، کامل الزیارات)

۶۔ محمد بن سنان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک بار حضرت امیر علیہ السلام کچھ لوگوں کے ساتھ چلتے چلتے جب اس جگہ پہنچے جہاں سے کربلا ایک یا دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ تو آپ لوگوں سے آگے بڑھے اور جب شہداء کی شہادت گاہ کے قریب پہنچے تو فرمایا یہاں ایک (اتنی بڑی) قبر ہے جس میں دو سو نبی دو سو وصی اور سید الشہداءؑ کے دو سو اسباط اپنے تمام اتباع سمیت مدفون ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے خچر پر رکابوں سے پاؤں نکال کر وہاں چکر لگایا۔ جبکہ یہ فرما رہے تھے کہ یہ ان شہیدوں کی شہادت گاہ اور انکے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے کہ جو ان سے پہلے شہید ہوئے ہیں وہ ان سے سبقت نہیں لیجا سکتے اور جو اسکے بعد شہید ہونے والے ہیں وہ ان تک پہنچ نہیں سکتے (ایضاً)

۷۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿فحملتہ امہ فانتبذت بہ مکانا قصیا﴾ (کہ عیسیٰ کی ماں حاملہ ہوئیں اور ایک دور و دراز جگہ پر جا کر ان کو جنم دیا) کے بارے میں فرمایا کہ وہ دمشق کی سرزمین سے نکلیں اور کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر والی جگہ پر ان کو جنم دیا۔ اور پھر راتوں رات واپس چلی گئیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۸۳ میں) بیان کی جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۶۹

حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کے پاس واجبی اور مستحبی نماز بکثرت پڑھنا اور وہ بھی ان کی جانب سر یا پیچھے کی جانب اور سفر ہو تو بھی تمام پڑھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن عطیہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ جب شہداء پر سلام کرنے سے فارغ ہو۔ تو پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر آؤ۔ اور اسے اپنے سامنے قرار دے کر جس قدر ہو سکے نماز پڑھو۔ (الفروع، کامل الزیارات)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے سلسلہ میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا ''پھر اے مفضل! اپنی نماز کی طرف متوجہ ہو۔ تمہیں ہر رکعت کے عوض جو تم یہاں ادا کرو گے اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ اور ایک ہزار غلام آزاد کرنے والے کو اور راہ خدا میں کسی نبی مرسل کے ہمراہ ایک ہزار جہاد کرنے والے کو ملتا ہے۔ (التہذیب، کامل الزیارات)

۳۔ ابن ابی عمیر ایک شخص سے وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا۔ اے فلاں! جب تمہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو تمہیں کیا مانع ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کے پاس جاؤ اور وہاں چار رکعت نماز پڑھو۔ اور پھر خدا سے اپنی حاجت برآری کا سوال کرو۔ کیونکہ وہاں نماز فریضہ ایک حج کے برابر اور نافلہ عمرہ کے برابر ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالخیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ہماری ولایت تمام شہروں پر پیش کی گئی۔ مگر جس طرح کوفہ نے اسے قبول کیا اس طرح کسی اور شہر نے قبول نہیں کیا۔ اور اس کی وجہ سے اس میں حضرت امیر علیہ السلام کی قبر (مقدس) ہے۔ اور اس کی ایک جانب میں ایک قبر ہے یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کہ جو کوئی بھی وہاں جا کر دو یا چار رکعت نماز پڑھے اور پھر خدا سے اپنی حاجت براری کا سوال کرے تو خدا ضرور اسے برلائے گا۔ اور اسے ہر روز ایک ہزار فرشتے اسکے اردگرد اس کو گھیرے رہتے ہیں۔ (ثواب الاعمال، کامل الزیارات)

۵۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسنادِ خود ابوالیسع سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ جبکہ میں سن رہا تھا کہ جب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزار پر جاؤں تو آیا اسے قبلہ (اپنے آگے) قرار دے کر نماز پڑھوں؟ فرمایا اس طرح تھوڑا سا ایک (دائیں) طرف ہو جاؤ (کامل الزیارات)

۶۔ عبیداللہ بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں۔ تو وہاں نماز کس طرح پڑھیں۔؟ فرمایا اپنے کاندھوں کے نزدیک کھڑے ہو کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور پھر امام حسین علیہ السلام پر درود بھیجو (ایضاً)

۷۔ ابوعلی حرانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اسکے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا جو شخص وہاں جائے اور آپ کی زیارت کرے اور پھر وہاں دو یا چار رکعت نماز پڑھے اسکے لئے ایک حج و عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آیا جو شخص کسی بھی

امام مفترض الطاعہ کی زیارت کرے اسے اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔؟ فرمایا ہر امام مفترض الطاعہ کی زیارت کرنے کا اتنا ہی ثواب (ایضاً، کذافی مصباح زائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب نمبر۲، ۳۲، ۵۳، ۵۸، ۶۲) میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۶، ۷۹ میں) بیان کی جائیںگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۷۰

تربت حسینیؑ سے شفاء و برکت طلب کرنا، اسے بوسہ دینا، اس سے اولاد کی گھٹی ڈالنا اور خوف و خطر اور مرض کے وقت اس کا ہمراہ رکھنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن ربیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کے نزدیک سرخ رنگ کی خاک ہے جس میں موت کے سوا باقی ہر مرض کی شفاء ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک انسان امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی خاک لیتا ہے۔ وہ اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ جبکہ دوسرا لیتا ہے۔ تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ فرمایا! نہ بخدا جو کوئی بھی یہ سمجھ کر وہ خاک حاصل کرے کہ خدا اسکے ذریعہ اسے فائدہ دے گا۔ تو پھر یقیناً اسے فائدہ ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن محمد مرفوعاً امام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی خاک پاک پر ختم یہ ہے کہ اس پر سورۃ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھی جائے۔ (ایضاً)

۴۔ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جب خاک شفاء لینے لگو تو اس وقت یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم ھذہ التربۃ الطاھرۃ وبحق البقعۃ الطیبۃ وبحق الوصی الذی تواریہ وبحق جدہ وابیہ وامہ واخیہ والملائکۃ الذین یحفون بہ والملائکۃ العاکفون علی قبر ولیک ینتظرون نصرہ صلی اللّٰہ علیھم اجمعین اجعل لی فیہ شفاء من کل داء وامانا من کل خوف وعزاً من کل ذل واوسع بہ علی فی رزقی واصح بہ جسمی﴾ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا خداوند عالم نے تربت حسینیؑ کو ہر مرض کی شفاء اور ہر خوف سے باعث امن بنا دیا ہے پس جب تم میں سے کوئی

شخص (اس مقصد کے لئے) اسے حاصل کرے تو اسے بوسہ دے اور آنکھ پر رکھے اور پھر اسے اپنے تمام جسم پر پھیرے اور یہ دعا پڑھے ﴿اللّٰھم بحق ھذہ التربة وبحق من حل بھا وثوی فیھا وبحق ابیه، امه واخیه ولائمة من ولدہ، وبحق الملائکة الحافین به الاجعلتھا شفاء من کل داء، وبرء ا من کل مرض، ونجدة من کل آفة، وحرزا مما اخاف واحذر﴾ پھر اس کو استعمال کرے۔ ابواسامہ بیان کرتے ہیں کہ جس طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے طریقہ استعمال بتایا کہ میں مدت درراز سے اسی طرح خاک شفاء استعمال کر رہا ہوں، بحمد اللہ میں نے کبھی کوئی ناخوشگوار امر نہیں دیکھا۔

(امالی فرزند شیخ طوسی میں)

مؤلف علام فرماتے ہیں: شیخ حسن طوسی نے اپنی امالی میں بعض ایسی عجیب غریب حکایات نقل کی ہیں جو خاک شفاء سے شفاء کے حاصل ہونے کے واضح براھین ہیں۔

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ یقطینی سے روایت کرتے ہیں بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے میرے پاس کپڑوں کی ایک گٹھڑی اور کچھ غلام بھیجے۔ میں نے جب ان کپڑوں کو ترتیب سے تیار کرنا چاہا تو انکے درمیان کچھ مٹی دیکھی میں نے ایلچی سے کہا۔ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ امامؑ جس مال ومتاع کی طرف توجہ فرماتے ہیں اس میں کچھ تربت حسینی رکھ دیتے ہیں پھر اس نے کہا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا باذن اللہ امان ہے۔ (التھذیب، الاستبصار)

۷۔ محمد بن سلیمان بصری اپنے باپ (سلیمان) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے تربت حسینؑ کے بارے میں فرمایا۔ وہ ہر مرض سے شفاء ہے اور وہ دواء اکبر ہے۔ (التھذیب، کذا فی الفقیہ)

۸۔ حسین بن ابو العلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا فرما رہے تھے کہ اپنی اولاد کو تربت حسینؑ سے گھٹی ڈالو کہ یہ باعث امن وامان ہے (ایضاً)

۹۔ حسن ابن علی بن مغیرہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک ایسا شخص ہوں جو مختلف اور متعدد بیماریوں میں مبتلا ہوں۔ میں نے کوئی دوا نہیں چھوڑی جسے استعمال نہ کیا ہو (مگر فائدہ نہیں ہوا) فرمایا: تو تربت حسینؑ سے کیوں غافل ہے؟ کیونکہ اس میں ہر مرض کی دوا اور ہر خوف سے امن موجود ہے پس جب اسے لینے لگو تو یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم انی اسئلك بحق ھذہ الطینة وبحق الملك الذی اخذھا وبحق النبی الذی قبضھا وبحق الوصی الذی حل فیھا صل علیٰ محمد واھل بیته و اجعل فیھا شفاء من کل داء واماناً من کل خوف﴾

پھر فرمایا وہ فرشتہ جس نے یہ خاک اٹھائی تھی وہ جبرئیل تھے جنہوں نے وہ خاک شفاء حضرت رسول خدا ﷺ کو دکھائی تھی اور کہا تھا کہ یہ آپکے بیٹے (حسینؑ) کی خاک ہے جسے آپکی امت آپکے بعد شہید کرے گی اور وہ وصی جو وہاں تشریف فرما ہیں۔ وہ حسینؑ بن علیؑ ہیں جو کہ سید الشہداء ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ تو میں سمجھ گیا کہ وہ ہر مرض سے شفاء ہے مگر وہ ہر خوف سے باعث امن کس طرح ہے۔؟ فرمایا جب کسی بادشاہ وغیرہ سے خائف و ترساں ہو تو اس وقت تک گھر سے باہر نہ نکلو جب تک تربت حسینیؑ اپنے ہمراہ نہ رکھ لو۔ اور پاس رکھتے وقت یہ دعا پڑھو۔ ﴿اللّٰھم ھذہ طین قبر الحسینؑ ولیک وابن ولیک اخذتھا حرزاً لما اخاف و لما لا اخاف﴾ کیونکہ ایسی صورتحال بھی پیش آجاتی ہے جس سے خوف نہیں ہوتا۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ جس طرح امام نے فرمایا تھا میں نے اسے استعمال کیا تو خدا نے مجھے صحت بدنی بھی عطا کردی۔ اور جس کا مجھے خوف تھا اور جس سے نہیں تھا اس سے خدا نے مجھے امان بھی عطا فرمائی۔ اور خدا کے فضل و کرم سے میں نے اس کے بعد کوئی ناپسندیدہ امر نہیں دیکھا۔ (التہذیب، وامالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کہ جب خاک شفاء کھانے لگو تو یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم رب ھذہ التربۃ المبارکہ ورب الوصی الذی وارتہ صل علیٰ محمد و آل محمد واجعلہ علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاء من کل داء﴾ (الفقیہ)

۱۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے جس شخص کو کوئی بیماری لاحق ہو وہ تربت حسینیؑ سے ابتداء کرے خدا اسے اس بیماری سے شفاء دے گا۔ مگر یہ کہ وہ موت کی بیماری ہو۔ (کامل الزیارات)

۱۲۔ محمد بن مسلم ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک بار بیمار ہوئے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کے پاس ایک مشروب بھیجا۔ جسے پیتے ہی ان کو یوں محسوس ہوا کہ وہ رسی سے آزاد ہو گیا ہے پھر وہ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا امام نے پوچھا اس مشروب کو کیسا پایا۔؟ عرض کیا میں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا تھا۔ پس اسے پیتا گیا تو یوں محسوس ہوا کہ میری رسی کی گرہ کھل گئی ہے۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں! فرمایا اے محمد! وہ مشروب جو تم نے پیا ہے اس میں میرے آبا و اجداد[1] کے قبور (مقدسہ) کی خاک شامل تھی (فرمایا) جن چیزوں سے شفا طلب کی جاتی ہے یہ ان سب سے افضل ہے۔ بس تم اس کے برابر کسی چیز کو نہ سمجھو۔ ہم یہ اپنے

---

[1] اصل کتاب کامل الزیارات صفحہ ۲۷۵ طبع ایران میں یوں وارد ہے۔ کہ اس مشروب میں حضرت امام حسین علیہ سلام کی قبر کی مٹی شامل ہے۔ فراجع (احقر مترجم عفی عنہ)

بچوں اور عورتوں کو پلاتے ہیں (جس کے نتیجہ میں ہم ہر قسم کی خیر وخوبی دیکھتے ہیں)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج، ایک از کفن و دفن، ج ۳ باب ۱۳ از نماز عید بن، باب ۴۴ از آداب سفر، و باب ۱۰۲ از مقدمات طواف اور جہاں اب ۳۷، ۴۵، ۶۷، ۸۶ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳، ۶۷، ۳۸، نیز ۵۹، باب الاطعمہ میں) بیان کیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۷۱

وہ آداب زیارت جن کا زائر کے لئے مدنظر رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جب ہم آپ کے باپ (حضرت امام حسینؑ) کی زیارت کے ارادے سے گھر سے نکلتے ہیں تو گویا ہم حج میں مشغول نہیں ہوتے؟ فرمایا ہاں عرض کیا تو پھر ہم پر وہ سب کچھ لازم ہے جو ایک حاجی کے لئے لازم ہوتا ہے؟ فرمایا کیا مطلب؟ عرض کیا جو چیزیں حاجی کے لئے ضروری ہیں! فرمایا (یہاں چند چیزوں کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے) (۱) اپنے سفر کے لئے ساتھی سے اچھا برتاؤ کرنا (۲) سوائے خیر وخوبی سے کلام کم کرنا (۳) بکثرت ذکر خدا کرنا (۴) کپڑوں کا صاف ستھرا رکھنا (۵) حائر حسینیؑ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا (۶) خشوع وخضوع کے ساتھ جانا (۷) نماز زیادہ پڑھنا (۸) سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام پر بکثرت درود وسلام بھیجنا (۹) جو چیز آپ کی نہیں اس کے حاصل کرنے سے نفس کو بلند سمجھنا (۱۰) اپنی آنکھوں کو جھکائے رکھنا (۱۱) اپنے برادران ایمانی پر جود وسخا کرنا (۱۲) مواسات وہمدردی کرنا (۱۳) مقام تقیہ میں تقیہ کرنا (۱۴) خدا کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرنا (۱۵) لڑائی جھگڑے سے احتراز کرنا (۱۶) زیادہ قسمیں کھانے یا اس قسم کے نزاع سے دامن بچانا جس میں قسمیں کھانی پڑیں۔ پس جب ایسا کرو گے تو تمہارا حج وعمرہ مکمل ہو جائے گا اور یہ سب کچھ (مال ومنال) خرچ کر کے تم نے خدا سے جو کچھ حاصل کرنا چاہا ہے اس کے مستحق قرار پاؤ گے یعنی جب واپس لوٹو گے تو بخشش (گناہ) رحمت اور رضوان (خوشنودی خدائے رحمان) کے ساتھ۔ (کامل زیارات)

۲۔ علی بن حکم بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ ہو تو اس حالت میں کرو کہ تم غمگین، اندوہ گین اور گرد آلود پراگندہ مو اور بھوک وپیاس ہو اور وہاں حاجات طلب کرا اور (جلدی) واپس لوٹ آ اور اسے وطن بنا کر بیٹھ نہ جا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱، ۵۹، ۶۱، ۶۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۶ میں) بیان کی جائیں گی۔

باب ۷۲

ہر قسم کی مٹی کا کھانا حتی کہ ائمہ طاہرینؑ کے قبور مقدسہ کی مٹی کا کھانا حرام ہے، سوائے حضرت امام حسینؑ کی قبر کی مٹی کے اور وہ بھی بقدر دانہ نخود طلب شفاء کے لئے جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حسن فضال اپنے باپ سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ اماممینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ خداوند عالم نے جناب آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا۔ اس لئے مٹی کو انکی اولاد پر حرام قرار دیا۔ راوی نے عرض کیا کہ آپ حضرت امام حسینؑ کی قبر (اقدس) کی مٹی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔؟ فرمایا لوگوں پر اپنا گوشت کھانا حرام ہے۔ مگر ہمارا گوشت کھانا حلال (یعنی چہ؟) (پھر فرمایا) ہاں بقدر دانہ نخود (اور وہ بھی طلب شفاء کے لئے) جائز ہے۔ (التہذیب، کامل الزیارات)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن واقد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیث کے ضمن میں آنجنابؑ نے ان کو اپنی وفات اور اپنے دفن کفن کی اطلاع دی اور ان سے فرمایا میری قبر کو چار کھلی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند نہ کرنا۔ اور تبرک سمجھ کر میری خاک قبر کو نہ لینا۔ کیونکہ ہماری ہر مٹی حرام ہے۔ سوائے میرے جدامجد حضرت امام حسینؑ کی مٹی کے کیونکہ خدا نے اسے ہمارے شیعوں اور حبداروں کے لئے شفاء قرار دیا ہے۔ (عیون الاخبار)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام رضاؑ سے اس مٹی کے بارے میں سوال کیا جو کھائی جاتی ہے۔؟ فرمایا ہر مٹی اس طرح حرام ہے۔ جس طرح مردار، خون اور وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا جائے۔ سوائے تربت حسینیؑ کے کہ وہ ہر قسم کی بیماری سے باعث شفاء ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسی، کامل الزیارات)

۴۔ جناب شیخ جعفر بن قولویہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی بیمار مؤمن حضرت امام حسینؑ کے حق وحرمت کو جانتا ہو اور انکی ولایت کا قائل ہو وہ انکی قبر (اقدس) سے انگلی کے پور کے برابر مٹی لے (کھائے) تو یہ اسکے لئے دوا ہوگی (کامل الزیارات)

۵۔ ابوالیسع بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ آیا میں برکت کی خاطر حضرت

امام حسین علیہ السلام کی قبر (مبارک) کی مٹی حاصل کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۷۰، حدیث ۱۲ میں) محمد بن مسلم کی روایت گزر چکی ہے جس سے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے قبور مقدسہ کی مٹی کا بھی استثنا کیا جا سکتا ہے [1] مگر وہ کھانے کے جواز میں صریح نہیں ہے۔ اوراس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۸، از اطعمہ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۷۳

طلب شفاء کیلئے خاک شفاء حاصل کرتے وقت کون سی سورتیں اور دعائیں پڑھنا مستحب ہیں؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی خاک اٹھانے کا ارادہ کرو۔ تو اس پر سورۃ الحمد، معوذتین، قل ھواللہ احد، قل یاایھا الکافرون، انا انزلنا، آیۃ الکرسی اور سورۃ یٰسین کی تلاوت کرو۔ اوراس کے بعد یہ (دعا پڑھو ﴿اللّٰھم بحق محمد عبدك رسولك وحبيبك و نبيك وامينك وزوجة وليك وبحق الحسن والحسين وبحق الائمة الراشدين وبحق الجسد الذى ضمنت وبحق جميع ملائكتك ولانبيائك والرسلك اسئلك صل علىٰ محمد وآله واجعل هذا الطين شفاء لى ولمن يستشفى به من كل داء وسقم ومرض واماناً من كل خوف اللّٰهم بحق محمد واهل بيته اجعله علماً نافعاً ورزقاً واسعاً ء من كل داء وسقم وآفة دعاهة، ومن جميع الاوجاع كلها انك علىٰ كل شي قدير﴾ (کامل زیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ۷۰ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷۴

حضرت امام حسینؑ کی زیارت کم از کم کتنی بار کرنی چاہیے۔ اور سرمایہ دار اور غریب و نادار کے لئے زیادہ سے زیادہ کتنی مدت تک اس کی تاخیر مکروہ ہے؟

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود ابوایوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] ہم مذکورہ بالا مقام پر وضاحت کر چکے ہیں۔ کہ ہمارے نسخہ میں تو "طین قبور آبائی" کا لفظ ہی موجود نہیں ہے۔ جبکہ اس میں "طین قبر الحسین" مذکور ہے لہٰذا اس طرح وہ روایت دوسری روایات کے منافی نہیں ہے۔ فراجع۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا مالدار پر لازم ہے کہ سال میں دو بار حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لئے جائے اور غریب و نادار پر لازم ہے کہ سال میں ایک بار آپ کی زیارت کے لئے جائے۔ (کامل الزیارات)

۲۔ عامر بن عمیر اور سعید اعرج حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر سال ایک بار حضرت امام حسینؑ کی قبر (مقدس) کی زیارت کے لئے جاؤ (ایضاً)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ حضرت امام حسینؑ کی زیارت (کتنی بار) کی جائے؟ فرمایا سال میں ایک بار۔ کیونکہ میں شہرت کو ناپسند کرتا ہوں (کہ لوگوں میں مشہور ہو جائے کہ فلاں شخص اتنی اتنی بار زیارت کے لئے جاتا ہے۔) (ایضاً)

۴۔ ابوناب حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا غریب و نادار کو چاہیے کہ سال میں دو بار حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لئے جائے۔ (ایضاً)

۵۔ علی بن ابی حمزہ حضرت امام موسیٰ کاظم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا ان (حضرت امام حسینؑ) پر جور و جفا نہ کرو، مالدار کو چاہیے کہ ہر چار ماہ میں ایک بار آپکی زیارت کے لئے جائے اور جہاں تک غریب و نادار کا تعلق ہے تو خدا کسی کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ (ایضاً)

۶۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ آیا قبر (امام) کی زیارت کے لئے کوئی (مخصوص) نماز۔ ہے؟ فرمایا کچھ فرض نہیں ہے (بلکہ مستحب ہے) پھر پوچھا کتنی مدت میں زیارت کی جائے؟ فرمایا جتنی میں چاہو۔ (ایضاً)

۷۔ علی بن میمون حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے کچھ شیعوں پر ایک دو سال گزر جاتے ہیں اور وہ حضرت امام حسینؑ کی زیارت نہیں کرتے! بخدا وہ اپنے حصے (کے ثواب) سے چوک گئے ہیں، خدا کے ثواب سے بھٹک گئے ہیں۔ اور حضرت رسول خداؐ کے جوار (پر انوار) سے دور ہو گئے ہیں۔! میں نے عرض کیا۔ کتنی مدت میں زیارت کرنی چاہیے؟ فرمایا اے علی اگر ہو سکے تو ہر ماہ میں زیارت کر سکتے ہو تو کرو۔ میں نے عرض کیا اتنا تو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اپنے ہاتھ سے (کسب معاش کا) کاروبار کرتا ہوں اور اپنی جگہ سے ایک دن کے لئے غیر حاضر نہیں رہ سکتا؟ فرمایا تم اور ہر وہ شخص جو اپنے ہاتھ سے کام (محنت) کرتا ہے معذور ہیں۔ میری مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے ہاتھ سے کام نہیں کرتے اگر وہ ہر جمعہ کے دن بھی زیارت کے لئے جائیں تو ان کے لئے آسان ہے۔ ان کے لئے خدا کے ہاں کوئی عذر نہیں ہے۔ اور نہ بروز قیامت ان کے لئے حضرت رسول خداؐ کی بارگاہ میں کوئی عذر ہے۔ (ایضاً)

۸۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص آپ (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی زیارت کے لئے جائے اور پھر واپس لوٹ جائے وہ پھر زیارت کے لئے کب اور کتنے دنوں کے بعد آئے؟ اور یہ کہ لوگوں کے لئے کتنے عرصہ تک زیارت کے ترک کرنے کی گنجائش ہے؟ فرمایا: (نزدیک والوں کو تو) ایک مہینہ سے زائد کی گنجائش نہیں۔ ہاں البتہ وہ لوگ کہ جن کا گھر دور ہو۔ تو وہ ہر تین سال میں ایک بار جائیں۔ پس جب تین سال گزر جائیں (اور وہ زیارت کے لئے نہ جائیں) تو وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاق ہیں۔ اور ان کے احترام کے قاطع مگر یہ کہ کوئی تکلیف ہو۔ (ایضاً)

۹۔ عبیداللہ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم سال میں دو یا تین بار حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی زیارت کرتے ہیں فرمایا: میں بکثرت جانے کو (شہرت یا تقیہ کی وجہ سے) زیادہ جانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ پس تم سال میں ایک بار کرلیا کرو۔ عرض کیا۔ وہاں نماز کس طرح پڑھوں؟ فرمایا ان کے پیچھے کاندھوں کے نزدیک کھڑے ہو۔ پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام پر درود بھیجو (اور اذان و نماز پڑھو) (ایضاً)

۱۰۔ عمر کی باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا ایک مسلمان کیلئے (بلا عذر) حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی زیارت کو چار سال سے زیادہ عرصہ تک ترک نہیں کرنا چاہئے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ و ۳۸ و ۴۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۵

حضرت امام حسین علیہ السلام کی خاک کی تسبیح بنانا اور اس سے تسبیح پڑھنا اور اس کا ہاتھ میں پھیرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیریؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے فقیہ (حضرت صاحب الزمانؑ) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آیا یہ جائز ہے کہ آدمی قبر (امام حسین علیہ السلام) کی تسبیح پر تسبیح پڑھے؟ اور آیا اس میں کچھ فضیلت ہے؟ امامؑ نے جواب لکھا کہ جسے میں نے خود پڑھا کہ "ہاں اس سے تسبیح پڑھو۔ کہ تمام تسبیحوں میں اس سے افضل کوئی تسبیح نہیں ہے۔ اور اس کی ایک فضیلت یہ ہے کہ جب تسبیح پڑھنے والا تسبیح بھول جائے اور صرف خالی اسے ہاتھ میں پھیرتا رہے تو اس کے لئے

اس تسبیح کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (التہذیب، الاحتجاج)

۲۔ حسن بن علی بن شعیب مرفوعاً حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؑ نے فرمایا ہمارے شیعہ چار چیزوں سے بے نیاز نہیں ہیں: (۱) سجدہ گاہ (۲) پہننے کی انگوٹھی (۳) کرنے کا مسواک (۴) حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی مٹی کی تسبیح جس کے تینتیس دانے ہوں کہ جب خدا کا ذکر کرتے ہوئے اسے پھیرے گا تو ہر ایک دانہ کے عوض اسے چالیس نیکیاں ملیں گی اور اگر ذکر خدا کے بغیر اسے پھیرے گا تو ہر دانہ کے عوض اسے بیس نیکیاں ملیں گی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے سجدہ اور تعقیبات کے ابواب (باب ۱۱ و ۱۶ از و باب ۴۴ از آداب سفر میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۶

حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کے پاس بارگاہ خداوندی میں بکثرت دعا کرنا اور اپنی حاجات طلب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن فہد حلیؒ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے شہادت کے عوض حضرت امام حسین علیہ السلام کو چار چیزیں عطا فرمائی ہیں۔ (۱) ان کی تربت میں شفاء (۲) ان کے قبہ کے نیچے دعا قبول (۳) ان کی ذریت سے ائمہ (۴) آپ کے زائروں کے وہ ایام (جو زیارت میں گزرے) ان کی زندگی میں شمار نہیں ہوتے۔ (عدۃ الداعی)

۲۔ فرماتے ہیں مروی ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بیمار ہوئے تو آپ نے حاضرین کو حکم دیا کہ رقم دیکر میرے لئے کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس جاکر میری (صحت یابی کے لئے) دعا کرے۔ چنانچہ وہ ایک آدمی لائے جس نے کہا میں جاتا ہوں۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام بھی مفترض الطاعۃ اور خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی امام مفترض الطاعۃ (تو پھر ان کے لئے دعا کرنے کا کیا مقصد؟) لوگوں نے یہ بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے کہا تو ٹھیک ہے۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ خدا کے کچھ خاص خاص قطعے ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تو یہ (امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک) بھی ان قطعوں میں سے ایک قطعہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہاشم جعفری سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت علی نقی علیہ السلام نے اپنی بیماری کے دوران مجھے اور محمد بن حمزہ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ چنانچہ محمد بن حمزہ مجھ سے پہلے ان کی خدمت میں پہنچ گیا تو محمد نے مجھ سے بتایا کہ امام بار بار فرما رہے تھے کہ کوئی آدمی (دعا کے لئے) حائر (حسینی) بھیجو۔ کوئی آدمی حائر بھیجو! میں نے محمد سے کہا تو نے کیوں نہ عرض کیا کہ میں حائر جاتا ہوں۔ (الغرض) جب میں امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں حائر جاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے علی ابن بلال کو یہ واقعہ سنایا۔ انہوں نے مجھ سے کہا امامؑ حائر میں کیا کرنا چاہتے تھے؟ جب میں سامرہ پہنچا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جب اٹھنا چاہا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ پس جب میں نے دیکھا کہ امامؑ مجھ سے مانوس ہو گئے ہیں تو میں نے علی ابن بلال والی بات عرض کر دی (کہ آپ حائر کیوں آدمی بھیجنا چاہتے تھے جبکہ یہاں بھی دعا ممکن تھی؟) فرمایا: تو نے اسے کیوں نہ یہ جواب دیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ اور حجرہ اسود کو بوسہ دیتے تھے۔ حالانکہ نبی (بلکہ ایک) مؤمن کا احترام خانہ کعبہ سے بڑھ کر ہے۔ اس طرح خدا نے آنحضرت کو وقوف عرفہ کا حکم دیا۔ (تو اصل بات تو یہ ہے کہ) خدا کے کچھ مقامات ہیں جہاں وہ چاہتا ہے کہ وہاں اس کا ذکر کیا جائے۔ تو میں نے بھی چاہا کہ میرے لئے بھی وہاں دعا کی جائے جہاں وہ چاہتا ہے ۔ یا یوں فرمایا: کہ خدا کے کچھ مقامات ہیں جہاں وہ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے تو میں نے چاہا کہ میرے لئے وہاں دعا کی جائے۔ (فرمایا) تو نے اسے (علی کو) یہ جواب کیوں نہ دیا؟ میں نے عرض کیا۔ اگر میں اس طرح جواب دے سکتا تو آپ کی طرف رجوع کیوں کرتا؟۔ (الفروع، کامل الزیارت)

۴۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود شعیب عقرقوفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (اقدس) کی زیارت کے لئے جائے اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے؟ فرمایا اے شعیب! جو شخص وہاں نماز پڑھے اور دعا کرے اس کی دعا ضرور قبول ہوگی دیر سے ہو یا سویر سے۔ میں نے عرض کیا۔ کچھ اور زیادہ فرمائیں کم از کم بات جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائر سے کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ آج از سر نو عمل کر کیونکہ تیرے (پچھلے) گناہ بخش دیے گئے ہیں۔ (کامل الزیارت)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ و ۳۷ و ۴۵ و ۴۸ س ۶۹ و ۷۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۷

جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ کرے اس کے لئے مستحب ہے کہ تین دن روزہ رکھے کہ آخری دن جمعہ ہو اور شب جمعہ کو غسل کرے۔ اور غسل کر کے تیل خوشبو اور عمدہ زاد سفر ترک کر کے حزن وملال اور پراگندہ مو کے ساتھ اور بھوک وپیاس کی تکلیف سہتے ہوئے نکل کھڑا ہو اور پھر وہاں وطن نہ بنائے بلکہ جلدی واپس لوٹ آئے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا جب تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے جاتے ہو۔ تو وہاں کیا پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ کے اب وجد کے راویوں سے سنا ہے۔ (وہ پڑھتا ہوں) فرمایا: آیا میں تمہیں اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے یہ نہ بتادوں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کیا کرتے تھے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں (ضرور) فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے جانا چاہو تو پہلے تین دن بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھو۔ اور شب جمعہ مغرب سے پہلے غسل کرو۔ اور پاکیزہ ہو کر سوؤ۔ اور پھر اس رات نماز شب ادا کرو۔ اور اٹھکر آسمان کے اطراف پر نگاہ ڈالو۔ اور جب روانہ ہونا چاہو تو غسل کرو۔ مگر نہ خوشبو لگاؤ۔ نہ تیل، اور نہ آنکھ میں سرمہ یہاں تک کہ قبر (مقدس) پر جاؤ۔ (التہذیب)

۲۔ ابو المضاعف کوفی ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے شکایت کے لہجے میں فرمایا: کچھ لوگ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو اپنے ساتھ سفرے (عمدہ کھانے از قسم حلویات وغیرہ) لیجاتے ہیں۔ لیکن یہی لوگ جب اپنے ماں باپ اور احباب کی قبروں پر جاتے ہیں تو ایسا نہیں کرتے راوی نے عرض کیا۔ وہ (اس سفر میں) کیا کھائیں؟ فرمایا: روٹی اور دودھ۔

(التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال، کامل الزیارت)

۳۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا زیارت کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے۔ اور تمہارا زیارت نہ کرنا تمہارے زیارت کرنے سے بہتر ہے میں نے عرض کیا۔ آپ نے تو (یہ فرما کر) میری کمر توڑ دی! (کیا مطلب کہ تمہارا زیارت نہ کرنا کرنے سے بہتر ہے؟) فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص اپنے باپ کی قبر پر جاتا ہے تو غمگین ہو کر اور تم جب ان (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی زیارت کے لئے جاتے ہو تو سفرے اور دسترخوان لے کر؟ خبردار! وہاں جاؤ تو گرد آلود ہو کر

اور پراگندہ مو ہو کر جاؤ۔ (کامل الزیارت)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (آداب سفر میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۸

جمعہ کے دن کا انتظار کیے بغیر مکہ، مدینہ، کوفہ اور حائر حسینیؑ سے نکلنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کا انتظار کیے (اور وہاں گزارے بغیر) مکہ، مدینہ، مسجد کوفہ اور حائر حسینیؑ سے چلا جائے۔ تو اسے فرشتے ندا دیتے ہیں کہ تو کہاں جاتا ہے۔ خدا تجھے پھر یہاں نہ لائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (ج ۳ باب ۴۰ از نماز جمعہ اور اس کے باب ۱۶ میں) نماز جمعہ اور ان جگہوں کی فضیلت پر دلالت کرنے والی حدیثیں گزر چکی ہیں وہاں رجوع کیا جائے۔

باب ۷۹

حضرت امام حسن علیہ السلام و امام زین العابدین علیہ السلام و امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی جنت البقیع میں زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جو شخص آپ حضرات (ائمہ ھدیٰؑ) میں سے کسی کی زیارت کرے اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے؟ فرمایا: وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: جو شخص میری زیارت کرے گا اس کے گناہ بخشے جائینگے اور وہ فقیر و نادار ہو کر نہیں مرے گا۔

(التہذیب، المقنعہ)

۳۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: جو شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یا ان کے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی زیارت کرے گا اسکی آنکھ نہیں دکھے گی، اسے کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی اور (فقر و فاقہ میں) مبتلا ہو کر نہیں مرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۶ و ۲۶ و ۳۴ و ۴۴ و ۶۹ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۰

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبرِ (مقدس) کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ اگر چہ باہر ہی سے کی جائے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی زیارت کرنا (اجر و ثواب میں) حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر (مقدس) کی زیارت کی مانند ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حسن بن محمد قمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جو شخص بغداد میں میرے والد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کرے وہ اس شخص کی طرح سمجھا جائے گا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر علیہ السلام کے قبور (مقدسہ) کی زیارت کرے۔ ہاں البتہ جناب رسول خداؐ اور جناب امیر علیہ السلام کی افضلیت اپنی جگہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص آپ کے والد ماجد کی قبر کی زیارت کرے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: جنت۔ پس تم ان کی زیارت کرو۔ (التہذیب)

۴۔ حسین بن بشار واسطی، بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جو شخص آپ کے والد ماجد کی قبر کی زیارت کرے اسکے لئے کیا اجر ہے؟ فرمایا: تم ان کی زیارت کرو۔ میں نے عرض کیا۔ اس میں فضیلت کیا ہے؟ فرمایا: اس میں فضیلت وہی ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کی زیارت کی ہے۔ عرض کیا۔ اگر خوف و ہراس کی وجہ سے اندر داخل نہ ہوسکوں تو؟ فرمایا: دیوار کے پیچھے سے ہی سلام کرلو۔

(التہذیب، المقنعہ، کامل الزیارت)

۵۔ زکریا بن آدم حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے بغداد کو (ہلاکت سے) اس لئے نجات دی ہے کہ اس میں دو حسینیوںؑ کی قبریں ہیں۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن علی وشاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص ائمہ اہلبیتؑ میں سے کسی امام کی زیارت کرے اس کے لئے کیا اجر و ثواب ہے؟

فرمایا وہی ثواب ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا ہے۔ عرض کیا۔ جو شخص حضرت امام حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کرے اس کا کیا ثواب ہے؟ فرمایا جو ثواب حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ہے۔
(ثواب الاعمال کامل الزیارت)

۷۔ جناب شیخ جعفر بن قولویہؒ باسناد خود عبدالرحمن بن ابو نجران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص ارادہ کر کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: جنت! (اور فرمایا) جو شخص حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لئے بھی جنت ہے۔ (کامل الزیارت)

۸۔ احمد بن عبدوس اپنے باپ (عبدوس) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بغداد میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر (مقدس) کے (اندر جا کر) زیارت کرنے میں بڑی مشقت ہے۔ تو ہم جب زیارت کے لئے جاتے ہیں تو دیواروں کے پیچھے سے سلام کرتے ہیں تو ان کے زائر کے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا: جو ثواب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے کے لئے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۲۶ و ۲۹ و ۴۴ و ۶۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۱ و ۸۳ و ۸۶ و ۸۷ و ۹۱ و ۹۵ و ۹۷ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۱

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی منقولہ زیارت سے زیارت پڑھنا اور اس کے اردگرد مساجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اور تمام مشاہد مقدسہ کی زیارات جامعہ۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: بغداد میں (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کرتے وقت) کہو ﴿السلام عليك يا ولي الله يا حجة الله السلام عليك يا نور الله في ظلمات الارض السلام عليك يا من بدا لله في شانه ، اتيتك عارفاً بحقك معادياً لاعدائك ، فاشفع لي عند ربك﴾ (بعد ازاں) خدا سے دعا کرو۔ اور اپنی حاجت برآوری کا سوال کرو۔ اور اسی طریقہ سے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو بھی سلام کرو۔
(الفروع، التہذیب، کامل الزیارت)

۲۔ علی بن حسان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں

سوال کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: جو مسجدیں آپ کے اردگرد ہیں ان میں نماز پڑھو۔ اور یہ زیارت پڑھو۔ جو تمام مقامات مقدسہ کے لئے کافی ہے۔ ﴿السلام علیٰ اولیاء الله واصفیاء السلام علی امناء الله واحبائه، السلام علی انصار الله وخلفائه، السلام علی محال معرفة الله السلام علی مساکن ذکر الله، السلام علی مظاهری امر الله ونهیه، السلام علی الدعاة الی الله السلام علی المستقرین فی مرضات الله، السلام علی الممحّصین فی طاعة الله، السلام علی الادلاء علی الله، السلام علی الذین من والاهم فقد والی الله ومن عاداهم فقد عادی الله ومن عرفهم فقد عرف الله ومن جهلهم فقد جهل الله ومن اعتصم بهم فقد اعتصم بالله ومن تخلّیٰ منهم فقد تخلیٰ من الله اشهد الله انّی سلم لمن سالمکم وحرب لمن حاربکم مؤمن بسرکم وعلیٰ نیّتکم مفوض فی ذالك کله الیکم لعن الله عدو آل محمد من الجن والانس وابرأ الی الله منهم، وصلی الله علی محمد وآل محمد﴾ (فرمایا) یہ زیارت تمام زیارات میں کافی ہے۔ اور سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام پر نام بنام بکثرت درود بھیجو۔ اور ان کے دشمنوں سے برائت ظاہر کرو۔ اور اپنی ذات اور جملہ مؤمنین ومؤمنات کے لئے جو چاہو دعا کرو۔

(الفروع، التهذیب، الفقیه، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور زیارات جامعہ وغیرہ بہت ہے (یہاں یہی ایک کافی ہے۔)

باب ۸۲

حضرت امام رضا علیہ السلام کی قبر مقدس کی زیارت مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اٹھائیس حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلمزد کر کے باقی انیس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص طوس میں میرے والد ماجد کی زیارت کرے گا۔ تو خداوند عالم اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے (امام کی) زیارت کے بعد حج کیا اور وہاں ایوب بن نوح سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی یہ حدیث نقل کی کہ فرمایا: کہ جو شخص طوس میں میرے والد ماجد کی قبر کی زیارت کرے تو خدا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔ اور (بروز قیامت) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کے منبروں کے بالمقابل اس کے لئے ایک منبر بنائے گا۔ یہاں تک کہ خدا لوگوں کے حساب وکتاب سے فارغ ہوگا۔ راوی (حمران) بیان کرتا ہے کہ (حج کے بعد) میں

نے ان (ایوب) کو (طوس میں) زیارت کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا۔ منبر کی تلاش میں یہاں آیا ہوں۔

(الفروع، کامل الزیارت)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن اسحاق نہاوندی سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص میرے دار و مزار کی دوری کے باوجود (دنیا میں) میری زیارت کرے گا تو میں قیامت کے دن تین مقامات پر اس کے پاس جاؤنگا اور اہوال قیامت سے اس کی گلو خلاصی کراؤنگا۔ (۱) جب نامہ ہائے اعمال دائیں بائیں اڑ رہے ہونگے (۲) پل صراط پر (۳) میزان اعمال کے وقت۔

(التہذیب، الفقیہ، المقنعہ عیون الاخبار، امالی)

۳۔ داؤد صرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص میرے والد ماجد کی زیارت کرے گا اس کے لئے جنت ہے۔ (التہذیب، کامل الزیارت)

۴۔ عبداللہ بن سلیمان ہاشمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس حدیث میں جو حضرت امام رضا علیہ السلام کی نص امامت اور ان کی شہادت کی خبر پر مشتمل ہے۔ فرمایا: جو شخص ان کی غربت اور مسافرت میں یہ جانتے ہوئے کہ وہ اپنے والد کے بعد من جانب اللہ امام مفترض الطاعۃ ہیں زیارت کرے گا وہ ایسا ہوگا جیسا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والا۔ (التہذیب، امالی صدوقؒ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بزنطی سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے محبوں میں سے جو شخص بھی میرے حق کی معرفت رکھتے ہوئے میری زیارت کرے تو میں قیامت کے دن ضرور اس کی شفاعت کرونگا۔ (الفقیہ، امالی)

۶۔ حسین بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ (میرے پوتے) موسیٰ (کاظم علیہ السلام) کی اولاد میں ایک شخص ہوگا جو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کا ہمنام ہوگا۔ جو سم جفا سے شہید ہوگا اور صوبہ خراسان کے مقام طوس میں دفن کیا جائے گا۔ تو جو شخص ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے گا۔ تو اسے اس شخص کے برابر اجر و ثواب دیا جائے گا جس نے فتح (مکہ) سے پہلے راہ خدا میں مال خرچ کیا ہو اور جہاد کیا ہو۔ (الفقیہ، امالی، عیون الاخبار)

۷۔ فرماتے ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب خراسان میں میرا ایک ٹکڑا دفن کیا جائے گا۔ اور جو مکروب و محزون شخص ان کی زیارت کرے گا تو خداوند عالم اس کا رنج و کرب دور کردے گا اور اسکے گناہ معاف کردے گا۔

۸۔ نعمان بن سعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میری اولاد میں سے ایک شخص صوبہ خراسان میں ظلم و جور سے زہر کے ساتھ شہید کیا جائے گا۔ جو میرا ہمنام ہوگا۔ اور اس کے والد کا نام جناب موسیٰ بن عمران والا ہوگا۔ جو شخص عالم غربت میں ان کی زیارت کرے گا تو خداوند عالم اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ آسمانی ستاروں، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں۔ (امالی، الفقیہ، عیون الاخبار)

۹۔ حمزہ بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میرا ایک پوتا خراسان کے طوس نامی ایک شہر میں شہید کیا جائے گا۔ جو ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرونگا۔ اگرچہ وہ گناہان کبیرہ کا بھی مرتکب ہوا ہوگا۔ راوی نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ان کے حق کی معرفت رکھنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: وہ یہ جانے (اور مانے) کہ وہ (منجانب اللہ) امام مفترض الطاعہ ہیں۔ غریب (مسافر) اور شہید ہیں۔ تو جو شخص ان کے حق کی معرفت رکھ کر ان کی زیارت کرے گا تو خدا اسے ان ستر شہیدوں کے برابر اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ جنہوں نے حقیقت ایمان پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جام شہادت نوش کیا ہوگا۔ (الفقیہ، عیون الاخبار، الامالی)

۱۰۔ حسن بن علی بن فضال حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص میری زیارت کرے جبکہ وہ میرے حق کی معرفت رکھتا ہو تو قیامت کے دن میں اور میرے آباؤ اجداد اس کے شفیع ہونگے۔ اور جس کی ہم شفاعت کرینگے۔ تو وہ یقیناً نجات پا جائے گا۔ اگرچہ اس کے ذمہ ثقلین یعنی جن و انس کے برابر گناہ ہوں۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میرا ایک ٹکڑا خراسان میں دفن کیا جائے گا جو مومن بھی ان کی زیارت کرے گا۔ خدا اس کے لئے جنت واجب قرار دے گا اور اس کے جسم کو دوزخ پر حرام قرار دے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ طوس کے دو پہاڑوں کے درمیان مٹھی بھر جگہ ایسی ہے جو جنت سے حاصل کی گئی ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہو جائے گا قیامت کے دن آتش دوزخ سے محفوظ ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ علی بن اسباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص خراسان میں آپ کے والد ماجد کی زیارت کرے گا اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: خدا کی قسم اُس کے لئے جنت ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۴۔ عبدالعظیم حسنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے قم اور آبہ والے طوس میں میرے جد علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی زیارت کرنے کی وجہ سے بخشے ہوئے ہیں۔ خبردار جو شخص آپ کی زیارت کرے اور راستہ میں آسمان (بارش) کا ایک قطرہ بھی اس کے جسم پر پڑ جائے تو اس کے جسم کو آتش

دوزخ پر حرام قرار دے گا۔ (ایضاً)

۱۵۔ سلیمان بن حفص المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ میرا بیٹا علی (رضا علیہ السلام) زہر جفا سے شہید کیا جائے گا اور طوس میں ہاروں لعین کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔ اور ان کی زیارت کرنے والا ایسا سمجھا جائے گا جیسے اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ عبدالسلام بن صالح ہروی دعبل خزاعی والی حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا: زیادہ شب و روز نہیں گزرینگے کہ طوس میرے شیعوں اور زائروں کی آمد و رفت کی آماجگاہ بن جائے گا۔ خبردار! جو شخص طوس کے اندر غربت و مسافرت کے عالم میں میری زیارت کریگا۔ اس کے گناہ معاف ہو جائینگے اور قیامت کے دن وہ میرے درجہ میں میرے ہمراہ ہوگا۔ (ایضاً)

۱۷۔ عبدالسلام بن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ میں عنقریب ظلم و جور کے ساتھ زہرخورانی کی وجہ سے شہید کیا جاؤنگا اور ہارون کے پہلو میں دفن کیا جاؤنگا۔ اور خدا میری قبر کو میرے شیعوں اور محبوں کی آمد و رفت کا مرکز بنائے گا پس جو شخص میری غربت میں میری زیارت کرے گا۔ تو قیامت کے دن مجھ پر اس کی زیارت واجب ہو جائے گی۔ اس ذات کی قسم۔ جس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا کر کے عزت بخشی۔ اور ان کو تمام مخلوق سے منتخب کیا۔ جو شخص بھی میری قبر کے پاس نماز پڑھے گا وہ قیامت کے دن خدا سے مغفرت کا مستحق بن جائے گا اور قسم ہے اس خدا کی جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمیں منصب امامت پر فائز کر کے عزت بخشی اور ہمیں وصیت کے ساتھ مخصوص کیا میری قبر کے زائر قیامت کے دن تمام وفدوں سے زیادہ مکرم و محترم ہونگے۔ اور جو بندہ مؤمن میری زیارت کرے گا۔ اور اس کے چہرہ پر کوئی قطرہ بھی پڑ جائے گا تو خدا اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے گا۔ (ایضاً)

۱۸۔ عبدالعظیم حسنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بھی میری زیارت کرے گا اور اسے بارش، سردی یا گرمی کی کچھ تکلیف پہنچے گی۔ تو خدا اس کے جسم کو دوزخ پر حرام قرار دے گا۔ (آمالی صدوقؒ)

۱۹۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہ باسناد خود زید نرسیؒ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جو شخص میرے اس بیٹے کی زیارت کریگا۔ اس کے لئے جنت ہے۔ (کامل الزیارت)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۲۶ و ۲۹ و ۳۰ و ۴۴ و ۶۹ و ۷۹ و ۸۹

میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۳ و۸۴ و۸۹ و۹۱ و۹۵ و۹۷ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۳

حضرت امام رضا علیہ السلام اور دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے مشاہد مقدسہ سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سلیمان زرقان روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے زرقان ہم سب (ائمہ اہل بیتؑ) کی مٹی ایک تھی جب طوفان (نوحؑ) آیا تو یہ مٹی جدا جدا ہوگئی اس لئے ہماری قبریں جدا جدا ہیں۔ مگر مٹی سب کی ایک ہے۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن فضیل بن بنت داؤد رقیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: چار ایسے قطعات ہیں کہ جنہوں نے طوفان (نوحؑ) کے دنوں میں غرق ہونے کے خوف سے خدا کی بارگاہ میں شور مچایا تو خدا نے ان کو بلند کیا (۱) بیت المعمور (۲) غری (نجف اشرف) (۳) کربلا (معلّٰی) (۴) مشہد (مقدس) (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸۷ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ان مشاہد مقدسہ کے شرف و مجد پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۴

انبیاء اور ائمہ علیہم السلام کے قبور (مقدسہ) کے سوا اور کسی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا مستحب نہیں ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یاسر خادم سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ ہمارے قبور (مقدسہ کی زیارت) کے سوا کسی اور کی قبر کی طرف سفر نہ کیا جائے۔ خبردار میں ظلم وجور کی زہر سے شہید کیا جاؤں گا۔ اور غربت وتنہائی کے ایک مقام پر دفن کیا جاؤں گا۔ جو شخص میری زیارت کے لئے سفر کرے گا تو اسکی دعا قبول ہوگی۔ اور اسکے گناہ بخشے جائیں گے۔ (الخصال، عیون الاخبار)

باب ۸۵

حضرت امام رضا علیہ السلام کو حضرت امام حسین علیہ السلام پر ترجیح دینا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! یہ فرمائیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت افضل ہے یا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت؟ فرمایا میرے والد ماجد کی زیارت افضل ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت تو سب لوگ کرتے ہیں مگر میرے والد کی زیارت صرف خاص خاص شیعہ کریں گے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ، عیون الاخبار)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان کا ایک بیٹا طوس میں شہید کیا جائے گا کہ جس کی ہمارے اقل قلیل شیعہ زیارت کریں گے۔ (عیون الاخبار)

۳۔ عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سرگرداں ہوں کہ آیا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کروں یا طوس میں آپؑ کے والد ماجد کی کروں؟ آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: یہیں ٹھہرو اس کے بعد امامؑ اندر تشریف لے گئے۔ اور اس حال میں باہر نکلے تو آپ کے رخساروں پر آنسو جاری تھے۔ اور فرمایا حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائر بہت ہیں۔ مگر طوس میں میرے باپ کے زائر کم ہیں (یعنی طوس جاؤ) (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۸۶ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۸۶

تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارت پر حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو مقدم سمجھنا مستحب ہے

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن سلیمان مازنی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث میں فرمایا: کہ جو شخص میرے بیٹے امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زیارت کرے گا۔ اور ایک رات وہاں گزارے گا۔ تو وہ ایسا متصور ہوگا جیسے کوئی عرش پر خدا کی زیارت کرے میں نے عرض کیا ہیں؟ وہ ایسا ہے جیسے کوئی عرش پر خدا کی زیارت کرے؟ فرمایا ہاں جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش پر چار شخص اولین میں سے ہونگے اور چار آخرین میں سے۔ پس وہ چار جو اولین میں سے ہونگے وہ یہ ہیں (۱) نوحؑ (۲) ابراہیمؑ (۳) موسیٰؑ (۴) عیسیٰؑ) اور وہ چار جو آخرین میں سے ہوں گے وہ یہ ہیں: (۱) محمدؐ۔ (۲) علیؑ۔ (۳) حسنؑ۔ (۴) حسینؑ۔ پھر وہاں دسترخوان بچھایا جائے گا۔ جس پر یہ سب بیٹھیں گے اور ہمارے ساتھ ہم ائمہ کے قبور کے زائر بھی ہونگے۔ اور ان میں جن کا درجہ سب سے بلند و بالا ہوگا وہ میرے بیٹے (امام رضاؑ) کے زائر ہونگے۔

(الفروع، عیون الاخبار، التہذیب، الامالی)

باب ۸۷

حضرت امام رضاؑ کی زیارت مستحب ہے اور ایسے مستحبی حج وعمرہ پر جو رجب میں کیے جائیں ترجیح حاصل ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو میرے بیٹے علی رضاؑ کی زیارت کرے گا۔ تو خدا کے نزدیک (اس کا ثواب) ستر حج مبرور کے برابر ہوگا۔ راوی نے عرض کیا ستر حج؟ فرمایا ہاں (بلکہ) ستر ہزار حج! راوی نے عرض کیا ہیں ستر ہزار حج؟ فرمایا کئی حج تو قبول ہی نہیں ہوتے (مگر یہ تو ستر ہزار حج مقبول کے برابر ہے) فرمایا: جو انکی زیارت کرے گا۔ وہ ایسا ہوگا جیسے اس نے عرش پر خدا کی زیارت کی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ محمد بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقیؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص حجۃ الاسلام (واجبی حج) ادا کرنے کے ارادہ سے عمرہ تمتع کا احرام باندھ کر (مکہ میں) داخل ہوا اور خدا کی مدد سے اس نے حج وعمرہ مکمل کر لیا۔ پھر مدینہ (منورہ) گیا۔ وہاں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ پھر آپ کے حق معرفت رکھتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ آپ مخلوق خدا پر حجت ہیں اور خدا تک رسائی حاصل کرنے کا دروازہ ہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ پھر اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ گیا۔ دوسرے سال موسم حج آ گیا۔ تو آیا وہ دوبارہ (مستحبی) حج کرے تو یہ افضل ہے یا خراساں جا کر آپ کے والد ماجد امام رضاؑ کی زیارت کرنا افضل ہے؟ فرمایا خراساں جا کر حضرت امام رضاؑ کو سلام کرنا افضل ہے۔ لیکن (سلام وزیارت) رجب کے مہینہ میں ہو۔ مگر آج کل نہ کریں۔ کیونکہ آج کل ہم پر اور تم پر حاکم وقت کی طرف سے عیب جوئی اور نگرانی ہے۔

(الفروع، التہذیب، عیون الاخبار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کے ایک مکتوب میں پڑھا ہے کہ فرمایا: میرے شیعوں کو یہ بات پہنچا دو کہ میری زیارت خدا کے نزدیک ایک ہزار حج کے برابر ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقیؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کیا ایک ہزار حج کے برابر ہے؟ فرمایا۔ ہاں بخدا ایک لاکھ کے برابر ہے بشرطیکہ انکے حق کی معرفت رکھتے ہوئے کرے۔ (الفقیہ، التہذیب، ثواب الاعمال، الامالی، عیون الاخبار، بشارۃ المصطفیٰ، کامل الزیارات)

۴۔ حسن بن علی بن فضال حضرت امام رضاؑ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا خراساں میں ایک ایسا قطعۂ زمین ہے

جس پر ایک ایسا وقت آئے گا۔ کہ وہ ملائکہ کی آمد روفت کی آماجگاہ بن جائیگا۔ ایک گروہ نیچے آئے گا تو دوسرا اوپر جائیگا۔ اور یہ سلسلہ نفخ صور تک برابر جاری رہے گا۔ عرض کیا گیا۔ کہ وہ کونسا بقعہ ہے؟ فرمایا وہ طوس میں ہے اور بخدا وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ پس جو شخص اس بقعہ میں میری زیارت کرے گا وہ اس طرح ہوگا جس طرح کوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے۔ اور خدا اسکے لئے ایک ہزار حج مبرور اور ایک ہزار عمرہ مبرور کا ثواب لکھے گا۔ اور میں اور میرے آباء واجداد بروز قیامت اس کے شفیع ہونگے۔

(الفقیہ، الامالی، عیون الاخبار، التہذیب)

۵۔ ابو الصلت عبدالسلام بن صالح ہروی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم ہم (ائمہ اہل بیتؑ) میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ (جو ظلم و جفا یا تلوار دغا) سے شہید نہ ہوا ہو۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ! آپ کو کون شہید کرے گا۔ فرمایا: میرے زمانہ میں تمام مخلوق خدا سے بدترین شخص مجھے زہر سے شہید کرے گا۔ اور پھر ایک (تنگ وتار گھر) (حمید بن قحطبہ کا گھر) میں اور بلاد غربت میں دفن کرے گا۔ خبردار! جو شخص میری غربت میں میری زیارت کرے گا۔ تو خداوند عالم اس کے لئے ایک لاکھ شہید، ایک لاکھ صدیق، ایک لاکھ حج وعمرہ ادا کرنے والے اور ایک لاکھ مجاہد کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اسے ہمارے زمرہ میں محشور فرمائے گا۔ اور اسے جنت کے درجات عالیہ میں ہمارا رفیق بنائے گا۔

(الفقیہ، عیون الاخبار، الامالی)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص ہم میں سے کسی ایک کی زیارت کرے گا۔ وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (آئندہ بعض ابواب میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۸۸

حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے غسل کرنا اور جانب سر دو رکعت نماز پڑھنا اور وہاں بارگاہ ایزدی میں بکثرت دعا کرنا اور حاجت طلب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوا الصلت ہروی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ اہل قم کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی۔ اور سلام کیا۔ امام

نے جواب دیا اور ان کو اپنے قریب جگہ دی پھر ان سے فرمایا۔ مرحباً بکم واھلاً۔ تم ہمارے حقیقی شیعہ ہو! تمہارے اوپر ایک ایسا دور بھی آئے گا کہ تم طوس میں میری تربت کی زیارت کرو گے اس کے بعد جو شخص باغسل ہو کر میری زیارت کرے گا۔ وہ گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(عیون الاخبار الرضاؑ)

۲۔ صقر بن دلف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا و سردار امام علی نقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کو خدا سے کوئی حاجت برآری کرانی ہو تو وہ طوس میں غسل کر کے میرے جد امجد حضرت امام رضا علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے اور انکی جانب سر دو رکعت نماز پڑھے اور اسکی دعاء قنوت میں خدا سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ وہ دعا ضرور مستجاب ہوگی۔ مگر یہ کہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کے متعلق ہو۔ فرمایا جہاں ان کی قبر ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ جو مومن اس کی زیارت کرے گا۔ خدا اسے آتش جہنم سے آزاد کر دے گا۔ اور اسے دار القرار (جنت) میں داخل فرمائے گا۔ (عیون الاخبار والامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (وہاں نماز پڑھنے کے بارے میں) اس سے پہلے (باب ۸۲) گزر چکی ہیں۔

باب ۸۹

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی زیارت کرنا وہاں دعا کرنا اور کاظمین (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام دادے پوتے) کی زیارت کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا۔ جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی زیارت کے بارے میں سوال کیا تھا؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ حضرت ابوعبداللہ امام حسین صلوات اللہ علیہ سب پر مقدم ہیں۔ لیکن یہ (دو اماموں کی زیارت) زیادہ جامع ہے۔ اور اجر و ثواب کے اعتبار سے بڑھ کر ہے۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ، عیون الاخبار، کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲، ۲۶، ۲۹، ۳۰، ۴۴، ۶۹، ۸۰، ۸۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹۰

حضرت امام علی نقی، حضرت امام حسن عسکری اور حضرت امام مہدی علیہم السلام کی زیارت اندر یا باہر سے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص آپ (ائمہ اہل بیتؑ) میں سے کسی ایک کی زیارت کرے اسکے لئے کیا (اجر و ثواب) ہے۔ فرمایا: وہ اس شخص کی مانند ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہاشم جعفری سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: سرمن رائے (سامراء) میں میری قبر دونوں جانب کے لوگوں کے لئے (ہلاکت و بربادی) سے باعث امن وامان ہے (التہذیب، کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲، ۲۶، ۲۹، ۳۰، ۴۴، ۶۹، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۱، ۹۵، ۹۷ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ (نیز فرماتے ہیں) کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ احوط واولیٰ یہ ہے کہ (حضرت صاحب العصر والزمان کے) گھر میں داخل نہ ہو جائے۔ (کیونکہ وہ امام زمانہؑ کا مال ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر ہمارے لئے اسکے اندر داخل ہونے یا کسی اور طریقے سے تصرف کرنا روا نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص داخل ہو جائے تو وہ گناہگار بھی نہیں ہے۔ جبکہ وہ یہ تاویل کرے کہ ائمہ اہل بیتؑ نے اپنا مال اپنے شیعوں کے لئے مباح قرار دیا ہے۔ اور یہ اپنے عموم کی بناء پر اس صورت کو بھی شامل ہے اور اس قسم کی روایتیں بہت زیادہ ہیں جس میں سے بعض کو ہم نے باب الخمس میں درج کیا ہے۔ (انتہیٰ کلامہ)

خود مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ کسی مسلمان کا مال اسکی رضامندی کے بغیر کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔ اور یہاں مالک کی رضامندی معلوم ہے۔ کہ وہ گھر میں داخل ہونے پر راضی ہیں۔ اس میں ان کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ بلکہ ان کا زیادہ اکرام واحترام ہے۔ علاوہ بریں زیارت والی حدیثوں کا عموم واطلاق بھی اجازت پر دلالت کرتا ہے۔ الی نحیر ذلک من الوجوہ واللہ اعلم

باب ۹۱

ماہ رمضان میں گھر میں قیام کرنے اور روزہ رکھنے کو سفر زیارت اور روزہ افطار کرنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضل بغدادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا (جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا) ''میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ماہ رمضان کا مہینہ آجاتا ہے اور آدمی کے دل میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور بغداد میں آپ کے والد ماجد کی زیارت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ تو آیا وہ ماہ رمضان گزرنے تک گھر میں قیام کرے (اور روزہ رکھے) یا اسی مہینہ میں سفر پر نکل جائے اور روزہ افطار کرے؟ امام نے جواب میں لکھا ''ماہ رمضان کو وہ فضل وشرف حاصل ہے جو دوسرے کسی مہینہ کو نہیں ہے۔ لہذا جب وہ داخل ہو جائے تو اسی کو ترجیح حاصل ہے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ اپنی کتاب سرائر کے آخر میں کتاب مسائل الرجال ومکاتباتہم'' کے حوالہ سے داؤد صرمی کے مسائل سے یہ مسئلہ اور اس کا جواب نقل کیا ہے۔ جو انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے دریافت کیا'' کہ آیا ہم ماہ رمضان میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے آباواجداد کی زیارت کریں؟'' امام نے جواب میں لکھا۔ کہ ماہ رمضان کو وہ فضیلت وشرف اور عظیم اجر وثواب حاصل ہے جو دوسرے کسی مہینہ کو حاصل نہیں ہے۔ پس جب وہ داخل ہو جائے تو اسے ترجیح دینی چاہیے۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الصوم (باب ۳ از من تصح الصوم میں) گزر چکی ہیں۔ اور بعض اس کے منافی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو کہ جواز پر محمول ہیں کہ ماہ رمضان میں سفر زیارت کرنا حرام نہیں ہے۔ بلکہ جائز ہے۔

باب ۹۲

قبروں کے اردگرد طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: کھڑے ہو کر پانی نہ پیو۔ اور کسی قبر کا طواف نہ کرو۔ اور کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو۔ اور جو شخص ایسا

کرے اور پھر اسے کوئی تکلیف لاحق ہو جائے تو وہ اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔

(علل الشرائع کذا فی الفروع عن محمد بن مسلم عن احدھما علیہما السلام)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یحیٰی بن اکثم (قاضی) سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں روضہ رسول میں داخل ہوا اور آنحضرتؐ کی قبر کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بھی وہاں طواف کر رہے ہیں۔ تو میں نے بعض مسائل پر ان سے مباحثہ کیا الحدیث (الاصول من الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ روایت (بنیت طواف قبر کا طواف کرنے کے جواز پر) صریحی دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ اس سے قبر کے اردگرد چکر لگانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ زیارت کے مکمل کرنے اور تمام جوانب و جہات سے دعا کرنے کے ارادے سے نہ کہ طواف کے قصد وارادہ سے۔ علاوہ بریں اگر جواز ثابت بھی ہو تو یہ قبر رسول کے ساتھ مخصوص ہے اس سے کسی امام یا کسی اور شخص کی قبر کے طواف کا جواز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ہمارے مذہب میں قیاس باطل ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت کا راوی (یحیٰی عامی المذہب سے ہے) اور وہ اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد ہے۔ لہذا یہ روایت ہی ناقابل اعتماد ہے) نیز اس کے محمول بر تقیہ ہونے کا بھی احتمال ہے کیونکہ عامہ اسے جائز مانتے ہیں۔ اور صوفی اپنے مشائخ کی قبروں کا طواف کرتے ہیں[1]۔ واللہ اعلم

باب ۹۴

بمقام رے جناب شہزادہ عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی کی قبر کی زیارت مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحیٰی سے اور وہ رے کے ایک شخص سے جو حضرت علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے مجھ سے پوچھا تو کہاں گیا ہوا تھا عرض کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا تھا۔ فرمایا: خبردار! اگر تو (شہزادہ) عبدالعظیم کی قبر کی زیارت کر لیتا جو تمہارے ہاں ہے تو تو ایسا ہوتا جیسے تو نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ (ثواب الاعمال، کامل الزیارات، عیون الاخبار)

---

[1] قبر کے طواف عدم جواز کی ایک بین دلیل یہ ہے کہ طواف ایک عبادت ہے اور دو رکعت نماز کے برابر ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی عبادت (خاص طور پر نماز) غیر خدا کے لئے جائز نہیں ہے۔

باب ۹۴

قم (مقدسہ) میں جناب فاطمہ دختر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (معروف بہ معصومہ قم) کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد (اشعری) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے جناب فاطمہ دختر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قم میں زیارت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جوان کی زیارت کرے اس کے لئے جنت ہے۔ (ثواب الاعمال عیون الاخبار کامل الزیارت)

۲۔ جناب ابن قولویہؒ باسناد خود عمرکی سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قم میں میری پھوپھی کی زیارت کرے اس کے لیے جنت ہے۔ (کامل الزیارت)

باب ۹۵

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ھدیٰ علیہم السلام کی قبور (مقدسہ) کی دور سے بھی زیارت کرنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ اسناد خود ہشام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کا گھر دور ہو تو وہ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جائے۔ اور دو رکعت نماز پڑھ کر ہماری قبروں کی طرف اشارہ کر کے سلام کرے کہ وہ ہم تک پہنچ جاتا ہے۔ (الفقیہ، المقنعہ کذا فی الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے بھی بروایت ابن ابی عمیر حضرت امام جعفر صادق سے اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے۔ ہاں البتہ اس میں یہ اضافہ ہے "اور تم ائمہ پر دور سے اس طرح سلام کرو جس طرح نزدیک سے کرتے ہو۔ ہاں البتہ زیارت میں نہ کہو ﴿اتیتك زائرا﴾ بلکہ اس کی جگہ یوں کہو ﴿قصدت تك بقلبي زائرا اذ عجزت عن حضـور مشهدك ووجهت اليك سلامي لعلمي بانه يبلغك صلى الله عليك، فاشفع لي عند ربك عزو جل﴾ اس کے بعد جو چاہو دعا کرو۔ (التہذیب)

۳۔ جناب شیخ ابن قولویہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے والد (سدیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے سدیر! کیا تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت بکثرت کرتے ہو؟ عرض کیا وہ تو ہم سے دور ہیں فرمایا کیا میں تمہیں ایسا طریقہ نہ بتاؤں کہ جب اس پر عمل کرو تو

تمہارے لئے آنجناب کی زیارت کا ثواب لکھا جائے؟ عرض کیا ہاں فرمائیں۔ فرمایا: اپنے گھر میں غسل کر کے اپنے گھر کی چھت پر چڑھ جاؤ اور آپ کی طرف اشارہ کر کے سلام کرو اس سے تمہارے لیے پوری زیارت کا ثواب لکھا جائے گا۔ (کامل الزیارت)

۴۔ سلیمان بن عیسیٰ اپنے باپ (عیسیٰ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا جب آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکوں تو پھر کس طرح آپ کی زیارت کروں؟ فرمایا اے عیسیٰ! جب نہ آ سکو تو جب جمعہ کا دن ہو تو غسل کرو یا وضو اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔ اور میری طرف متوجہ ہو کر (سلام کرو) کیونکہ جو شخص میری زندگی میں میری زیارت کرے گا اس نے گویا میری وفات کے بعد کی ہے اور جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا۔ اس نے گویا میری زیارت کی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲، ۲۶، ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۶

جمعہ کے دن دور سے غسل کر کے حضرت رسول خدا، ائمہ ھدیٰ علیہم السلام اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی زیارت کرنا مستحب ہے اور اس کی کیفیت

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے شہر میں رہ کر چاہتا ہے کہ حضرت رسول خدا، حضرت امیر علیہ السلام، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت امام حسن و حسین علیہم السلام کی زیارت کرے تو جمعہ کے دن غسل کرے اور دو پاک صاف کپڑے زیب بدن کرے اور جنگل میں چلا جائے اور وہاں جا کر چار رکعت نماز پڑھے اور ان میں جو سورے پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ پس جب (آخری) تشہد و سلام پڑھ چکے تو قبلہ رو کھڑا ہو کر یہ زیارت پڑھے ﴿السلام علیك ایها النبی و رحمة الله وبركاته السلام علیك ایها النبی المرسل، والوصی المرتضیٰ، و السیدة الكبری والسیدة الزهراء والسطبان المنتجبان والاولادالاعلام والا مناء المستخزنون، المنجبون جئت انقطاعا الیكم والی آبائكم وولد كم الخلف علی بركة الحق فقلبی لكم سلم، و نصرتی لكم (مسلم) معدة حتی یحكم الله بدینه، فمعكم معكم لا مع عدو كم والی من

القائلین بفضلکم مقر برجعتکم لا انکر قدرة، ولا ازعم الا ماشاء اللّٰہ سبحان اللّٰہ ذی الملک والملکوت ماسبح اللّٰہ باسمائہ جمیع خلقہ والسلام علی ارواحکم واجسادکم والسلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ ﴾ (مصباح المتہجد)

۲۔ جناب شیخ جعفر بن محمد بن قولویہؒ باسناد خود احمد بن ابوعبداللہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حنان بن سدیر صیرفی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے امامؑ نے ان سے پوچھا اے حنان! آیا تم ہر مہینے میں ایک بار حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہو؟ عرض کیا نہیں آیا ہر (دو ماہ) میں ایک بار کرتے ہو تو عرض کیا: نہیں فرمایا: تم اپنے آقا پر کس قدر جفا کار ہو عرض کیا فرزند رسول زاد سفر کی قلت اور سفر کی طوالت مانع ہے فرمایا: تمہیں وہ زیارت مقبولہ نہ بتاؤں جو کہ دوری کے باجود پڑھی جا سکتی ہے؟ عرض کیا ضرور فرزند رسول! کس طرح کروں؟ فرمایا: جمعہ کے دن یا جس دن چاہو غسل کرو اور اپنے پاکیزہ ترین کپڑے پہنو اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ جاؤ یا کسی صحراء میں چلے جاؤ۔ اور روبقبلہ ہو جبکہ واضح ہو کہ قبر ادھر ہی ہے۔ خدا فرماتا ہے ﴿اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ﴾ پھر یہ زیارت پڑھو ﴿السلام علیک یا مولای وابن مولای و سیدی و ابن سیدی السلام علیک یا مولای الشہید بن الشہید والقتیل بن القتیل ﴾ (یہاں وہ زیارت نقل کی ہے) پھر تھوڑا سا اپنے بائیں جانب جناب شہزادہ علی اکبرؑ کی قبر کی طرف مڑو کیونکہ ان کی قبر اپنے والد ماجد کی پائین پا ہے۔ اور اس طرح ان پر سلام کرو پھر جو چاہو دین و دنیا کے بارے میں خدا سے دعا والتجا کرو۔ پھر چار رکعت نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز زیارت آٹھ یا چھ یا چار یا دو رکعت ہیں۔ اگرچہ افضل آٹھ رکعت ہیں پھر روبقبلہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی طرف ہو کر پڑھو مودعک یا سیدی وابن سیدی علی بن الحسین و مودعکم یا سادتی یا معاشر الشہداء فعلیکم سلام اللّٰہ ورحمة اللّٰہ و رضوانہ وبرکاتہ﴾

(کامل الزیارت)

مؤلف علامؒ فرماتے کہ اس سے پہلے (باب سابقہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۹۷

جملہ مؤمنین بالخصوص ان میں سے صلحاء اور نیک کاروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ اسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جو شخص کسی برادر ایمانی کی شہر کی (دوسری) جانب محض خدا

کی خوشنودی کی خاطر زیارت (ملاقات) کرے۔ تو گویا وہ خدا کا زائر ہے۔ (اور ملاقاتی ہے) اور خدا پر اپنے زائر کا احترام لازم ہے۔ (الاصول)

۲۔ بکر بن محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب بھی کوئی مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی سے للہ فی اللہ ملاقات کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے ندا دیتا ہے۔ اے زائر! تو بھی گوارا اور جنت تجھے خوشگوار اور مبارک۔ (الاصول، ثواب الاعمال مصادقۃ الاخوان، قرب الاسناد)

۳۔ ابوحمزہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص للہ فی اللہ اپنے برادر مؤمن کی ملاقات کرے، محض ثواب خداوندی حاصل کرنے کے لیے نہ کسی اور مقصد کے لیے۔ تو جب سے وہ اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے واپس لوٹنے تک خدا ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ مؤکل کرتا ہے جو اسے ندا دیتے ہیں تو مبارک اور تجھے جنت مبارک تو نے جنت میں اپنا گھر بنایا ہے (ایضا)

۴۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا خداوند عالم کی ایک خاص جنت ہے جس میں صرف تین قسم کے لوگ داخل ہوں گے (۱) وہ شخص جو اپنے خلاف حق کا فیصلہ نافذ کرے (۲) جو اپنے برادر مؤمن سے للہ فی اللہ ملاقات کرے۔ (۳) جو محض خدا کی خوشنودی کے لیے اپنے برادر مؤمن کو اپنے اوپر ترجیح دے۔
(الاصول، الخصال)

۵۔ محمد بن زید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص ہم سے صلہ (رحمی) نہیں کر سکتا وہ ہمارے غریب و نادار شیعوں سے صلہ (رحمی) کرے۔ اور جو شخص ہمارے قبور کی زیارت نہیں کر سکتا۔ تو وہ ہمارے نیکوکار برادرانِ ایمانی کی زیارت کرے۔ (الفروع الفقیہ)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے مجھے بتایا کہ ایک بار خدا نے زمین پر ایک فرشتہ اتارا وہ چلتا ہوا ایک شخص کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں ایک شخص کھڑا ہے، جو گھر والے سے اندر جانے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ فرشتے نے (جو کہ انسانی شکل میں متشکل تھا) اس سے پوچھا تجھے اس گھر کے مالک سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا: یہ میرا مسلمان بھائی ہے للہ فی اللہ اس کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔ فرشتے نے مکرر پوچھا محض اسی نیت سے یہاں آئے ہو۔ اس نے کہا ہاں اسی ارادے سے آیا ہوں تب فرشتے نے کہا میں تمہارے پروردگار کا ایلچی ہوں۔ خدا تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تمہارے لیے جنت واجب ہے اور فرمایا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی زیارت کرے وہ اس کی زیارت نہیں کرتا بلکہ وہ گویا میری زیارت کرتا ہے اور اس کا ثواب جنت ہے۔ (الاصول، المحاسن، ثواب الاعمال)

۷۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے اس بھائی کی زیارت کرے جس سے محض خدا کی خاطر بھائی چارہ ہو۔ تو خدا فرماتا ہے کہ تو میرا مہمان اور میرا زائر ہے۔ تیری مہمان نوازی میرے ذمہ ہے اور تیری اس شخص سے محبت (اور زیارت) کی وجہ سے میں نے تیرے لیے جنت واجب قرار دی ہے۔ (الاوصول)

۸۔ علی بن مہدی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص للہ فی اللہ اپنے برادر مؤمن کی زیارت کرے تو وہ قیامت کے دن نور کی قباطی پر قدم رکھتا ہوا میدان محشر میں وارد ہوگا وہ جہاں سے بھی گزرے گا وہ جگہ روشن ہوتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ بارگاہ ایزدی میں کھڑا ہوگا خدا اسے ''مرحبا'' کہے گا اور جب خدا کسی بندہ کو مرحبا کہے تو اس کی عطا و بخشش کو بہت زیادہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بزاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص ہماری زیارت کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ ہمارے نیکوکار (دینی) بھائیوں کی زیارت کرے اس کے نامہ اعمال میں ہماری زیارت کا ثواب لکھا جائے گا اور جو ہم سے صلہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ اپنے نیکوکار بھائیوں سے صلہ کرے اس کے لیے ہم سے صلہ کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ (التہذیب المقنعہ)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن صہیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ (تین قسم کے آدمی خدا کے مہمان ہیں) (۱) ایک وہ جو حج و عمرہ کرے تو واپس اپنے گھر پہنچنے تک خدا کا مہمان ہے۔ دوسرا وہ شخص جو نماز پڑھ رہا ہے وہ خدا کی پناہ میں ہے جب تک اس سے فارغ نہ ہو جائے۔ تیسرا وہ شخص جو للہ فی اللہ اپنے برادر مؤمن کی زیارت کرے وہ خدا کے جلدی ثواب اور اس کے خزائن رحمت کے لحاظ سے گویا خدا کا زائر ہے (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ۲ از مواقیت صلوۃ، ابواب عشرہ وغیرہ میں) گذر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائے گی انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۹۸

برادر ایمانی کا باہمی میل ملاقات کرنا اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے ذکر پر جمع ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہیں) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ (ایمانی) بھائیوں کا آپس میں ملنا جلنا بڑی غنیمت ہے اگرچہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں (الاصول، مصادقۃ الاخوان)

۲۔ خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ میں الوداع کہنے کے لیے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا: اے خیثمہ! ہمارے جو محبّ و موالی تمہیں ملیں ان کو ہمارا سلام کہنا اوران کو تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کی وصیت کرنا اوراس بات کی وصیت کرنا کہ ان کے مالدار ان کے غریب ونادار لوگوں کی طاقتور کمزوروں کی مالی امداد کریں اوران کے زندے ان کے مردوں کے جنازوں میں شامل ہوں۔ اوراپنے گھروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں۔ کیونکہ ان کا آپس میں ملنا جلنا ہماری شریعت کے زندہ رکھنے کا موجب ہے اور خدا رحم کرے اس بندہ پر جو ہماری شریعت کو زندہ رکھے الحدیث (الاصول امالی فرزند شیخ طوسیؒ قرب الاسناد، مصادقۃ الاخوان وغیرہ)

۳۔ صفوان جمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی سے تین اہل ایمان اگر کسی ایسے (ایمانی) بھائی کے ہاں اکٹھے ہو جائیں جس کی شرارتوں سے محفوظ ہوں۔ اوراس کی فتنہ سامانیوں کا کوئی خوف نہ ہو۔ اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس کے امیدوار ہوں (یعنی بھروسہ اور اعتماد کے قابل دوست ہو۔) تو یہ جب (ملکر) خدا سے کوئی دعا کرینگے تو وہ قبول کرے گا۔ اور اگر اس سے کچھ مانگیں گے تو وہ انہیں عطا کرے گا اور اگر مزید طلب کریں گے تو مزید دے گا اور اگر وہ خاموش رہیں گے تو وہ (مہربان) خود ابتداء کرے گا۔ (الاصول)

۴۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بحر سقا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا کی (عطا کردہ) خوشیوں میں سے یہ تین چیزیں ہیں: (۱) رات کے وقت تہجد پڑھنا۔ (۲) روزہ دار کا روزہ کھولنا۔ (۳) اور برادران ایمانی سے ملنا۔ (امالی فرزند شیخ طوسی)

باب ۹۹

صحت ہو یا بیماری نزدیکی ہو یا دوری (اگرچہ ایک سال کی مسافت ہو) بہرحال برادر مومن کی زیارت وملاقات کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے اس برادر مومن کی صحت اور بیماری میں زیارت کرے جس سے محض للہ فی اللہ بھائی چارہ ہوا سے دھوکہ دینے اوراس کی برادری کو تبدیل کرنے کے لیے نہ جائے

تو خداوند عالم اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کو مؤکل کرتا ہے جو اس کے پیچھے پکار پکار کر کہتے ہیں تو عمدہ تجھے جنت خوشگوار ہو۔ تم (گویا) خدا کے زائر ہو۔ تم خدا کے مہمان ہو۔ واپس اپنے گھر پہنچنے تک برابر فرشتے یہ کہتے ہیں بشیر نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اگر چہ (دوست کا) مکان دور بھی ہو؟ فرمایا ہاں اے بشیر! اگرچہ اس کا مکان ایک سال کی مسافت پر ہو خدا کریم ہے اور فرشتے بہت زیادہ ہیں وہ ضرور اس کے واپس اپنے گھر پہنچنے تک اس کی مشایعت کریں گے۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ ابو خدیجہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے (کوفہ) اور بصرہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ عرض کیا: پانی (کشتی) کے ذریعے سے پانچ دن جبکہ ہوا موافق ہو اور خشکی کے راستہ سے قریباً آٹھ دن فرمایا: یہ فاصلہ تو بہت قریب ہے تم (کوفہ اور بصرہ والے) باہمی زیارت کیا کرو اور ایک دوسرے کی دیکھ بھال کیا کرو۔ کیونکہ قیامت کے دن ضروری ہوگا کہ ہر انسان ایک گواہ لائے جو اس کے دین (وایمان) کی گواہی دے فرمایا جب ایک مسلمان اپنے (اسلامی) بھائی کو دیکھتا ہے۔ تو اس میں اس کے دین کی حیات ہے بشرطیکہ خدا کا ذکر کرے۔ (الروضۃ من الکافی)

۳۔ عبداللہ بن محمد جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جب ایک بندے مؤمن بھائی کی ملاقات کے لیے گھر سے نکلتا ہے۔ تو خداوند عالم آسمان سے ایک فرشتہ کو نازل کرتا ہے جو اپنا ایک پر زمین پر اور دوسرا آسمان پر رکھ کر اس پر سایہ کرتا ہے۔ اور جب اس (بھائی) کے مکان میں داخل ہوتا ہے تو خدا اس سے فرماتا ہے اے میرا وہ بندہ جو میرے حق کی تعظیم اور میرے نبی کے آثار کی پیروی کرنے والا ہے مجھ پر تیری تعظیم لازم ہے۔ تو مجھ سے سوال کر میں تجھے عطا کروں گا۔ تو مجھے پکار میں لبیک کہوں گا تو خاموش رہ میں ابتدا کروں گا۔ اور جب وہ واپس (اپنے گھر) جاتا ہے تو وہ فرشتہ اس کی مشایعت کرتا ہے اور اس کے واپس اپنے گھر پہنچنے تک اپنے پروں کا اس پر سایہ کرتا ہے بعد ازاں خدا اسے ندا دیتا ہے اے میرا وہ بندہ جو میرے حق کی تعظیم کرنے والا ہے مجھ پر تیرا اکرام لازم ہے پس میں نے (تیرا اکرام) کرتے ہوئے تیرے لیے اپنی جنت واجب قرار دی ہے۔ اور اپنے (گناہگار بندوں میں) تمہیں سفارش کرنے کا حق دیا ہے۔ (الاصول)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے (ایمانی) بھائی کی زیارت کے لیے چلے تو اسکے واپس آنے تک اس کو ہر ہر قدم پر ایک لاکھ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے ایک لاکھ درجہ بلند ہوتے ہیں اور اس کی ایک لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں اور ابواب عشرہ میں) گزر چکی

ہیں اور کچھ آیندہ (ابواب میں) بیان کی جائینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۱۰۰

برادر مومن کی زیارت کرنے کو مستحق غلام آزاد کرنے پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک مومن کی محض للہ فی اللہ زیارت کرنا دس عدد مومن غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ حالانکہ جو شخص ایک مومن غلام کو آزاد کرے اس کا ہر ہر عضو اس (آزاد کرنیوالے) کے ہر ہر عضو کو آتش دوزخ سے بچاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی شرم گاہ اُس کی شرم گاہ کو بچاتی ہے۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰۱

مومنین کی قبروں کی زیارت کرنا اور ان کے لئے دعا کرنا اور وہاں سات بار سورۃ القدر پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ (مرحوم) بندہ مومن کے پاس جب کوئی زائر جاتا ہے تو وہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور جب وہ واپس چلا جاتا ہے تو اسے وحشت وگھبراہٹ ہوتی ہے امام نے فرمایا: نہیں اس کی واپسی سے اسے وحشت نہیں ہوتی۔ (یعنی ملاقات سے مانوس ضرور ہوتا ہے۔) (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن ابی المقدام سے اور وہ اپنے باپ (ابوالمقدام) سے روایت کرتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ جا رہا تھا کہ ہم کوفہ کے ایک شیعہ کی قبر کے پاس سے گزرے امام علیہ السلام وہاں رکے اور یہ دعا پڑھی ﴿اللّٰھم ارحم غربته، وصل وحدته، وآنس وحشته واسکن الیه من رحمتك رحمه یستغنی بها عن رحمه من سواك والحقه بمن کان یتولاہ﴾ اس کے بعد سات

مرتبہ سورہ انا انزلنا فی لیلۃ القدر پڑھی۔ (اوراسے ایصال ثواب کیا)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے دفن کے باب (۳۴ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں

باب ۱۰۱

مسجدوں میں جانا مستحب ہے۔ اور جو شخص کسی مسجد یا مشہد میں پہلے پہنچ جائے (اور کسی جگہ پر قبضہ کرے) تو وہ ایک شب و روز تک اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اگرچہ وضو کے لئے باہر بھی نکل جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن عیسیٰ سے اور وہ مرفوعاً بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم مکہ یا مدینہ یا حائر (حسینؑ) یا کسی اور خیر و برکت والی جگہ پر موجود ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات (ہم میں سے) کوئی شخص وضو (وغیرہ) کے لئے باہر نکلتا ہے۔ اور ایک دوسرا شخص آکر اس کی جگہ پر قابض ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا جو شخص (اسی عمومی جگہ پر) سبقت کرے وہ ایک شب و روز تک اس کا سب سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ (التہذیب، کامل الزیارت)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے مساجد اور مکان مصلی کے (ابواب ۵۶ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آداب تجارت (باب ۱۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۲

مؤمنین اور معصومین (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کی جانب سے زیارت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے۔) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد صرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا۔ میں نے آپ کے والد ماجد (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) کی زیارت کی ہے۔ اور اسے آپ کے لئے قرار دے دیا تو؟ فرمایا اس (کارِ خیر کا) تمہیں خداوند عالم کی طرف ثواب اور اجر عظیم ملے گا اور ہماری طرف سے تعریف (شکریہ) (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے نیابت حج کے (باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰۴

حضرت امام حسینؑ اور اہل بیتؑ کے مرثیہ میں شعر کہنا اور خود رونا اور دوسروں کو رلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے۔)(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن عمر عبدالعزیز کشی اپنے رجال میں باسنا خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے جعفر بن عثمان طائی سے فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تو حضرت امام حسینؑ کے مرثیہ میں شعر کہتا ہے اور وہ بھی عمدہ۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں۔ چنانچہ اس نے چند شعر پڑھے جس کی وجہ سے امامؑ اس قدر روئے کہ ان کے ریش پر آنسو جاری ہوئے اور جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے وہ بھی رو پڑے۔ پھر فرمایا اے جعفر! بخدا یہاں خدا کے مقرب فرشتے موجود ہیں۔ جنہوں نے امام حسینؑ کے مرثیہ میں تمہارا کلام سنا اور جس طرح ہم روئے ہیں اسی طرح وہ بھی روئے ہیں بلکہ ہم سے زیادہ روئے ہیں۔ اور جعفر! اسی وقت خداوند عالم نے تمہارے لئے جنت واجب قرار دے دی ہے۔ اور تجھے بخش دیا ہے۔ پھر فرمایا۔ آیا تجھے کچھ اور بتاؤں؟ عرض کیا۔ ہاں میرے آقا! فرمایا: جو شخص حضرت امام حسینؑ کے بارے میں شعر کہے پس خود روئے اور اس سے دوسروں کو رلائے تو خدا اس کے لئے جنت واجب قرار دیتا ہے۔ اور اسے بخش دیتا ہے۔(رجال کشی)

۲۔ کمیت بن زید (مشہور شاعر اہل بیتؑ) بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو امام نے فرمایا: اے کمیت! خدا کی قسم اگر (اس وقت) ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم اس سے تمہیں کچھ عطا کرتے۔ مگر تمہارے لئے وہ کچھ ہے جو کچھ حضرت رسول خداؐ نے حسانؓ کے حق میں فرمایا تھا کہ جب تک ہمارا دفاع کرتے رہو گے روح القدس برابر تمہارے ہمراہ رہے گا۔(جو تمہاری تائید و تصدیق کرتا رہے گا)۔(ایضاً، والروضہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہارون مکفوف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو ہارون! حضرت امام حسینؑ کے (مرثیہ) کے بارے میں کچھ شعر سناؤ۔ چنانچہ میں نے کچھ شعر پڑھے فرمایا: مجھے اس طرح پڑھ کر سنا جس طرح تم (اپنے ہاں) پڑھتے ہو۔ یعنی رقت انگیز لہجہ میں چنانچہ میں نے پڑھا ﴿امرر علی جدث "جسد خ ل" الحسینؑ، فقل الاعظمہ الــزکیۃ﴾ اس پر امام روئے اور فرمایا کچھ اور بھی سناؤ۔ چنانچہ اس نے اپنا ایک اور قصیدہ (مرثیہ) پڑھ کر سنایا۔ اور امامؑ روئے اور میں نے پس پردہ سے بھی رونے کی آواز سنی جب میں فارغ ہوا امامؑ نے فرمایا: اے ابو ہارون!

جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ میں شعر کہے اور خود روئے اور دس آدمیوں کو رلائے ان سب کے لئے جنت لکھ دی جاتی ہے۔ اور جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر کہے اور خود روئے اور پانچ آدمیوں کو رلائے ان سب کے لئے جنت لکھ دی جاتی ہے۔ اور جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام (کے مصائب) کو یاد کرے اور اس کی آنکھ سے پرمگس کے برابر آنسو نکل آئے تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور وہ اس کے لئے جنت سے کم تر کسی چیز پر راضی نہیں ہوگا۔ (ثواب الاعمال، کامل الزیارات)

۴۔ ابو عمار منشد (شعر خواں) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابو عمارہ عبدی کے کچھ شعر مجھے پڑھ کر سناؤ جو اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے مرثیہ میں کہے ہیں۔ چنانچہ میں نے چند شعر پڑھکر سنائے جس کی وجہ سے آپ رو پڑے۔ پھر کچھ اور پڑھے امامؑ روئے ابو عمارہ بیان کرتے ہیں کہ بخدا میں برابر شعر پڑھتا رہا اور آپ برابر روتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے گھر کے اندر سے گریہ وبکا کی آوازیں سنیں۔ پھر فرمایا: اے ابو عمارہ! جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھے۔ اور پچاس آدمیوں کو رلائے اسکے لئے جنت ہے اور جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھے اور تیس آدمیوں کو رلائے اس کے لئے جنت ہے جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھے اور بیس آدمیوں کو رلائے اسکے لئے جنت ہے اور جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھے اور صرف ایک آدمی کو رلائے اس کے لئے جنت ہے۔ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھے اور صرف خود روئے اس کے لئے جنت ہے۔ اور جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھے اور رونے کی کوشش کرے (شکل بنائے) اس کے لئے جنت ہے (ثواب الاعمال، الامالی، الکامل)

۵۔ صالح بن عقبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا۔ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں (صرف دو مصرعوں کا منظوم کلام) پڑھے اور خود روئے اور دس آدمیوں کو رلائے تو اس کے لیے اور ان کے لئے جنت ہے۔ جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں ایک بیت پڑھے اور خود روئے اور نو آدمیوں کو رلائے تو اس کے لئے جنت ہے۔ اس طرح امام برابر تعداد کم کرتے گئے یہاں تک کہ فرمایا: جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں ایک بیت پڑھے اور صرف خود روئے (راوی کہتا ہے) میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ یا رونے کی کوشش کرے (رونے کی شکل بنائے) تو اس کے لئے جنت ہے۔ (الثواب کامل)

۶۔ جناب شیخ ابن قولویہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا ہر چیز کا ثواب (معین) ہے۔ سوائے اس آنسو کے جو ہمارے بارے میں بہایا جائے (کہ اسکی کوئی قیمت معین نہیں ہے)۔ (کامل الزیارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ٦٦ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰۵ میں) بیان کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

باب ۱۰۵

ائمہ اہل بیتؑ علیہم السلام کی شعر کے ساتھ مدح کرنا اور ان کا مرثیہ کہنا مستحب ہے اگرچہ ماہ رمضان، جمعہ کے دن اور رات کے وقت ہو

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن فضل ہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمارے حق میں شعر کا ایک بیت[1] کہے گا۔ خدا اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (عیون الاخبار)

۲۔ علی بن سالم اپنے باپ (سالم) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بھی ہمارے حق میں ایک شعر کہتا ہے اسکی روح القدس سے تائید کی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حسن بن جہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص ہماری مدح کرتے ہوئے شعر کہے۔ تو خداوند عالم اس کے لئے جنت میں ایسا گھر بناتا ہے۔ جو اس دنیا سے سات گنا بڑا ہے جس میں ہر ملک مقرب اور ہر نبی مرسل اس کی زیارت کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب کشیؒ باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ اپنے والد (زرارہ سے) روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ ایک بار کمیت (اسدیؒ) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مشہور مرثیہ پڑھا جو اس مصرعہ سے شروع ہوتا ہے: ﴿من تقلب مثیم مستهام﴾ اور جب اس کے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو امامؑ نے ان سے فرمایا اور جب تک تم ہمارے حق میں شعر کہتے رہو گے تمہاری روح القدس سے برابر تائید ہوتی رہے گی۔

(رجال کشی)

۵۔ ابوطالب قمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں اشعار کے چند بیت لکھ کر بھیجے جس میں آپؑ کے والد (حضرت امام رضا علیہ السلام) کا تذکرہ بھی کیا تھا اور ان سے خواہش کی کہ مجھے اپنے متعلق (مدحیہ) اشعار کہنے کی اجازت دیں۔ تو امامؑ نے شعر کی تقطیع کی اور کاغذ کے باقیماندہ خالی حصے پر لکھا (احسنت جزاك

---

[1] دو مصرعوں کے منظوم کلام کو بیت کہا جاتا ہے۔ (المنجد)

اللہ خیراً)۔(ایضاً)

۶۔ جناب ابن قولویہ باسناد خود عبداللہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی فضیلت والی طویل حدیث کے اندر فرمایا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کوفہ کے اطراف سے کچھ لوگ وہاں (کربلا) جاتے ہیں اور ان کے علاوہ (ادھر ادھر سے) بھی کچھ لوگ وہاں حاضری دیتے ہیں اور کچھ عورتیں بھی جا کر ندبہ (بآواز بلند گریہ) کرتی ہیں اور یہ سب کچھ نیمہ شعبان کے موقع پر ہوتا ہے چنانچہ کوئی قاری قرأت کرتا ہے کوئی قصہ گو قصہ خوانی کرتا ہے، کوئی ندبہ کرنے والا ندبہ کرتا ہے اور کوئی مرثیہ گو مرثیہ پڑھتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں کچھ آپ بیان کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض چیزوں کا خود مشاہدہ کیا ہے۔ فرمایا: سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے لوگوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی بنائے ہیں جو ہماری طرف آتے ہیں اور مرثیہ بھی پڑھتے ہیں۔ اور ہمارے دشمنوں کو ایسا بنایا ہے جو ہمارے محبوں پر ہماری قرابت کی وجہ سے طعن و تشنیع کرتے ہیں اور کچھ ان کو دھمکیاں دیتے ہیں اور جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ اسے قبیح اور غلط ٹھہراتے ہیں (کامل الزیارات)

۷۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسیؒ باسناد خود خلف بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے کچھ اصحاب آپ کے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ شب و روز جمعہ میں اور ماہ رمضان میں اور عام رات کے وقت شعر پڑھنا مکروہ ہے میں نے چاہا تھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مرثیہ کہوں مگر شب جمعہ ہے اور یہ ماہ رمضان ہے تو؟ امام نے فرمایا: تو ابوالحسن (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ) کا مرثیہ کہہ۔ شب جمعہ میں، ماہ رمضان میں، رات میں اور تمام دنوں میں خدا تجھے اس (احسان) کا بدلہ (احسان) سے دے گا۔ (کتاب الآداب الدینیہ مخطوط)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور شاید یہ (جواز والی) حدیث مخصوص مرثیہ لکھنے سے مخصوص ہے نہ کہ مرثیہ پڑھنے سے یا یہ جواز پر محمول ہے اور سابقہ حدیثیں (جو منع پر دلالت کرتی ہیں اور جو باب ۳ باب ۵۱ از نماز جمعہ میں) گزر چکی ہیں وہ کراہت پر محمول ہیں۔

باب ۱۰۶

حضرت علی علیہ السلام کے سوا اور کسی کو بھی امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کرنا جائز نہیں ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے) (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ مفسر قرآن جناب عیاشیؒ باسناد خود محمد بن اسماعیل رازی سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے

کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا السلام علیك یاامیر المومنین (یہ سنتے ہی) امام اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔ رک جا! یہ وہ لقب ہے۔ جو حضرت امیر علیہ السلام کے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ خدا نے ان کو اس لقب سے ملقب کیا ہے۔ ان کے علاوہ اگر کسی کو اس لقب سے ملقب کیا گیا اور وہ اس پر راضی بھی ہو گیا تو وہ پہلے سے مفعول ہوگا اور اگر پہلے نہیں تھا۔ تو اس کے بعد اس بیماری میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور یہی ہے اس کلام خدا کا مفہوم جس میں خدا فرماتا ہے کہ ﴿ان یدعون من دونه الا اناثا وان یدعون الا شیطان مریدا﴾ (اس کے علاوہ جن کو پکارتے ہیں تو وہ مؤنث ہیں اور سرکش شیطان ہیں)۔ راوی نے عرض کیا جب قائم آل محمد علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان کو کس طرح پکارا جائے گا۔؟ فرمایا: کہا جائے گا: ﴿السلام علیك یابقیة الله، السلام علیك یابن رسول الله﴾۔ (تفسیر عیاشی)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن ابو زاہر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا قائم آل محمدؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنا جائز ہے؟ فرمایا نہ۔ یہ وہ نام ہے کہ جس سے خداوند عالم نے صرف اور صرف حضرت امیر علیہ السلام کو مخصوص کیا ہے۔ نہ آپ سے پہلے کسی کا یہ نام رکھا گیا۔ اور جو آپ کے بعد اپنا یہ نام رکھے گا وہ کافر ہوگا۔ راوی نے عرض کیا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! پھر ان پر کس طرح سلام کیا جائے گا؟ فرمایا یوں کہنا (السلام علیک یابقیۃ اللہ)۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی ﴿بقیة الله خیر لکم ان کنتم مؤمنین﴾ (اگر تم مؤمن ہو تو تمہارے لئے بقیۃ اللہ بہتر ہے)۔ (الاصول من الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بکثرت حدیثیں وارد ہوتی ہیں ہاں البتہ بعض حدیثیں ان کے معارض بھی وارد ہوتی ہیں جو صریح نہیں ہیں۔ بہرحال احوط یہ ہے کہ اس لقب کو کسی اور پر اطلاق نہ کیا جائے۔

❀❀❀❀❀❀

وسائل الشیعہ کتاب الحج کا ترجمہ مکمل ہوا۔

والحمد الله رب اللعالمین، وصلی الله علی سیدنا محمد

وآله الطاهرین صلوات الله علیه وعلیهم اجمعین

وانا الاحقر محمد حسین النجفی

۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ بمطابق دسمبر ۱۹۹۳ء بوقت سات بجے شب، بمقام سیٹلائٹ ٹاون سرگودھا

❀❀❀❀❀